عمران سیریز
ہائی فائی
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ہائی فائی

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ----- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ----- محمد علی قریشی
طابع ----- شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

چند باتیں

محترم قارئین!

سلام مسنون! نیا ناول "بائی فائی" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موجودہ سائنسی دور کا یہ المیہ ہے کہ بڑی طاقتوں نے سائنس کو اپنی واحد ملکیت سمجھ لیا ہے۔ اس لئے جب کوئی ترقی پذیر ملک سائنسی طور پر آگے بڑھتا ہے تو بڑی طاقتیں اُسے پیچھے دھکیلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتی ہیں۔

موجودہ ناول بھی اسی کش مکش کی کہانی ہے۔ پاکیشیائی سائنسدانوں نے کاسماتی شعاعوں کی مدد سے ایک ایسا آلہ ایجاد کر لیا جس کی موجودگی میں پوری دنیا کا جوہری اسلحہ راکھ کا ڈھیر بن سکتا تھا۔ چنانچہ اس آلے کو اڑانے کے لئے ایک خوفناک بین الاقوامی تنظیم میدان میں اتر آئی۔ بائی فائی ایک ایسی تنظیم جس کی ناکامی کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا ——— لیکن بائی فائی کی نظروں میں عمران ان کی کامیابی کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ بن سکتا تھا۔

چنانچہ اس بار عمران کے ساتھ ایک اور کھیل کھیلا گیا۔ اور ایک خفیہ منصوبے کے تحت عمران کو دنیا کی سب سے خطرناک اور لاعلاج بیماری "فیلیا فیور" کا شکار بنا دیا گیا اور اس طرح عمران کی موت یقینی ہو گئی۔ اور بائی فائی کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔

اور پھر بائی فائی نے اپنے مخصوص انداز میں کام کرتے ہوئے بڑی آسانی سے نامولا اڑا لیا۔ اور عمران موت کے چنگل میں پھنسا بے بسی کے عالم

میں بستر مرگ پر آنکھیں بند کئے پڑا رہنے پر مجبور ہو گیا۔
کیا عمران کو نیلیا فیور جیسی خطرناک بیماری سے بچا لیا گیا —— ؟ کیا
ای ناٹی کی واضح کامیابی ناکامی میں تبدیل ہو گئی —— ؟ یا پھر اس بار
سیکرٹ سروس اور عمران کے لئے شکست مقدر بن کر رہ گئی —— ؟ ان
سوالوں کے جواب کے لئے آپ کو مکمل کہانی کا مطالعہ کرنا ہی پڑے گا۔
بہرحال اس ناول کی منفرد کہانی آپ کو یقیناً چونکنے پر مجبور کر دیگی
اور آپ اسے جاسوسی ادب میں ایک یادگار کہانی تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائینگے۔

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران کئی دنوں سے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ چند روز پہلے اسے اچانک
شدید سردی کا احساس ہوا۔ اور اس کے بعد تیز بخار چڑھ گیا۔ سلیمان بھاگ
کر نزدیکی ڈاکٹر کو بلا لایا مگر اس کی دوا اور انجکشن سے کوئی فرق نہ پڑا۔ اور
عمران کا بخار تیز ہوتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کو جب عمران کی بیماری کا پتہ چلا تو اس نے عمران کو ہسپتال
میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ لیکن عمران نے انکار کر دیا۔ پھر سر سلطان
کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی عمران پر زور دیا مگر عمران کی تو ایک ہی ضد تھی کہ
وہ ہسپتال نہیں جائے گا۔ بخار کسی طرح اترنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

بخار کو آج چوتھا روز تھا اور ہسپتال سے سپیشلسٹ ڈاکٹر آکر اس کے
فلیٹ میں اس کا علاج کر رہے تھے لیکن بخار تھا کہ کسی طرح اترنے کا نام ہی
نہ لیتا تھا۔

ڈاکٹر حیران تھے۔ وہ بار بار مختلف قسم کے ٹیسٹ لیتے تھے اور پھر دوا تشخیص کرتے لیکن کوئی دوا بھی عمران پر اثر نہ کرتی تھی۔

سیکرٹ سروس کے ممبران کو جب پتہ چلا تو وہ سب عمران کی تیمارداری کے لئے آئے۔ اور اس وقت بھی صفدر اور شکیل عمران کے کمرے میں موجود تھے۔ اور عمران بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بخار کی حدت کی وجہ سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں میں بھی گہری سرخی تھی۔

"عمران صاحب ـــــ آخر بخار نے آپ کو گھیر کیسے لیا" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بوڑھا ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے خون ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ پر بخار چڑھا لیا کہ چلو کچھ وارم اپ ہو جاؤں" عمران نے جبراً مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تو آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی وارم اپ ہو گئے ہیں ـــــ اب میرا خیال ہے کہ بخار کو اتار ہی دیا جائے تو بہتر ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا

"اب تو بخار اپنے آپ کو وارم اپ کر رہا ہے" عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتے اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد سلیمان اندر داخل ہوا۔

"ایک صاحب آئے ہیں ـــــ غیر ملکی لگتے ہیں ـــــ کہتے ہیں علی عمران سے ملنا ہے" سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم نے مل لینا تھا بلکہ میری طرف سے گلے ملنے کی بھی اجازت تھی میں تو بیمار پڑا ہوں ملوں گا کیسے" عمران نے کہا۔

مگر سلیمان اتنا کہہ کر عمران کا جواب سنے بغیر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد

ایک ادھیڑ عمر لیکن قابل رشک صحت کا مالک غیر ملکی اندر داخل ہوا

"آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں" آنے والے نے صفدر کیپٹن شکیل اور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی خاکسار کو علی عمران کہتے تھے"۔

عمران نے جواب دیا لیکن اس کا لہجہ بے صدا آہستہ تھا اور آنکھیں بند تھیں جیسے نیند میں بول رہا ہو۔

"کہتے تھے ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا اب آپ علی عمران نہیں ہیں" غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی علی عمران ہیں ـــــ آپ تشریف رکھئے" صفدر نے عمران کے جواب دینے سے پہلے کہا۔

اور غیر ملکی شکریہ کہہ کر بیٹھ گیا

"مجھے رچرڈ ولسن کہتے ہیں ـــــ میں مار یلینڈ سے حاضر ہوا ہوں" آنے والے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا

"جی فرمایئے" ـــــ صفدر نے ہی کہا۔

عمران کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔

"عمران صاحب بیمار ہیں" ـــــ ولسن نے عمران کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"جی ہاں ـــــ انہیں گزشتہ چار روز سے شدید بخار ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ چار روز سے بخار ہے ـــــ مگر انہیں تو فیلیا یزر معلوم ہوتا ہے۔ ان کے پپوٹوں پر نیلے رنگ کی دھاری ہے" ولسن نے

چونکتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر اب خوف کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"نیلیا نیور ——— وہ کیا ہوتا ہے ——— اور یہ نیل دھاری تو شاید کوئی رگ ہے جو کمزوری کی وجہ سے نمایاں ہو گئی ہے۔" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا دایاں ہاتھ ذرا باہر نکالئے ——— اگر ان کے دائیں ہاتھ کی پشت پر نیلی دھاریوں کا کراس موجود ہے تو پھر یہ یقیناً نیلیا نیور ہے۔" غیر ملکی نے کہا

اور صفدر نے خاموشی سے کمبل کے اندر رکھے ہوئے عمران کے ہاتھ کو باہر نکالا۔ عمران کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔ اس پر شاید غشی کا عالم طاری تھا۔

اور پھر دائیں ہاتھ کی پشت دیکھتے ہی غیر ملکی کے ساتھ ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔ کیونکہ دائیں ہاتھ کی پشت پر واقعی نیلے رنگ کی دھاریوں کا کراس نظر آ رہا تھا۔

"آج چوتھا روز ہے۔ اوہ ——— آج سے غشی طاری ہو گئی۔ اب تو صرف دو روز باقی رہ گئے۔ اوہ ——— ان کا بچنا اب ناممکن ہے۔" غیر ملکی کا چہرہ خوف سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ——— براہ کرم وضاحت سے بات کریں۔" صفدر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"دیکھئے ——— نیلیا نیور دنیا کا سب سے خطرناک بخار ہے۔ ایک مخصوص جرثومے سے پھیلتا ہے۔ یہ جرثومہ استوائی جنگلوں میں پائے جانے

والے ایک مینڈک نما جانور میں موجود ہوتا ہے۔ اس جانور کو مار کر خشک کر کے اس کی راکھ کو اگر کسی آدمی کو کھلا دیا جائے تو اسے نیلیا نیور ہو جاتا ہے۔ چار روز تک تیز بخار رہنے کے بعد اس پر اچانک غشی طاری ہو جاتی ہے اور پھر مزید دو روز بعد وہ اسی غشی کے عالم میں دم توڑ دیتا ہے۔ اس کا کوئی علاج آج تک دریافت نہیں ہو سکا ——— اس کی مخصوص نشانی یہ پوٹوں پہ نیلی دھاری اور دائیں ہاتھ کی پشت پر نیلی دھاریوں کا کراس ہے۔" ریچرڈ ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ نے اپنا تفصیلی تعارف تو کرایا نہیں" ——— صفدر نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

"میں نے تفصیلی تعارف تو عمران صاحب سے کرانا تھا لیکن اب ان پر تو غشی طاری ہو گئی ہے ——— اس لئے ظاہر ہے ان سے بات تو نہیں ہو سکتی۔" ریچرڈ ولسن نے جواب دیا۔

"مگر آپ کے تشریف لانے کا مقصد کیا تھا۔ اور آپ کو عمران سے کیا کام تھا۔" صفدر نے کہا۔

"سوری ——— یہ حکومتوں کے راز ہیں ——— میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ اب مجھے سیکرٹری وزارت خارجہ سے ملنا ہوگا ——— غالباً ان کا نام سر سلطان ہے۔" ریچرڈ ولسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تعلق ماریطینہ سیکرٹ سروس سے ہے۔" اچانک کیپٹن شکیل نے پوچھا۔ وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ ——— آپ" ——— ریچرڈ ولسن نے چونکتے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت

کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"گڈ گاڈ ——— تم کیپٹن شکیل تو نہیں؟" رچرڈ کے لہجے میں بوکھلاہٹ آمیز مسرت تھی۔

"میں نے تمہیں آتے ہی پہچان لیا تھا ڈاکٹر آلیور ——— مگر میں نے سوچا کر دیکھوں تم بھی پہچانتے ہو یا نہیں"——— کیپٹن شکیل نے ا... ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں بے تکلف اور پرانے دوستوں کی طرح ایک دوسرے سے بڑے والہانہ انداز میں گلے ملنے لگے۔

"یہ میرے ساتھی صفدر سعید ہیں ——— اور صفدر ——— یہ مارٹیلیا سیکرٹ سروس کے معروف آدمی ڈاکٹر آلیور ہیں۔ انہوں نے حیاتیات میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے ——— ہم تین سال تک ایک مشن پر اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔"

کیپٹن شکیل نے صفدر سے ڈاکٹر آلیور کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— پھر تو ——— فیلیا نیور کے سلسلے میں آپ کی تحقیقات درست ہوں گی لیکن اب علی عمران کا علاج کیسے ہوگا"——— صفدر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"علاج تو ہو سکتا ہے ....." ڈاکٹر آلیور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور فقرہ ادھورا چھوڑ کر رک گیا۔

اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار تھے جیسے یہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ بات کو مکمل کرے یا نہ کرے۔

"ڈاکٹر ——— میں اور صفدر سعید دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس میں

شامل ہیں۔ اور علی عمران گو باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہے مگر وہ بذات خود پوری سیکرٹ سروس سے بڑھ کر ہے ——— اس لئے پلیز عمران کے لئے آپ جو کچھ کر سکتے ہیں ضرور کریں۔ یہ آپ کا پورے پاکیشیا پر احسان ہوگا"۔ کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اچھا ——— پھر تو آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ علی عمران کو میں اچھی طرح جانتا ہوں شکیل ——— اور اس کی عظمت کا میں دل سے قائل ہوں ——— دراصل میں اس لئے ہچکچا رہا تھا کہ علی عمران کا علاج بہت مشکل ترین مرحلوں سے گزر کر ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ میری بات کا یقین نہ کریں"۔

ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں ڈاکٹر ——— اس لئے تم بے فکر ہو کر علاج بتاؤ ——— بس علی عمران بچ جائے"، کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"دیکھیں ——— میں نے ذاتی طور پر فیلیا نیور پر مخصوص ریسرچ کی ہے بظاہر تو اس کا علاج دریافت نہیں ہو سکا ——— لیکن میں نے اس کا ایک علاج تلاش کر لیا ہے ——— عمران کو گرم دلدل میں رکھنا پڑے گا اور کوبرا سانپ کے گوشت کا شوربا پلانا پڑے گا۔ اگر اس کی غشی ٹوٹ گئی تو سمجھو یہ بچ جائے گا"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"گرم دلدل ——— میں سمجھا نہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"مصنوعی دلدل بنائی جاتی ہے جس کو خاصا گرم رکھا جاتا ہے۔ اس میں مریض کو گردن تک دفن کر دیا جاتا ہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ پھر تو اس دلدل کو تیار کرنے میں خاصا وقت لگ جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔۔ چکنی مٹی اور گرم پانی مہیا ہو جاتے تو میں ایسی دلدل دو گھنٹے میں تیار کر سکتا ہوں"۔

ڈاکٹر آئیورسن نے جواب دیا۔

"اور کوبرا سانپ کے گوشت کا شوربہ"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یہاں سانپوں پر تحقیقی فارم تو ہوگا ۔ وہاں سے کوبرا سانپ منگوایا جا سکتا ہے ۔۔۔۔ دو سانپ کافی رہیں گے"۔ ڈاکٹر آئیورسن نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ فارم تو ہے ۔۔۔۔ بہرحال ٹھہریئے ۔۔۔۔ میں ایکسٹو سے بات کر لوں پھر ہی اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو ۔۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف"۔ ڈاکٹر آئیورسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ کیوں ۔۔۔۔ آپ چونکے کیوں ہیں"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دراصل میری یہ حسرت ہی رہی ہے کہ میں ایکسٹو سے بات کرنی تو ایک طرف رہی اس کی آواز ہی سن سکوں ۔۔۔۔ وہ تو پوری دنیا کے جاسوسوں کے لئے الف لیلوی کردار کی حیثیت رکھتا ہے ۔۔۔۔ اور پھر اگر آپ ان سے بات کریں تو پھر میں خصوصی پیغام انہیں دے سکتا ہوں۔ اس کے لئے مجھے سر سلطان کا سہارا نہ لینا پڑے گا"۔ ڈاکٹر آئیورسن نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر کمرے

سے باہر نکل گیا۔

فون کی ایک ایکسٹینشن اندر خواب گاہ میں تھی ۔ اور وہ ڈاکٹر آئیورسن کے سامنے ایکسٹو کے نمبر نہ گھمانا چاہتا تھا۔

اس لئے وہ اٹھ کر خواب گاہ میں گیا اور اس نے وہاں سے ایکسٹو کو فون کیا۔ نمبر گھمانے کے بعد اس نے ڈرائنگ روم والی ایکسٹینشن کا بٹن آن کر دیا اور خواب گاہ کے فون کا رسیور رکھ کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آگیا۔

یہاں کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھا لیا تھا ۔ صفدر نے آکر اس سے رسیور لے لیا۔

"ایکس ٹو" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مخصوص آواز سنائی دی۔

"باس ۔۔۔۔ میں صفدر بول رہا ہوں ۔۔۔۔ عمران کے فلیٹ سے ۔ میرے ساتھ کیپٹن شکیل ہیں اور ماریطینہ سیکرٹ سروس کے ڈاکٹر آئیورسن موجود ہیں ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل انہیں اچھی طرح جانتے ہیں ۔۔۔۔ ملی عمران پر غشی طاری ہو گئی ہے اور ڈاکٹر آئیورسن نے بتایا ہے کہ عمران کو فیبیا فیور ہو گیا ہے"۔ صفدر نے سب باتیں تفصیل سے بتا دیں اور ساتھ ہی ڈاکٹر آئیورسن کا بتایا ہوا علاج بھی بتا دیا۔

"رسیور کیپٹن شکیل کو دو"۔۔۔۔ ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی اور صفدر نے رسیور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آئیورسن نے جو علاج بتایا ہے ، وہ خاصا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی تشخیص غلط ہو اور ہم عمران کو کسی سخت امتحان میں مبتلا

کر دیں ——— کیونکہ کم از کم یہاں کا تو کوئی ڈاکٹر اس علاج کے حق میں رائے نہیں دے گا ——— تمہیں ڈاکٹر آئیور کی تشخیص اور علاج پر کس حد تک بھروسہ ہے۔"

ایکسٹو نے سرد اور سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر میں ڈاکٹر آئیور کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں ——— ڈاکٹر صاحب انتہائی مخلص آدمی ہیں۔ یہ کسی حالت میں بھی ہمیں ڈاج نہیں دیں گے۔ اس بات کا مجھے مکمل یقین ہے ——— اور پھر یہ شاید کوئی خاص پیغام بھی لے کر عمران صاحب کے پاس آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اب یہ پیغام انہیں سر سلطان کو دینا ہوگا۔ جب آپ کا ذکر ہوا تو وہ یہ پیغام آپ کو پہنچانا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔"

کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او کے ——— فون ڈاکٹر آئیور کو دے دو۔" ایکسٹو نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے ریسیور ڈاکٹر آئیور کی طرف بڑھا دیا۔

"سر مجھے آپ سے براہ راست بات کر کے بے حد مسرت ہو رہی ہے"

ڈاکٹر آئیور نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ——— میرے پاس تکلفات کے لئے کبھی وقت نہیں رہا۔ آپ وہ پیغام بتا دیتے۔" ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور ڈاکٹر آئیور کے چہرے پر ہلکا سا ناگواری کا تاثر ابھرا۔ مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"بہتر سر ——— میرے پاس آپ کے لئے مارٹیلینہ سیکرٹ سروس کے

چیف کا ایک خصوصی پیغام ہے کہ بین الاقوامی مجرم تنظیم بائی فائی کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ پاکیشیا میں کسی مخصوص مشن پر پہنچ گئی ہے یا پہنچنے والی ہے ——— چیف نے کہا تھا کہ یہ پیغام علی عمران کو دے دیا جائے۔ اگر وہ نہ مل سکے تو پھر سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو پہنچا دیا جائے۔ لیکن یہاں علی عمران کی حالت خراب ہے ——— اس لئے میں نے سوچا کہ پیغام سر سلطان تک پہنچا دوں ——— مگر پھر کیپٹن شکیل کی وجہ سے آپ سے گفتگو ہو گئی ——— چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو پیغام دے دوں ——— چیف نے کہا تھا کہ بائی فائی مختلف ملکوں کے انتہائی خطرناک مجرموں پر مشتمل تنظیم ہے جو یورپ اور دیگر ممالک میں انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے۔ یہ تنظیم کسی بڑے اور بین الاقوامی مشن پر ہی ہاتھ ڈالتی ہے اور اکثر فاؤل پلے کا مظاہرہ کرتی ہے۔"

ڈاکٹر آئیور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فاؤل پلے سے آپ کا کیا مطلب ہے" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

"سر ——— اس کا مطلب ہے کہ وہ ہر قسم کا سنگدلانہ اور خلاف اصول حربہ استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ کلنگ کی آخری حد تک چلے جاتے ہیں۔" ڈاکٹر آئیور نے جواب دیا۔

"تھینک یو ڈاکٹر ——— میری طرف سے چیف کا بھی شکریہ ادا کریں ——— میں اس فاؤل پلے تنظیم کو سنبھال لوں گا۔ مگر فی الحال ہمارے سامنے عمران کی بیماری کا مسئلہ ہے ——— مجھے صفدر نے جو تفصیل بتائی ہے اس پر مجھے حیرت ہوئی ہے کہ اگر عمران فیلیا فیور کا شکار ہے تو پھر یہ بیماری اسے کہاں سے لگی۔" ایکسٹو نے کہا۔

"جی ہاں ـــــ یہ سوچنے والی بات ہے کیونکہ یہ مرض عام نہیں ہے اور نہ ہی چھوت چھات سے پھیلتا ہے۔ یہ تو خصوصی طور پر اس مینڈک کی راکھ جب تک کھانے میں ملا کر یا بدن میں انجیکٹ نہ کی جائے یہ بیماری نہیں ہو سکتی ـــــ بہرحال عمران صاحب کی حالت بے حد تشویشناک ہے میں نے اتفاق سے اس پر ذاتی طور پر ریسرچ کی ہے۔ اس لئے میں نے کسی حد تک اس کا علاج تجویز کر لیا ہے۔"

ڈاکٹر آیور نے جواب دیا۔

"اوہ کے ڈاکٹر ـــــ ہم آپ کے طریقہ علاج پر کام کرنے کے لئے تیار ہے ـــــ آپ ریسیور صفدر کو دے دیں" ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

اور ڈاکٹر آیور نے ریسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر" ـــــ صفدر نے کہا۔

"میں زیرو ہاؤس میں گرم دلدل کی تیاری کے لئے سامان مہیا کرتا ہوں اور کوبرا سانپوں کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔ جب سامان مہیا ہو جائے گا تو میں خصوصی ایمبولینس بھجوا دوں گا ـــــ تم عمران اور ڈاکٹر آیور کو ہمراہ لیکر زیرو ہاؤس چلے جانا۔ کیپٹن شکیل تمہارا تعاقب کرے گا۔ مجھے عمران کی اس بیماری میں بھی خطرے کی بو آ رہی ہے"

ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ ہم منتظر رہیں گے" صفدر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے ریسیور رکھ دینے کا سن کر اس نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس بین الاقوامی تنظیم ہائی فائی کے متعلق باتوں میں مصروف ہو گئے۔

دارالحکومت کے وسطی علاقے سے ہٹ کر ایک بڑی سی کمرشل عمارت کی سب سے اوپر والی منزل پر خاصی گہما گہمی سی محسوس ہو رہی تھی۔

اس منزل پر بین الاقوامی کمپنیوں کے بڑے بڑے دفاتر تھے۔ جن میں مقامی اور غیر ملکی عملہ کام کرتا تھا۔

اسی منزل میں ڈان ٹریڈرز کے نام سے ایک غیر ملکی فرم کا بہت بڑا دفتر تھا۔ یہ فرم گرم مصالحہ جات کا بین الاقوامی سطح پر کام کرتی تھی۔ اس کا زیادہ تر عملہ غیر ملکی افراد پر مشتمل تھا۔ اس وقت کاروبار کے عروج کا وقت تھا۔ اس لئے ہال میں موجود ہر آدمی اپنے اپنے ڈیسک پر پوری تندہی سے کام میں مصروف تھا۔ ٹیلی فون اور ٹائپ رائٹر مسلسل کھڑک رہے تھے۔ اور بہت سے لوگ دفتر میں آ جا رہے تھے۔

ایک غیر ملکی نوجوان ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے ہال میں داخل ہوا اور سیدھا استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مجھے مسٹر ٹونی بال سے ملنا ہے ——— میرا نام ہاشم ہے"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے استقبالیہ لڑکی سے کہا۔

اور استقبالیہ لڑکی نے سامنے پڑی ہوئی ڈائری کے صفحات الٹ پلٹ کئے اور پھر اس نے خاموشی سے سامنے رکھا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"سر ——— مسٹر ہاشم ملاقات کے لئے آئے ہیں"۔ سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— فوراً بھیج دو"۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر" ——— لڑکی نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ کر اس نے سامنے کھڑے ہوئے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان صاحب کو میٹنگ ڈائریکٹر کے کمرے میں چھوڑ آؤ"۔

"یس میڈم ——— آیئے سر" ——— چپڑاسی نے جو مقامی تھا، مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ ہاشم کو ہمراہ لئے ایک راہداری سے ہوتا ہوا سیڑھیاں اتر کر نیچے بنے ہوئے ایک کمرے تک پہنچا۔

کمرے کے دروازے پر میٹنگ ڈائریکٹر کی تختی لگی ہوئی تھی۔

"تشریف لے جایئے جناب" ——— چپڑاسی نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور نوجوان نے مسکرا کر سر ہلایا اور پھر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو انتہائی بہترین اور متاثر کن انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے سفید بالوں مگر خاصی قابل رشک صحت کا مالک ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

وہ ہاشم کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید مسٹر ہاشم ——— تشریف رکھیئے"۔ میٹنگ ڈائریکٹر نے ہاشم سے مصافحہ کرتے ہوئے ایک شاندار کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نوجوان شکریہ ادا کرتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس کرسی کے ساتھ رکھ لیا۔

"مسٹر ٹونی بال ——— ہمیں تو سورج کے ساتھ ساتھ چلنا پڑتا ہے اس لئے سورج کی گرمی ہمارے لئے بہت فائدہ مند رہتی ہے"۔ ہاشم نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر سورج کی گرمی تو آدمی کو جلا ڈالتی ہے مسٹر ہاشم" ——— ٹونی بال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خشک لکڑی جلتی ہے مسٹر ٹونی بال ——— یہ بات ہمیشہ نوٹ رکھیئے"۔ ہاشم نے جواب دیا۔

"اوکے مسٹر ہاشم" ——— ٹونی بال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں نصب ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کے دروازے اور کھڑکیوں پر جست کی موٹی سی چادریں چڑھ گئیں۔ اور دروازے کے اندرونی طرف دیوار پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بلب جلنے لگا۔

"اب آپ اطمینان سے بات کر سکتے ہیں" ——— ٹونی بال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو باس کا یہ پیغام تو مل ہی گیا ہوگا کہ مائی فائی کے لیے آپ ذہن تیار رکھیں تاکہ یہاں پہنچتے ہی مشن کا آغاز کر دیا جائے" ——— باٹم نے جواب دیا۔

"مجھے پیغام ملا تھا۔ اور میں نے مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کے لیے آدمی تعینات کر دیئے ہیں ——— زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک تمام معلومات مکمل ہو جائیں گی" ——— ٹونی پال نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہفتہ تو بہت زیادہ ہے مسٹر ٹونی پال ——— ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ تین دن دے سکتے ہیں۔ کیونکہ تین دن بعد یہاں کا سب سے خطرناک آدمی علی عمران ختم ہو جائے گا ——— اس کے بعد باس پوری قوت سے مشن کا آغاز کر دینا چاہتا ہے" ——— باٹم نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ——— علی عمران ختم ہو جائے گا ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— اس کا خاتمہ تو عزرائیل ہی کر سکتا ہے" ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس کا بھی یہی خیال تھا ——— لیکن باٹم کے لیے دنیا کا کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا۔ میرا بس ایسے نسخے ہیں کہ دنیا کے کسی آدمی کو طبعی موت مارنا میرے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے" ——— باٹم نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھا نہیں مسٹر باٹم ——— باس نے آپ کی تعریف تو بہت کی تھی ——— لیکن علی عمران کا خاتمہ ——— اور اتنی آسانی سے یہ تو مجھے بس خواب ہی لگتا ہے ——— وہ تو شیطان ہے شیطان"۔ ٹونی پال نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اسے اپنی بات پر مکمل یقین ہو۔

"مجھے آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے یہاں آئے ہوئے ——— میں نے آتے ساتھ ہی علی عمران کے کوائف جمع کیے اور پھر میں نے اس کے ساتھ ساتھ مختلف ہوٹلوں اور کلبوں میں آتا جاتا رہا ——— اور پھر ایک کیفے میں میرا داؤ چل گیا ——— عمران نے وہاں کافی منگوائی اور اتفاق سے ویٹر کافی کے برتن کاؤنٹر پر رکھ کر ٹیلی فون سننے لگا تو میں نے نیلیا فیور کا جرثومہ کافی میں ڈال دیا۔ اس کے بعد وہی کافی میں نے اپنی آنکھوں سے عمران کو پیتے دیکھا"۔

باٹم نے جواب دیا۔

"نیلیا فیور کا جرثومہ ——— وہ کیا ہوتا ہے"۔ ٹونی پال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹونی پال ——— نیلیا فیور ایسا بخار ہے جس کا اس دنیا میں کوئی توڑ نہیں ——— نہ ہی آج تک اس کا علاج دریافت ہو سکا ہے۔ یہ جرثومہ استوائی جنگلوں میں پائے جانے والے مخصوص نسل کے مینڈک کے گردے میں ہوتا ہے۔ اس مینڈک کو مار کر اس کا گردہ خشک کر لیا جاتا ہے اور پیس کر راکھ بنائی جاتی ہے۔ اس راکھ کی ایک چٹکی اگر کسی کھانے والی چیز میں ڈال دی جائے تو یہ جرثومہ انسانی جسم میں جاتے ہی زندہ ہو جاتا ہے اور پھر اس آدمی کو بخار چڑھ جاتا ہے ——— یہ بخار تیز ہو جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ تین روز بعد اس آدمی پر غشی طاری ہو جاتی ہے ——— اور غشی کے دو روز بعد وہ آدمی مر جاتا ہے۔ اور پھر اس بخار کا توڑ آج تک تلاش نہیں کیا جا سکا۔

میں نے علی عمران کے جسم میں وہ جرثومہ منتقل کر دیا ہے اور مجھے یہ

بھی معلوم ہوا ہے کہ علی عمران کو بخار ہو گیا ہے۔ میں نے ڈاکٹروں کو خود بار بار اس کے فلیٹ میں آتے جاتے دیکھا ہے ——— آج اس کے بخار کو چار روز ہو چکے ہیں۔ اب یقیناً اس پر غشی طاری ہو چکی ہو گی۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ دو روز اور زندہ رہے گا ——— اس کے بعد معاملہ ختم ——— اور کسی کو زندگی بھر شک بھی نہ ہو سکے گا کہ وہ طبعی موت نہیں مرا بلکہ اسے باقاعدہ منصوبے کے تحت قتل کیا گیا ہے"۔

باٹم نے بڑے فخریہ انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اگر ایسا ہے تو پھر واقعی آپ کا جواب پوری دنیا میں نہیں ہے ——— جو کام آج تک بڑے بڑے مجرم اور بڑے بڑے جاسوس نہ کر سکے وہ آپ نے بڑے اطمینان سے کر دکھایا ہے ——— میں آپکی عظمت کو سلام کرتا ہوں مسٹر باٹم"۔

ٹونی بال نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر ٹونی بال ——— میرے پاس ایسے ہزاروں طریقے موجود ہیں ——— اس لئے پوری دنیا میں مجھے موت کے فرشتے کے نام سے پکارا جاتا ہے"

ٹونی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"آپ واقعی ایسے ہیں ——— بہرحال آپ اب واپس جا رہے ہیں"۔ ٹونی بال نے پوچھا۔

"نہیں ——— میرا مشن عمران کو ختم کرنا ہے ——— اور جب اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ عمران ختم ہو گیا ہے تو پھر میں واپس چلا جاؤں گا"۔ باٹم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ باس کو کہہ دیں کہ میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دوں گا ——— لیکن جس جگہ سے معلومات حاصل کرنی ہیں وہ انتہائی حساس جگہ ہے۔ اس لئے شاید ایک دو روز مزید دیر لگ جائے۔ بہرحال میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ جلد از جلد یہ معلومات حاصل ہو جائیں"۔

ٹونی بال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں دو تین روز فارغ رہوں گا ——— اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے مشن میں امداد کر سکتا ہوں" ——— باٹم نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ ——— لیکن مسئلہ یہ ہے کہ خلائی ریسرچ پلانٹ پر انتہا سے زیادہ سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں ——— اس لئے غیر متعلقہ آدمی کا اس کے قریب جانا بھی ان لوگوں کو چونکا دے گا۔ اس لئے میں نے اندر کے آدمیوں سے رابطہ قائم کیا ہے تاکہ بغیر کسی شک و شبہ کے بنیادی معلومات حاصل کی جا سکیں"۔ ٹونی بال نے جواب دیا۔

"او کے ——— پھر آپ خود ہی یہ مشن سرانجام دیں ——— اب مجھے اجازت دیجئے" ——— باٹم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ٹونی بال سے مصافحہ کیا اور اپنا بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹونی بال نے بٹن آف کر کے چادریں ہٹا دیں اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

خلائی ریسرچ سنٹر کے خفیہ تہہ خانوں میں اس وقت خاصی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔ سفید رنگ کے کوٹ اور سفید رنگ کے نقاب پہنے بہت سے افراد برآمدے میں تیزی سے آجا رہے تھے۔ مختلف کمروں کے دروازے کھل اور بند کئے جا رہے تھے۔ اس گہما گہمی کی وجہ دراصل اس مخصوص خلائی آلے کے فائنل ٹسٹ کی وجہ سے تھی۔ جو پاکیشیا کے خلائی سائنسدانوں نے شوگران کے خلائی سائنسدانوں سے مل کر تیار کیا تھا۔

اس آلے کا آئیڈیا پاکیشیا کے خلائی سائنسدانوں نے تیار کیا تھا لیکن چونکہ ان کے پاس اتنے وسائل اور ٹیکنالوجی میسر نہ تھی جس کی وجہ سے وہ اس آلے کو تیار کر کے استعمال کے قابل بنا سکتے۔

اس لئے حکومتی سطح پر پاکیشیا کے سب سے بڑے دوست ملک شوگران سے خفیہ مذاکرات کا آغاز کیا گیا۔ اور جب شوگران کو اس آلے کا آئیڈیا بتایا گیا تو انہوں نے اس میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ کیونکہ یہ آئیڈیا انتہائی مفید

ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی انوکھا تھا۔

اس آلے کے کامیاب استعمال کے بعد دنیا بھر کا جوہری اسلحہ اس طرح بیکار ہو جاتا جیسے مٹی کا ڈھیر ہو۔ اس آلے کا آئیڈیا کائناتی کہکشاں جو کر سورج سے بھی زیادہ فاصلے پر موجود تھی سے پہنچنے والی مخصوص شعاعوں کی بنیاد پر تیار کیا گیا تھا۔

ان شعاعوں کو سب سے پہلے ایکریمیا اور روسیاہ کی خلائی تحقیقاتی لیبارٹریز نے ریچ کیا تھا اور ان پر تحقیقات کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئی تھی کہ ان شعاعوں کو اگر کسی طرح طاقتور بنا دیا جائے تو یہ پوری دنیا پر پھیل سکتی ہیں اور ان ریز کی موجودگی میں کسی قسم کا کوئی ایٹمی بم چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دوسرے لفظوں میں کائناتی کہکشاں سے آنے والی یہ شعاعیں اینٹی ایٹمک تھیں۔ لیکن یہ ریز چونکہ بہت ہی فاصلے سے آ رہی تھیں اس لئے انہیں اتنا طاقتور نہ بنایا جا سکتا تھا کہ انہیں ایٹمک ہتھیاروں کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ اس لئے ایکریمیا اور روسیاہ کے سائنسدانوں نے اس پر ریسرچ ختم کر دی تھی۔

لیکن ایکریمیا کی خلائی لیبارٹری میں کام کرنے والے ایک پاکیشیائی سائنسدان نے ذاتی طور پر اس پر سوچ بچار کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر اس نے خفیہ طور پر یہ معلومات پاکستان منتقل کر دیں تاکہ یہاں اس پر غور کیا جا سکے۔ اور پھر ایک سائنسدان ڈاکٹر دلاور کے ذہن میں اچانک ایک آئیڈیا آ گیا۔ جس کے تحت ایک کمزور سی شعاع کو اتنا طاقتور بنایا جا سکتا تھا کہ وہ کم از کم پورے پاکیشیا کے رقبے کا احاطہ کر سکتی تھی۔ اس کے لئے ضروری

تھا کہ اس آلے کو کسی طرح خلا میں بھیج دیا جائے تاکہ وہ خلا میں اس شعاع کو کیچ کر کے اسے وہاں طاقت ور بنا کر زمین پر واپس منتقل کر سکے۔

تھیوری کی حد تک تو تمام تجربات کامیاب رہے۔ لیکن اس شعاع کو طاقتور بنانے والی مشینری کی تیاری اور اسے کامیابی سے خلا میں بھیجنا اور پھر مشن کے اختتام پر اسے وصول کرنا یہ کام پاکیشیا کے وسائل سے باہر تھا۔

لیکن آئیڈیا اتنا اچھا تھا کہ حکومت پاکیشیا اسے ضائع نہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح کم از کم پاکیشیا کی حد تک اس اینٹی ایٹمک ریز کو پھیلا دیا جائے تاکہ جب بھی دنیا میں ایٹمی جنگ ہو تو پاکیشیا اس جنگ کے اثرات سے مکمل طور پر محفوظ رہ سکے چنانچہ اس سلسلے میں بہت غور و خوض کے بعد حکومت شوگران کی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

حکومت شوگران بھی ان شعاعوں پر اپنے طور پر تحقیقات کر رہی تھی۔ لیکن وہ بھی کسی نتیجے پر نہ پہنچے تھے۔

لیکن جب پاکیشیا نے انہیں اپنی تحقیقات کے متعلق بتایا تو وہ حیرت اور مسرت سے اچھل پڑے۔ اور انہوں نے فوری طور پر اس منصوبے پر عمل کرنے کی حامی بھر لی۔ تاکہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ شوگران کو بھی ایٹمک خطرے سے بچایا جا سکا۔

لیکن چونکہ شوگران میں ایکریمیا اور روسیاہی ایجنٹ مسلسل کام کرتے رہتے تھے۔ تاکہ شوگران کی سائنسی تحقیقات سے دونوں سپر پاورز باخبر رہیں اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ منصوبہ پاکیشیا میں مکمل کیا جائے۔ کیونکہ پاکیشیا کے متعلق کوئی حکومت یہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ وہاں اس قسم کے منصوبے پر بھی کام ہو سکتا ہے۔

چنانچہ گزشتہ ایک سال سے اس پراجیکٹ پر شوگران اور پاکیشیا کے سائنسدان مل کر مسلسل کام کر رہے تھے۔ اور آج اس آلے کے اولین ٹیسٹ تھے۔ اس ٹیسٹ کی کامیابی کے بعد اسے خلا میں بھیجے جانے کے منصوبے پر کام شروع کیا جانا تھا۔ چنانچہ خفیہ سنٹر میں گہما گہمی عروج پر تھی۔

خلائی اسٹیشن کے بڑے سے آپریشن ہال کے عین درمیان میں ایک پلیٹ فارم پر وہ مخروطی سا آلہ سیدھا کھڑا ہوا تھا۔ جسے دونوں ملکوں کے سائنسدانوں نے ایک سال کی زبردست محنت اور اربوں روپوں کے اخراجات سے تیار کیا تھا۔

اس پر سرخ رنگ کے پیلے رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا اور اس پر کسی ملک کا نام یا جھنڈا نہیں بنایا گیا تھا۔ تاکہ خلا میں ———— روسیاہ اور ایکریمیا اس بات کا پتہ نہ چلا سکیں کہ یہ آلہ کس ملک کا ہے۔

ہال کے ایک کونے میں مخصوص شیشے کا بنا ہوا ایک بڑا سا کیبن تھا۔ جس میں ایک بہت بڑی مشین نصب تھی جس پر ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے بلب جل بجھ رہے تھے۔ اس مشین پر دس کے قریب افراد سفید کوٹ پہنے کام کر رہے تھے۔ جن میں سے زیادہ تعداد شوگرانیوں کی تھی۔

ایک طرف ایک بڑی سی میز کے پیچھے پاکیشیائی سنٹر کا سربراہ معروف سائنسدان غوری بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی شوگرانی سائنسدانوں کی ٹیم کا سربراہ چانگ کانگ بھی موجود تھا۔ ان کے چہرے مسرت سے چمک رہے تھے اور ان کی نظریں مشین کے اوپر لگی ہوئی بڑی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر ٹیسٹ کے نتائج تیزی سے آ رہے تھے۔ اور یہ نتائج بتا رہے تھے کہ

ان کی محنت کامیاب رہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد سکرین پر دو لفظ نمودار ہوئے جن کا مطلب تھا۔ آل اوکے اور اس کے ساتھ ہی پورے سنٹر میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ہر شخص مسرت سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے لگ گیا۔ ٹیسٹ قطعاً کامیاب رہے تھے۔

اب اس مرحلے آلے کو جسے۔ ایم۔ ایچ۔ ڈی کا سائنسی نام دیا گیا تھا اسے خلا میں پوری کامیابی سے استعمال کیا جا سکتا تھا۔

چونکہ ایکریمیا اور روسیاہ کی خلائی لیبارٹریز خلا میں جانے والے ہر قسم کے خلائی راکٹ کو ہر وقت چیک کرتی رہتی تھیں۔ اس لئے ایم۔ ایچ۔ ڈی کو خلا میں خلائی راکٹ کے ذریعے بھیجے جانے کا منصوبہ ترک کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اس طرح یہ خلائی راکٹ چیک کیا جا سکتا تھا۔

اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس خلائی راکٹ کا رُخ موڑ کر وہ اسے آسے سمیت ہی اپنی لیبارٹری میں اتار لیتے۔ اور شوگران اور پاکیشیا کی تمام محنت نہ صرف بیکار ہو جاتی بلکہ یہ ایجاد بھی دنیا کی نظروں میں آجاتی اور اس طرح شوگران اور پاکیشیا دونوں منہ دیکھتے رہ جاتے اور یہ اہم ایجاد سپر پاورز کے پاس پہنچ جاتی جو ظاہر ہے اس کا توڑ بھی نکال لیتے۔

اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس مرحلے آسے ایم۔ ایچ ڈی کو ایکس سکسٹین طیارے کے ساتھ فٹ کر کے اس طیارے کو عمودی پرواز کرائی جاتی اور جب یہ خلا کے قریب پہنچ جاتا تو اس وقت میزائل کے سے انداز میں ایم ایچ ڈی کو خلا میں پھینک دیا جاتا۔

اس طرح خلا میں پہنچ کر یہ آلہ اپنا کام شروع کر دیتا۔ اور چونکہ یہ آلہ بہت چھوٹا تھا۔ اس لئے یقیناً سپر پاورز کی خلائی لیبارٹریز اسے چیک نہ

کر سکتی تھیں۔

یہی وجہ تھی کہ حکومت پاکیشیا نے ایکریمیا سے معاہدہ کر کے اس سے ایکس سکسٹین طیارے حاصل کر لئے تھے تاکہ جب ایم۔ ایچ ڈی تیار ہو جائے تو اسے خلا میں داغا جا سکے۔

ایم۔ ایچ۔ ڈی کے اولین ٹیسٹ کامیاب رہے تھے اور اب اسکی فائنل چیکنگ کے بعد اسے خلا میں بھیج کر پاکیشیا اور شوگران کو ہمیشہ کے لئے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری سے محفوظ کر لیا جانا تھا۔

اس فائنل چیکنگ کے بعد اسے خلا میں کام کرنے کے قابل بنانے کے لئے ابھی چھ ماہ کا عرصہ درکار تھا لیکن اولین ٹیسٹ کی سو فیصدی کامیابی نے ریسرچ سنٹر کے ہر آدمی کا حوصلہ بلند کر دیا تھا۔ اور اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ چھ ماہ بعد وہ یقیناً ناممکن کو ممکن بنا کر رکھ دیں گے۔

"مبارک ہو مسٹر غوری ——— ڈاکٹر ولاور کا منصوبہ واقعی کامیاب رہا"۔ شوگرانی سائنسدانوں کے سربراہ چانگ کنگ نے اٹھ کر ریسرچ سنٹر کے انچارج ڈاکٹر غوری سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو مبارک ہو ——— اسے قابل عمل تو آپ لوگوں نے بنایا ہے ورنہ ہمارے لئے تو بس یہ ایک تھیوری ہی تھی" ڈاکٹر غوری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر فرط مسرت سے وہ مصافحہ کرنے کے بعد اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی تیز گھنٹی بج اٹھی اور ڈاکٹر غوری نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— ڈاکٹر غوری سپیکنگ" ——— ڈاکٹر غوری نے تحکمانہ لہجے

میں کہا۔

"سیکورٹی چیف بول رہا ہوں جناب ـــــ آپ سے ایک اہم معاملے میں بات کرنی ہے ـــــ آپ براہِ مہربانی فوراً اپنے دفتر میں تشریف لے آئیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں آرہا ہوں جناب" ڈاکٹر غوری نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

اور پھر جاپانی کنگ کو خیال رکھنے کا کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن ہال سے نکل کر اپنے انتظامی دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیکورٹی چیف کے لہجے سے ہی انہیں کسی خاص گڑبڑ کا احساس ہو گیا تھا۔

چند لمحوں بعد جب وہ دفتر پہنچے تو سیکورٹی چیف ہاشم رضا وہاں پہلے سے موجود تھے۔

"کیا بات ہے ہاشم ـــــ کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ـــــ ڈاکٹر غوری نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ ایک اہم بات نوٹس میں آئی ہے ـــــ یہ فلم دیکھئے" ہاشم رضا نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اٹھ کر کونے میں رکھے ہوئے پروجیکٹر کا خانہ کھول کر اس میں ایک فلم ڈالی اور پروجیکٹر آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کی بتیاں بھی آف کر دیں۔

سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی اور پھر ایک کمرے سے کا منظر سکرین پر ابھرا۔ جس میں ایک پاکیشیائی اسسٹنٹ سائنسدان سبطین میز پر بیٹھا ہوا صاف نظر آرہا تھا۔ کمرے کے تمام دروازے بند تھے۔

سبطین نے میز کی خفیہ دراز سے ایک عجیب و غریب قسم کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر

نکالا جو دیکھنے میں عام سا سگریٹ لائٹر نظر آرہا تھا۔

اور پھر اس نے مخصوص بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ لائٹر میں سے سیٹی کی ہلکی سی آواز برآمد ہوئی۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ ایس بی ون کالنگ ٹو چیف ـــــ اوور"۔ سبطین نے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــــ چیف سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد لائٹر میں سے باریک سی آواز ابھری۔ بولنے والے کا لہجہ غیر ملکی محسوس ہوتا تھا۔

"باس ـــــ ایک اہم رپورٹ ہے ـــــ اوور" سبطین نے کہا۔

ـــــ میں نے ایم۔ایچ۔ڈی کی تھیوری والی فائل کا سراغ لگا لیا ہے ـــــ وہ ایک خفیہ سٹور میں ہے۔ اس کے گرد زبردست حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ـــــ اوور" ـــــ سبطین نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ـــــ ان انتظامات کی تفصیل ـــــ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس ـــــ وہ تفصیل میرے ذہن میں موجود ہے لیکن مجھے وہ مطلوبہ رقم نہیں ملی جس کا وعدہ کیا گیا تھا ـــــ اوور" سبطین نے کہا۔

"وہ رقم صرف کامیابی کی صورت میں مل سکتی ہے ـــــ کیا واقعی تمہیں کامیابی ہو گئی ہے ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"یس سر ـــــ میں نے فارمولے کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کر لی ہیں ان تفصیلات کی روشنی میں اس فارمولے کو یہاں سے آسانی سے اڑایا جا

سکتا ہے ـــــــ اگر آپ مزید رقم کا وعدہ کریں تو میں یہ کام بھی کر سکتا ہوں ـــــــ اوور" سبطین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایس۔ پی۔ ون ـــــــ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ ہم نے تو صرف بنیادی معلومات حاصل کر کے پاف فائی تک پہنچا دینا ہے۔ اس کے بعد فارمولے کا حصول اور اس ریسرچ سنٹر کی تباہی پاف فائی کا کام ہے۔ وہ چاہے جس طرح سرانجام دیں۔ اس لئے تم صرف معلومات حاصل کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھو۔ ورنہ تمہاری معمولی سی غلطی سے لیبارٹری کے سیکورٹی حکام چونک پڑیں گے اور اس طرح پاکیشیائی سیکرٹ سروس بھی درمیان میں کود سکتی ہے ـــــــ اوور"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہتر جناب ـــــــ تو لیبارٹری کا مکمل نقشہ اور فارمولے کے خفیہ سٹور کا نقشہ اور اس کے تمام حفاظتی انتظامات اور لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات میں نے وصول کر لئے ہیں ـــــــ آپ رقم کی بات کریں ـــــــ اوور"

سبطین نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــــ رقم تمہیں مل جائے گی ـــــــ تم یہ معلومات ہمارے پاس کس طرح جمع کرا سکتے ہو ـــــــ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہاں چونکہ سیکورٹی انتظامات بے حد سخت ہیں اس لئے تمام انتظامات میں نے اپنے ذہن میں رکھ لی ہیں ـــــــ ابھی دو گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہونے والی ہے۔ میں لیبارٹری سے باہر آ کر یہ معلومات

تحریر کر کے آپ تک پہنچا سکتا ہوں ـــــــ اوور" سبطین نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــــ تم ایسا کرو کہ تمام معلومات تحریری صورت میں ایک لفافے میں ڈال کر اسے ریلوے اسٹیشن پر لگے ہوئے لیٹر بکس میں ڈال دو اور اس کے ایک گھنٹے بعد تمہیں کسی بھی ہوٹل یا کیفے میں خود بخود رقم کا لفافہ مل جائے گا۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــــــ میں اب سے تقریباً تین گھنٹے بعد معلومات ٹرانسفر کر دوں گا۔ اوور" سبطین نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــــ ہم تمہاری معلومات کا انتظار کریں گے۔ اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا

اور اس کے ساتھ ہی سبطین نے لائٹر کے مخصوص حصوں کو دبا کر لائٹر کو دوبارہ میز کی خفیہ دراز میں رکھا اور اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔ اور ہاشم رضا نے پروجیکٹر آف کر کے بتیاں جلا دیں۔

ڈاکٹر غوری فلم ختم ہو جانے کے باوجود حیرت سے بت بنا بیٹھا تھا۔ اس نے ایک جھرجھری لی۔

"یہ سبطین اب کہاں ہے ـــــــ اسے فوراً گرفتار کر لو۔ اسے لیبارٹری سے باہر نہیں جانا چاہیئے" ـــــــ ڈاکٹر غوری نے تیز اور فیصلے لہجے میں کہا۔

"یہی تو اس مسئلے کا اہم پہلو ہے جناب ـــــــ سبطین اب سے ... گھنٹے قبل لیبارٹری سے باہر جا چکا ہے اور ابھی چند لمحے پہلے اطلاع

ل سے کر وہ مین روڈ پر پیدل چلا جا رہا تھا کہ کار کے نیچے آکر کچلا گیا ہے اس اطلاع کے ملنے پر ہی تو میں نے اس کے کمرے کی فلم چیک کی۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ یہ فلمیں دوسرے روز چیک ہوتی ہیں" ہاشم رضا نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ وہ معلومات دشمنوں تک ٹرانسفر کر چکا ہوگا۔ لیکن اس بائی فائی کو ایم ۔ ایچ ۔ ڈی کے متعلق معلومات کیسے ملیں" ڈاکٹر غوری نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے بڑے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی ——— حالانکہ ایم ایچ ڈی کا منصوبہ ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے ——— اور دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجرمین کو شاید اس بات کا موقع نہ ملا ہو کہ وہ معلومات ٹرانسفر کر سکے۔ اور پہلے ہی حادثے میں کچلا گیا ہو ——— کیونکہ میں نے پتہ کرایا ہے اس کے پاس سے کوئی رقم برآمد نہیں ہوئی" ہاشم رضا نے کہا۔

"تمہیں ان مجرموں کے چکر کا علم نہیں ——— انہوں نے معلومات حاصل کر لیں اور اس احمق نے ان پر اعتبار کر لیا۔ اب ظاہر ہے وہ رقم کیوں دیتے ——— انہوں نے اسے مار ڈالا اور اس طرح آئندہ کی بلیک میلنگ بھی ختم ——— رقم بھی بچ گئی اور ہمیں چونکنے کا موقع نہ دینے کے لئے انہوں نے اس کی موت کو مارنے کا رنگ دے دیا۔"

ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"پھر اب جناب اس سلسلے میں کیا اقدام کریں گے" ہاشم رضا نے پریشان لہجے میں کہا۔

"سے فوری طور پر حکومت کے نوٹس میں لانا پڑے گا۔ اس فلم سے ہمیں بنیادی معلومات تو مل گئی ہیں ———
اس لئے اگر فوری طور پر سیکرٹ سروس کام کرے تو اس منصوبے کو بچایا جا سکتا ہے" ڈاکٹر غوری نے کہا۔

اور اس کے بعد اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کو تیزی سے اپنی طرف کھسکایا اور اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— وزارت خارجہ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی" دوسری طرف سے باوقار آواز سنائی دی۔

"سر راشد سے بات کرائیں ——— میں ڈاکٹر غوری بول رہا ہوں ——— اِٹ از ایمرجنسی" ڈاکٹر غوری نے تیز لہجے میں کہا

"یس سر ——— ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد وزیر سر راشد کی آواز سنائی دی۔

ڈاکٹر غوری نے تمام تفصیلات انہیں بتا دیں۔

"اوہ ——— ڈاکٹر یہ تو بے حد سیریس معاملہ ہے ——— سیکرٹ سروس کو فوری طور پر میدان میں آجانا چاہیئے ——— تم ایسا کرو سر سلطان کو رنگ کر کے تمام تفصیلات بتا دو ——— وہ اسے سیکرٹ سروس تک پہنچا دیں گے ——— میں بھی انہیں کہہ دیتا ہوں"

سر راشد نے پریشان لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر سر" ——— ڈاکٹر غوری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ریسیور رکھ کر وہ تھوڑی دیر خاموش رہے تاکہ سر راشد سر سلطان سے بات کر لیں۔

پھر انہوں نے دوبارہ ریسیور اٹھایا اور اپنی ٹیلیفون بک سے سر سلطان کے نمبر دیکھ کر نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔۔ سیکرٹری وزارت خارجہ آفس" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر غوری بول رہا ہوں ۔۔۔۔ سر سلطان سے بات کرائیں"۔ ڈاکٹر غوری نے تحکمانہ لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز ریسیور پر سنائی دی۔

"ڈاکٹر غوری ۔۔۔۔ ابھی سر راشد نے مجھے تفصیل بتائی ہے۔ یہ مسئلہ واقعی بے حد سیریس ہے ۔۔۔۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرتا ہوں ۔۔۔۔ ان کا نمائندہ آپ سے مل کر فلم لے لے گا اس کے بعد سیکرٹ سروس حرکت میں آجائے گی اور مجھے یقین ہے کہ اس پریشانی کو فوری حل کر لیا جائے گا۔

آپ اپنا کام جاری رکھیئے اور ساتھ ہی لیبارٹری میں موجود ہر شخص کی دوبارہ چیکنگ کیجیے۔" سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ۔۔۔۔ ڈاکٹر غوری نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"سیکرٹ سروس کا نمائندہ چیف سیکورٹی افسر سے ملے گا۔ کوڈ ایکسٹو ہوگا ۔۔۔۔ فلم آپ اس کے حوالے کر دیں گے۔"

"بہتر جناب" ۔۔۔۔ ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو بذات خود آپ کو فون کرے اور فلم کے حصول یا سیکورٹی انتظامات کے سلسلے میں کوئی اپنا لائحہ عمل بتائے تو آپ نے ایکسٹو کی ہدایات پر پوری طرح عمل کرنا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھ گیا جناب ۔۔۔۔ ہم ایکسٹو کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں گے جناب" ۔۔۔۔ ڈاکٹر غوری نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اس مسئلے کو انتہائی خفیہ رکھنا ہے ۔۔۔۔ شوگرانیول اور ریسرچ سنٹر کے دیگر عملے کے افراد کو اس کی بھنک بھی نہ پڑنی چاہیئے"۔ سر سلطان نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی اہمیت سمجھتا ہوں جناب ۔۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔۔ ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"مسٹر ہاشم رضا ۔۔۔۔ آپ یہ فلم لیکر گیٹ پر چلے جائیں۔ اگر ایکسٹو نے مزید ہدایات دیں تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔ اور یہ بات مکمل طور پر خفیہ رہنی چاہیئے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر غوری نے ریسیور رکھ کر ہاشم رضا سے کہا اور ہاشم رضا اثبات میں سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

زیرو ہاؤس میں اس وقت سر سلطان، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ موجود تھے۔ ان سب کے چہرے بے حد سنجیدہ تھے۔

زیرو ہاؤس کے وسیع و عریض صحن کے عین درمیان میں ایک چھوٹی سی دلدل بنی ہوئی تھی۔ جس میں سے گرم بھبکے سے نکل رہے تھے۔

دلدل کے درمیان میں عمران کا سر دلدل کی سطح سے چند انچ اوپر نظر آ رہا تھا۔ اس کے کاندھوں کو ایک چوڑی سی پٹی کے ساتھ باندھ کر دلدل کے اوپر موجود لوہے کے عمودی راڈ کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔

عمران کا تمام جسم اس گرم دلدل میں دھنسا ہوا تھا۔ عمران کے سر کے قریب دلدل پر لکڑی کا موٹا سا تختہ رکھا ہوا تھا۔ تختے پر عمران کے قریب ڈاکٹر آلیور اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک بڑے سے پیالے میں سے شوربا چمچے کی مدد سے نکال نکال کر عمران کے

منہ میں ڈال رہا تھا۔

عمران کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا چہرہ تیز سرخی مائل ہو رہا تھا یہ سب لوگ دلدل کے کنارے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

جوزف اور جوانا دونوں ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ جوزف کا منہ بُری طرح لٹکا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گا۔

عمران کو اس گرم دلدل میں دفن ہوئے آج تیسرا روز تھا اور تین روز سے ڈاکٹر آلیور کوبرا سانپ کے گوشت کا شوربہ ہر چار گھنٹے بعد چمچے کی مدد سے عمران کے حلق میں اتار رہا تھا۔

تین دن سے کوئی بھی نہ سویا تھا۔ ان سب کے چہروں پر شدید اضطراب اور بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔

آج ڈاکٹر آلیور نے عمران کو آخری پیالہ پلانا تھا۔ اس طرح ڈاکٹر آلیور کا تجویز کردہ نیلیا فیور کا علاج ختم ہو جاتا اور اس کے بعد ڈاکٹر آلیور کے تجربے کے مطابق عمران کو ہوش میں آ جانا چاہئے تھا لیکن ان سب کے دل یہ سوچ کر دھڑک رہے تھے کہ اگر پھر بھی عمران کو ہوش نہ آیا یا ڈاکٹر آلیور کا تجربہ ناکام رہا تو پھر کیا ہو گا۔

کیا عمران جیسا عظیم انسان مر جائے گا ——— جرأت، ذہانت کا یہ عظیم باب ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا۔

سر رحمان اور عمران کی والدہ اور بہن کو عمران کی اس حالت کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ ورنہ سر سلطان جانتے تھے کہ سر رحمان تو شاید عمران کی موت کا صدمہ کچھ دن جھیل جاتے مگر عمران کی بوڑھی والدہ یقیناً عمران سے پہلے ہی ختم ہو جاتی۔

ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر ڈاکٹر آلیور کے اس علاج سے زبردست اختلاف کیا تھا لیکن فیلیا فیور کا علاج وہ بھی نہ جانتے تھے اس لئے مجبوراً وہ خاموش تھے۔

اور سر سلطان نے بھی آخری چانس کے طور پر بلیک زیرو کو ڈاکٹر آلیور کے اس تجربے کی اجازت دے دی تھی۔

ڈاکٹر آلیور نے شوربے کا آخری چمچہ عمران کے منہ میں انڈیلا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا لکڑی کے موٹے تختے پر چلتا ہوا دلدل سے باہر آ گیا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا تھا۔

"سر ——— اب سے آدھے گھنٹے بعد عمران صاحب ہوش میں آ جائیں گے" ڈاکٹر آلیور نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے" ——— سر سلطان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونا تو ایسا ہی چاہیئے ——— میرا تجربہ آج تک کبھی ناکام نہیں رہا۔"

ڈاکٹر آلیور نے یقینی انداز میں بات کرنے کی بجائے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور سر سلطان، صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہرے ڈاکٹر آلیور کے اس مبہم سے جواب پر اور زیادہ لٹک گئے تھے۔

ایک ایک لمحہ ان سب پر قیامت کے انداز میں گزر رہا تھا۔

ڈاکٹر آلیور بار بار گھڑی دیکھ رہے تھے۔

"اگر دس منٹ بعد عمران کو ہوش نہ آیا تو" ——— صفدر نے پوچھا۔

"تو پھر ماسوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا"۔ ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا۔ اور دوبارہ گھڑی دیکھنے لگا۔

"ماسٹر ہوش میں آ رہا ہے" ——— اچانک جوانا کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ جو دلدل کے دوسرے کنارے پر کھڑا غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

اور اس کی آواز سنتے ہی سب بُری طرح چونک پڑے۔

"ابھی ابھی کیسے ——— ابھی تو صرف پانچ منٹ گزرے ہیں"۔ ڈاکٹر آلیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے ہی لمحے وہ سب بُری طرح چیخنے لگے۔

عمران کو واقعی ہوش آ رہا تھا ——— اس کی آنکھوں کے بند پپوٹوں میں حرکت ہو رہی تھی اور ڈاکٹر آلیور تیزی سے تختے پر دوڑتا ہوا عمران کے قریب پہنچ گیا۔

باقی لوگ وہیں کھڑے رہے کیونکہ تختہ اتنا زیادہ مضبوط نہ تھا کہ بیک وقت ان سب کا بوجھ سہار لیتا۔

لیکن اس کے باوجود ان کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"ارے واقعی ——— عمران صاحب ہوش میں آ رہے ہیں۔ گڈ گاڈ ——— واقعی یہ حیرت انگیز قوت کے مالک ہیں"

ڈاکٹر آلیور کی حیرت اور مسرت سے بھرپور چیخ سنائی دی۔

اور اس کی آواز سن کر سب کے چہرے مسرت اور امید سے کھل اٹھے۔

عمران اس خوفناک بیماری سے بچ گیا تھا اور شاید یہ قدرت کا معجزہ تھا کہ ڈاکٹر آلیور ایک پیغام لے کر عین وقت پر وہاں آن پہنچا اور اس طرح نہ صرف فیلیا نیورا تشخیص ہو گیا بلکہ ڈاکٹر آلیور کی وجہ سے اس کا علاج بھی ہو گیا ——— ورنہ اس وقت جبکہ وہ عمران کے بچ جانے پر مطمئن رہے تھے، عمران کی موت پر رو رہے ہوتے۔

اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی

اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"اسے باہر نکال کر کمرے میں لے چلو ——— گرم کمرے میں"۔ ڈاکٹر آلیور نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر جوانا تیزی سے لکڑی کے تختے پر چلتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے عمران کے دونوں بازوؤں میں ہاتھ ڈالے اور ایک جھٹکے سے اس کا جسم گرم دلدل میں سے باہر کھینچ لیا۔

ڈاکٹر آلیور نے پھرتی سے وہ پٹی جو راڈ اور عمران کے بازوؤں کے درمیان بندھی ہوئی تھی کھول ڈالی اور جوانا نے عمران کو پلٹ کر کاندھے پر ڈالا اور پھر دلدل سے باہر آ کر وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کا سارا جسم مٹی میں لتھڑا ہوا تھا۔ جوزف پہلے ہی کمرے میں موجود بڑے بڑے گیس ہیٹر جلا چکا تھا اور کمرہ چند ہی لمحوں میں گرمی سے

دہکنے لگا۔ جوانا نے عمران کو بستر پر لٹا دیا۔

اور ڈاکٹر آلیور نے جوزف کو اشارہ کیا اور جوزف کپاس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا اور پھر کپاس کی مدد سے اس نے بڑی تیزی سے عمران کے جسم پر لگی ہوئی مٹی صاف کرنا شروع کر دی۔

ڈاکٹر آلیور نے ایک کونے میں پڑی میز پر رکھا ہوا باکس کھولا اور اس میں سے ایک سرنج نکال کر اس نے ایک بوتل سے سرنج بھری اور اسے لا کر عمران کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔

"اب عمران صاحب بالکل ٹھیک ہیں" ——— ڈاکٹر آلیور نے کہا اور ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر یوں اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑنے کے بعد منزل پر پہنچ جانے کے بعد آدمی بیٹھتا ہے۔

"بہت بہت شکریہ ڈاکٹر آلیور ——— آپ نے عمران پر ہی نہیں بلکہ پورے پاکیشیا پر احسان کیا ہے"

سر سلطان نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھے ڈاکٹر آلیور کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"آپ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں جناب ——— بس یہ تو اتفاق کی بات تھی کہ میں نے اپنے شوق کی بنا پر اس فیور پہ کام کیا ہوا تھا"۔ ڈاکٹر آلیور نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا جنت میں بھی تم پہنچ گئے ——— مارے گئے ——— تم نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا"

اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر آلیور اور سر سلطان دونوں رکا سے عمران کی طرف پلٹے جو آنکھیں کھولے جوزف کو دیکھ رہا تھا

" ہی ہی ہی ـــــ یہ جنت نہیں زیرو ہاؤس ہے " جوزف نے
خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔
سیٹی سانس کرتے ہوئے اس نے عمران کے جسم پر کمبل ڈال دیا تھا
" عمران بیٹے " ـــــ اچانک سر سلطان نے قریب پہنچتے ہوئے کہا
" اچھا ـــــ تو آپ بھی پہنچ گئے ـــــ کمال ہے ـــــ اللہ میاں
نے تو جنت صرف نیکوں کے لئے بنائی تھی " ۔۔۔ عمران نے آنکھیں جھپکاتے
ہوئے کہا۔
اور اس کی بات پر سر سلطان سمیت سب ہنس پڑے۔
" یہ جنت نہیں عمران صاحب جہنم ہے ـــــ جس میں آپ
جیسا نیک غلطی سے آگیا ہے " ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔
" اوہ ـــــ تم سب جہنم کے فرشتے ہو ـــــ میں نے تو سنا تھا کہ
بڑے بدصورت فرشتے ہوتے ہوں گے جہنم کے ـــــ مگر شاید اللہ میاں
کو بھی میک اپ کا فن پسند آگیا ہے "
عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
" لیٹے رہیئے ـــــ لیٹے رہیئے " ـــــ اچانک ڈاکٹر آلیور نے
اس کا کندھا دباتے ہوئے کہا۔
" اوہ ـــــ ڈاکٹر لیور ـــــ سوری کلیور ـــــ اوہ میری یادداشت
کو کیا ہو گیا ہے " ـــــ عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔
" ڈاکٹر آلیور " ـــــ ڈاکٹر آلیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" ہاں ۔ ہاں ـــــ ڈاکٹر آلیور ـــــ آپ اور یہاں ـــــ
مارلینیز کے باقی نیک لوگ وہاں سے ہجرت کر گئے ہیں " عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔
" عمران بیٹے ـــــ ڈاکٹر آلیور کا شکریہ ادا کرو جس کی وجہ سے
تمہاری جان بچ گئی ہے " سر سلطان نے کہا۔
" کتنی بچ گئی ہے ـــــ ظاہر ہے لیور دبانے کے بعد ساری تو نہیں
بچ سکتی ـــــ کچھ نہ کچھ تو عزتیں ہو ہی گئی ہوگی " عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
" تمہیں فیلیا فیور ہو گیا تھا " ـــــ سر سلطان نے کہا۔
" اچھا ـــــ شکر ہے ـــــ بڑی مدت کے بعد آرزو پوری ہونے
کی امید تو لگی " ـــــ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
" کیا مطلب " ـــــ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" یہی فیلیا بروزن جولیا ـــــ مؤنث کی بات کر رہے تھے نا آپ "۔
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے
" تم اصل شیطان ہو ـــــ کسی موقع پر بھی شرارت سے باز نہیں
آتے " ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔
" اچھا ـــــ اب شیطانوں میں بھی ملاوٹ ہونے لگی۔ خوب "
عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا اور اس بار سب ہنس
پڑے۔
اس کے بعد سر سلطان نے اس کے بیمار ہو کر غش کھانے سے کر
گرم دلدل کے علاج اور اس کے بچ جانے کی ساری تفصیل عمران کو
سنا دی۔
" اوہ ـــــ واقعی ڈاکٹر آلیور ـــــ میں آپ کا شکر گزار ہوں "

عمران نے بڑی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں عمران ـــــ یاد ہے ـــــ برمنگھم میں تم نے آگ کے سمندر میں کود کر میری جان بچائی تھی ـــــ میں تو زندگی بھر اس قرض کو نہیں اتار سکتا "ـــــ ڈاکٹر آئیور نے جواب دیا۔

"تو قسطوں میں اتار دیجئے ـــــ لایئے پھر پہلی قسط آجکل ویسے بھی جیب خالی ہے اور وہ میرا باورچی سلیمان ہر وقت مہنگائی کا رونا روتا رہتا ہے "ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر آئیور بے اختیار ہنس پڑا۔

چند لمحوں بعد عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اس کے چہرے سے قطعاً یہ محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ اس قدر خوفناک بیماری سے بچ نکلا ہے اور ڈاکٹر آئیور اس کی بے پناہ قوت ارادی پر دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا ورنہ تو آدمی کو پندرہ روز چلنے کی سکت بھی نہ ہوتی۔

عمران نے لباس بدلا اور پھر جوزف کا لایا ہوا گرم دودھ کا گلاس پینے کے بعد وہ اپنے آپ کو بالکل تندرست و توانا محسوس کرنے لگا۔

اب سب لوگ کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

سر سلطان عمران کو ٹھیک حالت میں دیکھ کر واپس چلے گئے تھے۔ کیونکہ وہ صبح سے یہاں آئے ہوئے تھے اور ظاہر ہے کسی کو بتا کر بھی نہ آئے تھے اس لئے بیشمار کام ان کی راہ دیکھ رہے تھے۔

پھر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی چلے گئے اور کمرے میں عمران اور ڈاکٹر آئیور رہ گئے۔ ڈاکٹر آئیور نے چیف باس کا دیا ہوا پیغام جو وہ پہلے ایکسٹو کو دے چکا تھا۔ عمران کو بھی سنا دیا۔

"بائی فائی ـــــ اوہ ـــــ تو پھر یہ کام بائٹم کا ہوگا" عمران نے بائی فائی کا نام سنتے ہی چونک کر کہا۔

"بائٹم ـــــ کون بائٹم ـــــ اور کیسا کام" ڈاکٹر آئیور نے پوچھا۔

"اوہ ـــــ تم بائٹم کو نہیں جانتے ڈاکٹر آئیور ـــــ وہ تمہاری لائن کا آدمی ہے ـــــ طبیعات اس کا خاص فیلڈ ہے۔ مغربی جرمنی کا رہنے والا ہے ـــــ اس کی ایک آنکھ پتھر کی ہے۔ لمبا تڑنگا صحت مند نوجوان ہے" عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ کہیں تم فاگان کا ذکر تو نہیں کر رہے" ـــــ ڈاکٹر آئیور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"فاگان ـــــ ارے ہاں یاد آیا ـــــ ایک بار میں نے بین الاقوامی طبیعات کانفرنس کی رپورٹ میں اس کا فوٹو دیکھا تھا۔ اس کے نیچے اس کا نام فاگان ہی لکھا ہوا تھا۔ مگر میں نے سمجھا کہ شاید کسی اور کا نام غلطی سے چھپ گیا ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر فاگان کا بائی فائی سے کیا تعلق ـــــ وہ تو بین الاقوامی شہرت کا سائنسدان ہے"

ڈاکٹر آئیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس کا ایک روپ جانتے ہو ڈاکٹر آئیور ـــــ جبکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ بین الاقوامی مجرم تنظیم بائی فائی کا باقاعدہ ممبر ہے ـــــ میری فائل میں اس کا ایک فوٹو بھی ہے۔ ایک موقع پر وہ پکڑا گیا تھا لیکن پھر وہ قید خانے سے فرار ہو گیا تھا ـــــ وہاں اس کا نام بائٹم ہے۔ جب تم نے

باقی فانی کا نام لیا۔ اور پھر فیلیا فیور کے پس منظر میں مجھے فوراً خیال آ گیا کہ یہ کام باٹم کا ہو سکتا ہے۔"
عمران نے جواب دیا۔
"مگر باٹم یا فاگان نے تمہیں وہ جرثومہ کیسے انجیکٹ کر دیا۔ کیا وہ تمہیں ملا تھا۔" ڈاکٹر آلیور نے پوچھا۔
"ملا تو نہیں ——— ملتا تو میں اس کا جرثومہ اسے ہی واپس کھلا دیتا۔ لیکن اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ جب مجھے بخار سا محسوس ہوا تو اس وقت میں کیفے کینوپ میں تھا ——— میں نے وہاں کافی پی تھی۔ ہو سکتا ہے باٹم نے وہاں کسی لنگ سے مل کر اس کو لڈ کافی میں وہ جرثومہ ڈلوا دیا ہو۔ بہرحال میں اب اسے دیکھ لوں گا۔"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ ——— ٹھیک ہے ——— اب مجھے اجازت دیں ——— میں نے باس کو رپورٹ دینی ہے اور واپس بھی جانا ہے۔" ——— ڈاکٹر آلیور نے کہا۔
"اوکے ڈاکٹر ——— بہت بہت شکریہ ——— انشاء اللہ کبھی موقع ملا تو تمہارا یہ احسان ضرور اتار دوں گا" ——— عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
ڈاکٹر آلیور سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر عمران اسے زیرو ہاؤس کے گیٹ تک چھوڑنے آیا۔
ڈاکٹر آلیور کے جانے کے بعد عمران سوچتا ہوا واپس کمرے کی طرف آ رہا تھا کہ جوزف بھاگتا ہوا آیا۔

"طاہر صاحب کا فون ہے ———" جوزف نے کہا۔
"اوہ ——— اچھا ———"
عمران نے کہا اور پھر کمرے میں آ کر اس نے ایک طرف رکھا ہوا رسیور اٹھا لیا۔
"ہیلو مائی ڈیئر بلیک زیرو۔" عمران نے کہا۔
"عمران صاحب ——— مبارک ہو ——— اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے۔" بلیک زیرو کی عقیدت مندانہ آواز ابھری۔
"ہاں ——— واقعی طاہر اس بار تو خاص ہی کرم ہوا ہے ورنہ فیلیا فیور سے بچ نکلنا تو ناممکنات میں سے ہے ——— بہرحال اس کا مطلب ہے ابھی اللہ میاں کے پاس اتنے بڑے مجرم نہیں پہنچے کہ اسے میرے جیسے اناڑی جاسوس کی ضرورت پڑے ——— ابھی یہاں کا کھاتہ ہی پورا کرنا ہوگا" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا
"عمران صاحب ——— ایک اہم ترین اطلاع ہے۔ میں منتظر تھا کہ آپ ٹھیک ہو جائیں۔ تو اس سلسلے میں کوئی بات کی جا سکے۔" بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"کیا باقی فانی والی اطلاع کا ذکر کر رہے ہو ——— وہ مجھے ڈاکٹر آلیور نے بتا دی ہے"
عمران نے کہا۔
"وہ نہیں ——— ایک اور مسئلہ ہے اور مسئلہ بھی فوری اہمیت کا ہے۔ اگر آپ یہاں دانش منزل تک آ سکتے ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ میں زیرو ہاؤس میں آ جاتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔ وہ شاید

ٹیلیفون پر تفصیل نہ بتانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— میں وہیں آجاتا ہوں"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر ریسیور رکھ کر وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بڑے سے کمرے میں چار افراد ایک بڑی میز کے گرد بیٹھے کونے میں بنے ہوئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی کے منتظر ہوں۔

چاروں کرخت چہروں اور چمکدار آنکھوں والے غیر ملکی تھے۔ چہروں پر موجود زخموں کے نشانات سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ ان کی ساری زندگی مجرمانہ سرگرمیوں میں گزری ہے۔

میز کی ایک سائیڈ پہ پڑی ہوئی کرسی خالی تھی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ کرختگی اور درشتگی کا شاہکار لگتا تھا۔

اس کے اندر آتے ہی چاروں غیر ملکی سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ان کے چہروں

پر خوف کا تاثر ابھر آیا تھا۔ آنے والا خالی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ اس نے لفافے میں سے چند کاغذات نکالے اور پھر انہیں میز پہ پھیلا دیا۔

"ہمیں مطلوبہ معلومات تفصیل سے مل چکی ہیں ——— اب ہم آسانی سے اس مشن کو سرانجام دے سکتے ہیں" آنے والے نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس ——— اتنی اہم معلومات اتنی جلدی کیسے حاصل ہو گئیں" ایک غیر ملکی نے آنے والے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوبا ہم ——— تمہارا خدشہ درست ہے ——— اس قدر اہم معلومات واقعی اتنی جلدی حاصل نہیں ہو سکتیں ——— لیکن یہ ایک پس ماندہ اور غریب ملک ہے۔ یہاں کے لوگ تھوڑے پیسوں میں اپنا ملک تک بیچ دینے پر تیار ہو جاتے ہیں ——— بہرحال میں نے یہاں کی ایک پارٹی جس کا سربراہ ٹونی بال ہے اس کے ذمے معلومات کا حصول لگا دیا تھا۔ چنانچہ دس لاکھ روپے کے بدلے ہم یہ انتہائی قیمتی معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے" باس نے جواب دیا۔

"باس ——— یہاں کی سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کے بارے میں کوئی معلومات ——— کیونکہ اس اہم مشن میں یہی دو پارٹیاں ہی آڑے آسکتی ہیں" ——— ایک اور نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اچھا سوال کیا ہے ٹیری ——— میں نے آج کی میٹنگ اسی لئے بلوائی ہے تاکہ یہاں کام کرنے سے پہلے یہاں کی سیکرٹ سروس کے بارے تفصیلی بحث کر لیں ——— یہاں کی سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے

خطرناک سیکرٹ سروس شمار کی جاتی ہے اس سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو ہے جس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ البتہ یہاں کے ایک شخص کے بارے کہا جاتا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ——— وہ دنیا کا سب سے خطرناک آدمی شمار کیا جاتا تھا ——— اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ ایک باورچی کے ساتھ یہاں ایک فلیٹ میں رہتا ہے۔ بظاہر ایک احمق سا نوجوان دکھائی دیتا ہے لیکن درحقیقت وہ انتہائی ذہین اور خطرناک آدمی ہے بڑی بڑی مجرم تنظیمیں اس کے ہاتھوں فنا ہو چکی ہیں اور اس کے قتل کے لئے بڑے بڑے مجرموں نے کوششیں کیں ——— لیکن ایک بھی کامیاب نہ ہو سکا اور سب اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ بہرحال اس کے متعلق یہ تاثر بین الاقوامی طور پر موجود ہے کہ وہ ناقابل شکست ہے۔

چنانچہ اسی تاثر کے تحت میں نے باٹم کو اس کے قتل کے مشن پر لگا دیا ——— باٹم کے متعلق آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کا طریقہ قتل کیا ہے ——— چنانچہ اس کی رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ اس نے استوائی جنگلوں کا ایک جرثومہ اس علی عمران کے جسم میں پہنچا دیا ——— اور علی عمران دنیا کے سب سے خوفناک بخار نیلیا فیور کا شکار ہو گیا اور اس کے بعد مر گیا۔

چنانچہ اس طرح ہم نے یہ عظیم کامیابی بھی حاصل کر لی ——— اب ذگی سیکرٹ سروس تو اس سلسلے میں ہمیں اتنی زیادہ فکر نہیں کیونکہ مقامی سیکرٹ سروس کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ ہائی فائی کا مقابلہ کر سکے"۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خواہ مخواہ باٹم کو تکلیف دی ——— ایک آدمی کا قتل اتنی اہمیت نہیں رکھتا ——— آپ مجھے حکم کرتے میں کسی بھی وقت ایک جھٹکے

سیدھا اس کے جسم میں منتقل کر دیتا"۔ آخری کرسی پر بیٹھے ایک غیر ملکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گیا ——— وہ ہو گیا ——— اب ہم نے آگے کی بات سوچنی ہے ——— ایم۔ایچ۔ڈی کی فائل اور اس خلائی ریسرچ سنٹر کی مکمل تباہی یہ ہمارا مشن ہے ——— ان کاغذات میں اس خلائی سنٹر کا محل وقوع اس کا اندرونی نقشہ اس کے تمام حفاظتی اقدامات تفصیل سے دیئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فائل جہاں موجود ہے اس کے متعلق بھی تفصیلات موجود ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے کیا اقدامات کرنے ہیں ——— یہ بات آپ نے خود طے کرنی ہے ——— مجھے وہ فائل چاہیئے اور اس ریسرچ سنٹر کی تباہی مطلوب ہے ——— بولو تم لوگ کتنا وقت لیتے ہو اس مشن کے لئے"۔ باس نے کاغذات کو ممبروں کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ باس ——— ایک ہفتے کے اندر آپ کو کامیابی کی رپورٹ مل جائے گی۔" پہلے نمبر پر بیٹھے ہوئے کو باہم نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے ——— اب میں چلتا ہوں ——— تم لوگ پوری آزادی سے کام کر سکتے ہو۔ ہاں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو تم مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر سکتے ہو"۔ ——— باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ——— آپ بے فکر رہیں ——— ہائی فائی اور ناکامی تو دو متضاد الفاظ ہیں"۔ ——— ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— گڈ بائی"۔ ——— باس نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو وہ سب ان کاغذات پر جھک گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ سب ان کاغذات کا مطالعہ کرتے رہے۔ پھر کوباہم نے کاغذات سمیٹے اور باقی تینوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"سنو دوستو ——— حالات واقعی ٹائٹ ہیں ——— اس ریسرچ سنٹر میں داخلہ تقریباً ناممکن بنا دیا گیا ہے ——— اور ظاہر ہے جب تک ہم مطلوبہ فائل حاصل نہ کر لیں ——— اس ریسرچ سنٹر کو تباہ بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ میرا خیال ہے پہلے ہمیں اس لیبارٹری کے کسی اہم شخص کو اغوا کر کے اس کے میک اپ میں اندر پہنچنا ہوگا ——— تاکہ ہم فائل حاصل کر سکیں"۔ کوباہم نے کہا۔

"تمہاری بات بالکل درست ہے کوباہم ——— میرا خیال ہے اس کے لئے ہمیں یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ اہم سائنسدانوں کے روپ میں اندر داخل ہوں اور پھر وہاں سے نہ صرف فائل حاصل کریں بلکہ وہاں ریسرچ سنٹر کی تباہی کے لیے ڈائنامنٹ بھی فٹ کر دیں"۔ ٹیری نے جواب دیا۔

"لیکن مسئلہ تو اندر داخل ہونے کا ہے"۔ تیسرے نے کہا۔

"اس سلسلے میں میرا خیال ہے کہ اس سنٹر کی نگرانی کریں ——— وہاں رہنے والوں کے لئے ضروریات زندگی کی چیزیں کسی ٹرک میں لے جائی جاتی ہوں گی ——— ہم اس ٹرک کے ذریعے اندر داخل ہو کر کسی نہ کسی کا میک اپ کر سکتے ہیں۔" چوتھے نے جس کا نام انتھونی تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— یہ طریقہ بے حد کامیاب رہے گا"

کوباہم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے ——— پھر اب یہی رہا ——— انتھونی تم نے یہ کام کرنا ہے جبکہ ٹیری اپنے آدمیوں سمیت بیرونی نگرانی کرے گا۔ ولسن ——— تم نے اس ریسرچ سنٹر کی تباہی کے لئے مناسب آلات جو انتھونی طلب کرے مہیا کرنے ہیں ——— اور میرے ذمے سیکرٹ سروس اور انٹیلیجنس کو روکنا ہوگا ——— باس نے خواہ مخواہ یہاں کی سیکرٹ سروس کو ہوا بنا کر رکھ دیا ہے ——— میں دیکھوں گا کہ وہ زندگی کے بقایا سانس کس طرح لیتے ہیں"

کوباہم نے کہا۔ وہ شاید سیکنڈ باس تھا۔

"اوکے"——— "ٹھیک ہے"——— سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہر کام انتہائی تیزی ——— مستعدی ——— لیکن محتاط طریقے سے ہونا چاہیئے ——— تھری ون ٹرانسمیٹر پہ مخصوص فریکونسی ہمارے درمیان رابطے کا کام کرے گی ——— ہم آپس میں ایک دوسرے کو چیک بھی کرتے رہیں گے اور ایک دوسرے کا خیال بھی رکھیں گے"۔ کوباہم نے کہا۔

پھر کاغذات اٹھا کر اس نے جیب میں رکھے اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی اٹھے اور پھر وہ ایک ایک کر کے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

یہ کمرہ ایک ہوٹل کی دوسری منزل پر تھا۔ لفٹ کے ذریعے وہ ایکدوسرے سے اجنبی بن کر نیچے ہال میں سے ہوتے ہوئے ہوٹل سے باہر نکلے اور تھوڑی دیر بعد سب اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ کر اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب تک دانش منزل کے آپریشن روم میں فلم چلتی رہی جو ریسرچ سنٹر کی طرف سے ایکسٹو کو بھیجی گئی تھی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا لیکن جب فلم ختم ہو گئی اور بلیک زیرو نے پروجیکٹر کا بٹن آف کر کے روشنیاں جلا دیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

" تو یہ مشن لے کر آئی ہے ہائی فائی "۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جی ہاں ۔۔۔۔ لیکن اب پرابلم یہ ہے کہ سبطین ایک کار کے حادثے میں مر چکا ہے۔ اس لئے ہم اتنا کچھ جاننے کے بعد بھی اندھیرے میں ہیں "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں طاہر ۔۔۔۔ میں نے باس کی آواز پہچان لی ہے۔ لیکن ۔۔۔۔ " عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

" آج پہلی مرتبہ آپ کے منہ سے لیکن کا لفظ سن رہا ہوں " بلیک زیرو نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہاری بات درست ہے ۔۔۔۔ میں ہمت کر کے اُٹھ تو کھڑا ہوں اور یہاں تک بھی پہنچ گیا ہوں لیکن میرے جسم میں ابھی اتنی طاقت نہیں کہ میں کسی ایکشن سے بھرپور ڈرامے میں حصہ لے سکوں ۔۔۔۔ مجھے کچھ جسمانی کمزوری کا سا احساس ہو رہا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" وہ تو ہونا ہی ہے ۔۔۔۔ جس قسم کی بیماری سے آپ اٹھے ہیں آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید پندرہ دن تک بستر سے پیر نیچے نہ اتارتا جبکہ آپ کو اس طرح چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے دیکھ کر یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ آپ آج ہی اتنی خوفناک بیماری سے اُٹھے ہیں "۔

بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ مسئلہ بیحد اہم ہے ۔۔۔۔ اس سلسلے میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیں ہائی فائی کو ریسرچ سنٹر سے باہر ہی روکنا ہوگا "۔ عمران نے کہا۔

" تو میں آخر کس مرض کی دوا ہوں ۔۔۔۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ باس کون ہے ۔۔۔۔ میں اس کے نتھنوں میں سے سانس نکال لوں گا "۔

بلیک زیرو نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" اچھا ۔۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اس بار پھر تم خود ہی حرکت میں آجاؤ۔ سنو یہ آواز ٹونی بال کی ہے ۔۔۔۔ ٹونی بال مجرموں کی اس قبیل سے تعلق رکھتا ہے جو صرف معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتے ہیں بظاہر اہم ترین اور شریفانہ عہدوں پر کام کرتے ہیں مگر ان کا دھندہ دراصل مجرموں کو معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے "۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹونی بال ــــــــ میں تو اس نام کے کسی مجرم سے واقف نہیں ہوں۔ حالانکہ میری کوشش اکثر یہی رہتی ہے کہ زیر زمین افراد کے متعلق پوری طرح باخبر رہوں "ــــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ اس ٹائپ کا مجرم نہیں ہے جس ٹائپ کا تم سمجھ رہے ہو۔ میں بھی ایک کیس کے سلسلے میں اتفاقاً اس سے ٹکرا گیا تھا ــــــ لیکن اس کیس میں یہ ملوث نہیں تھا۔ اس لئے میں نے اسے چھیڑا نہیں تھا۔ بہرحال یہ کمرشل ٹریڈز سنٹر کی دوسری منزل پر واقع ایک غیر ملکی فرم ڈان ٹریڈرز کا منیجنگ ڈائریکٹر ہے۔ ڈان ٹریڈرز بظاہر گرم مصالحے کا کاروبار کرتی ہے۔ مگر ٹونی بال کا دھندہ اعلیٰ طبقوں میں شامل رہ کر معلومات حاصل کرنا اور پھر انہیں مجرم تنظیموں کو فروخت کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس ٹونی بال سے صرف اتنا پتہ کرو کہ اس نے یہ معلومات ہائی فائی کو کہاں پہنچائی ہیں۔ اس کلیو کے ذریعے ہی ہم ہائی فائی کا یہاں اتہ پتہ معلوم کر سکتے ہیں " عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ــــــ میں ابھی اس مشن پر نکل جاتا ہوں" بلیک زیرو نے کہا۔

" دوسری بات یہ کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز کو الرٹ کر دو اور انہیں ریسرچ سنٹر کی خفیہ نگرانی پر لگا دو ــــــ اگر ہائی فائی تک یہ معلومات پہنچ چکی ہیں تو پھر اس کا ٹارگٹ یقیناً ریسرچ سنٹر ہو گا "

عمران نے کہا۔

" لیکن خالی نگرانی سے کیا ہو گا ــــــ مجرم تو ریسرچ سنٹر میں داخل ہوں گے تب ہی وہ ایم۔ ایچ۔ وی کی فائل اڑا سکیں گے " بلیک زیرو نے کہا۔

" اس کی تم فکر نہ کرو ــــــ میں ٹائیگر کو ریسرچ سنٹر کے اندر پہنچا دوں گا۔ اندر اگر کوئی مجرم پہنچا تو وہ اسے سنبھال لے گا "

عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے خاموشی سے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔ اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا اور دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

" جولیا سپیکنگ "

" ایکسٹو "ــــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس باس "۔ دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

" جولیا ــــــ تمام ممبروں کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ خلائی ریسرچ سنٹر کی خفیہ مگر بھرپور نگرانی کریں۔ کسی بھی مشکوک آدمی کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیں "

بلیک زیرو نے کہا۔

" یہ خلائی ریسرچ سنٹر کہاں ہے سر "ــــــ جولیا نے پوچھا۔

" یہ خلائی ریسرچ سنٹر شہر سے بارہ میل دور دوآبہ روڈ پر واقع ہے۔ یہ مکمل طور پر زیر زمین ہے۔ اس کے اوپر ایک بہت بڑی نرسری ہے۔ گورنمنٹ نرسری دوآبہ ــــــ تم نے اس نرسری کی نگرانی کرنی ہے "

بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" مگر باس ــــــ ہم مشکوک افراد کو کس طرح چیک کریں گے " جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تم وہاں ایک بورڈ لگا لینا کہ مشکوک افراد اس بورڈ کے پاس آ کر تمہیں رپورٹ کریں کہ ہم مشکوک ہیں ہمیں گرفتار کر لو "

بلیک زیرو نے انتہائی تلخی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران

کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

"اوہ ——— سوری باس ——— بس ویسے ہی میں نے بے خیالی میں یہ بات پوچھ لی تھی ——— ٹھیک ہے باس" میں سمجھ گئی" جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور سنو ——— تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ کسی قسم کی کوتاہی بھی ناقابل برداشت ہوگی"۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر ——— آپ ....." جولیا بول ہی رہی تھی کہ اچانک دوسری طرف سے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر جولیا کی چیخ کے ساتھ ہی اس کا فقرہ ادھورا رہ گیا۔

"جولیا ——— جولیا" ——— بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر دوسری طرف سے ایسا محسوس ہوا جیسے کمرے میں لڑائی شروع ہوگئی ہو اور پھر جولیا کی کراہ سنائی دی۔ مگر اس کے بعد کسی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اور رابطہ ختم ہوگیا۔

"کیا ہوا" ——— عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جولیا پر حملہ کیا گیا ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ——— تنویر سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ——— فوراً جولیا کے فلیٹ پر پہنچو ——— جولیا پر کسی نے فائر کیا ہے ——— اور شاید مجرم جولیا کو اغوا کر کے لے جا رہے ہیں فوراً جلدی" ——— بلیک زیرو نے چیخ کر کہا۔

اور پھر دوسری طرف سے جواب سُنے بغیر اس نے پھرتی سے کریڈل دبا دیا۔

وہ مزید بات چیت میں تنویر کا وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

"تنویر کا فلیٹ نزدیک ہے ——— اس لئے میں نے سوچا کہ وہ جلد پہنچ جائے گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے۔ مگر جولیا پر حملہ کس نے کیا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب یہ تو بعد میں ہی معلوم ہو سکے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں سنبھال لوں گا ——— تم ٹوٹی بال کی طرف جاؤ"۔ عمران نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جولیا کے فلیٹ کے سامنے سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی کار آکر رکی اور پھر کار کے دروازے کھول کر دو لمبے تڑنگے افراد باہر نکل آئے۔

وہ دونوں ہی مقامی تھے لیکن ان کے چہروں سے خباثت جھلکتی ہوئی صاف نظر آرہی تھی۔

"باس نے اس فلیٹ کے متعلق ہی کہا تھا راجر" ——— ایک نے سر اٹھا کر فلیٹ کا نمبر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— یہی فلیٹ ہے ——— یہاں ایک غیر ملکی لڑکی جولیا رہتی ہے ——— بڑی خوبصورت ہے۔ میں نے کئی بار سوچا کہ اس کے حسن سے اپنا حصہ وصول کروں۔ مگر بس چانس ہی نہ ملا۔" راجر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو ——— آج تمہاری حسرت پوری ہو ہی جائے گی۔ مگر ہم اسے پہلے اپنے ٹھکانے پر لے جائیں گے اور پھر وہاں سے جب دل بھر جائے

گا تو باس کے پاس پہنچا دیں گے۔"

پہلے نے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر دونوں سر ہلاتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہن رکھے تھے۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہوں نے اس قدر احتیاط ضرور کی تھی کہ ان کے قدموں کی آواز نہ ابھرے۔

اور پھر وہ دونوں دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ دروازے کے سامنے ایک بلند بالکونی تھی۔ اس لئے باہر سے انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"خیال رکھنا مارٹن ——— خاصی خطرناک لڑکی ہے۔ میں نے ایک ہوٹل میں اسے لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔" راجر نے دوسرے کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور نکال لیا۔ اس کے بعد دونوں نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

سامنے ایک کمرہ تھا جو ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ لیکن کمرہ خالی تھا۔ دوسرے کمرے سے کسی لڑکی کی مدھم سی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ شاید کسی مرد سے باتیں کر رہی تھی۔

وہ دونوں وہاں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی اور بھی زیادہ محتاط ہو گئے۔

اس کمرے کا دروازہ ایک چھوٹی سی راہداری میں تھا اور وہ اس راہداری سے ہوتے ہوئے اس دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب باتوں

کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

راجو نے ریوالور کا رخ اندر کمرے کی طرف کیا اور اچھل کر اندر داخل ہوا اور ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا۔

"بہتر سر —— آپ"..... جولیا کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی تھے کہ گولی اس کے بازو پر لگی اور وہ چیخ مار کر کرسی سے نیچے جا گری۔ وہ فون پر کسی سے باتیں کر رہی تھی۔

اور پھر راجو نے اچھل کر اسے چھاپ لیا۔

"جولیا —— جولیا"..... لٹکتے ہوئے رسیور سے آواز نکل رہی تھی۔ مارٹن نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا کر واپس کریڈل پر ڈال دیا۔

اسی لمحے جولیا کی کراہ سنائی دی۔ راجو نے اس کے سر پر ریوالور کا وار کیا تھا۔

"میں مدد کروں" —— مارٹن نے کہا۔

"نہیں —— ڈھیر ہو گئی ہے"۔ راجو نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ریوالور واپس جیب میں ڈالا اور وہ دونوں تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

مارٹن پہلے سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ جبکہ راجو جولیا کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے بالکونی میں رک گیا۔

"آجاؤ" —— نیچے سے مارٹن کی آواز سنائی دی اور راجو جولیا کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے انتہائی پھرتی سے سیڑھیاں اترتا ہوا سڑک پر آیا۔ مارٹن نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا تھا۔ اس لئے راجو جولیا سمیت

غڑاپ سے کار کے اندر داخل ہو گیا اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی مارٹن نے تیزی سے کار کا اگلا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جلدی نکل چلو" —— پچھلی نشست سے راجو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

دوسرے لمحے کار تیر کی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

مارٹن کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن آگے آنے والے چوک پر مڑنے تک اس نے کسی کو تعاقب میں نہ پایا۔ چوک پر سے مڑتے ہی وہ اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

راجو نے بے ہوش جولیا کو نشستوں کے درمیان لٹا دیا تھا۔

"واقعی خاصی جاندار لڑکی ہے" —— مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— اور لڑنے بھڑنے میں بھی ماہر ہے۔ اسی لئے تو میں نے اندر داخل ہوتے ہی اس پر فائر کر دیا تھا تاکہ اسے بوکھلاہٹ میں ٹریپ کیا جا سکے"۔

راجو نے یوں فخریہ لہجے میں کہا جیسے کسی بڑے پہلوان کو میدان میں شکست دینے کا تذکرہ کر رہا ہو۔

"مگر باس کو اس کی کیا ضرورت پڑ گئی" —— مارٹن نے کہا۔

"ہو گی کوئی ضرورت —— لیکن پہلے ہم اپنی ضرورت پوری کریں گے بعد میں باس جانے اور اس کا کام"۔ راجو نے کہا۔

"سوچ لو راجو —— ایسا نہ ہو کہ باس ناراض ہو جائے"۔ مارٹن نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں مارٹن —— ایسی کوئی بات نہیں۔ تمہیں تو اچھی طرح معلوم

ہے کہ باس کو لڑکیوں کا شوق نہیں ہے۔ اس لئے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم نے حسن سے خراج وصول کیا ہے یا نہیں۔ اس کا پھر کوئی دوسرا ہی ہوگا۔" راجو نے پُرزور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— اگر باس ناراض ہوا تو پھر ساری ذمہ داری تمہاری ہوگی۔" مارٹن نے ایک بائی روڈ پر کار کو موڑتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— میں سب سنبھال لوں گا لیکن یہ موقع پھر نہیں ملتا۔" راجو نے شیطانی انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بائی روڈ کا اختتام ایک بڑے سے زرعی فارم پر جا کر ہوا۔ جو ویران سا لگتا تھا۔ اس کا ٹوٹا ہوا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔

مارٹن کار فارم کے اندر لے گیا۔ اور پھر اس نے کار عمارت کی سائیڈ میں جا کر روک دی۔ اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ راجو نے بیہوش پڑی ہوئی جولیا کو نشستوں کے درمیان سے کھینچ کر کاندھے پر ڈالا اور وہ دونوں فارم کی عقبی سمت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

فارم کے عقب میں ایک ویران سا صحن تھا جس کے آخری کونے میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی بنی ہوئی تھی۔

اس کوٹھڑی میں داخل ہوتے ہی مارٹن نے دیوار پر لگی ہوئی بریکٹ کو زور سے باہر کی طرف کھینچا تو کوٹھڑی کا فرش ایک کونے سے سمٹتا چلا گیا۔ اب نیچے جاتی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے جب انہوں نے چوتھی سیڑھی پہ قدم رکھا تو فرش دوبارہ برابر ہو گیا۔

سیڑھیوں کا اختتام ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں ہوا۔

——— اس ہال نما کمرے میں دو پلنگ اور تین چار کرسیاں

موجود تھیں۔ ایک طرف لکڑی کی ایک بڑی سی الماری تھی جس کے پٹ غائب تھے۔ اور دوسری الماری میں شراب کی بوتلیں سجی ہوئی تھیں۔ فرش پر شراب کی خالی بوتلیں ادھر اُدھر بکھری پڑی تھیں۔ یہ ان لوگوں کا ٹھکانہ تھا یہاں وہ اس وقت آتے تھے جب ان کا عیاشی کرنے کا موڈ ہوتا تھا۔

راجو نے جولیا کو ایک بستر پر لٹا دیا۔ جولیا کے بازو پہ خون آلود زخم موجود تھا۔

"میں اس کا زخم دیکھتا ہوں ——— تم اس کے ہاتھ پیر باندھ دو تاکہ ہوش میں آنے کے بعد یہ گڑبڑ نہ کر سکے۔" مارٹن نے کہا۔

اور پھر وہ جولیا کے بازو پہ موجود زخم کو چیک کرنے لگا۔ اس نے زخم دبا کر دیکھا۔ زخم معمولی نوعیت کا تھا۔ گولی بازو کے اندر گھسنے کی بجائے گوشت کے ساتھ رگڑ کھاتی ہوئی گزر گئی تھی۔

خون اب مزید رسنا بند ہو گیا تھا۔

"معمولی زخم ہے" ——— مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ شراب سے بھری ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری میں سے شراب کی چار بوتلیں نکالیں اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا۔

راجو نے بھی جولیا کے بازو اس کی پشت پہ باندھنے کے بعد اس کے دونوں پیر بھی مضبوطی سے باندھ دیئے۔ اور پھر وہ ہاتھ جھٹکتا ہوا میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے بعد وہ دونوں میز کے گرد بیٹھ کر مسلسل شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔

"اس کو ہوش میں لے آؤ راجو۔ اس طرح یہ اگر لاش کی طرح پڑی رہی

تو میری طبیعت خراب ہو جائے گی" مارٹن نے شراب کی بوتل منہ سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

اور راجو ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل اٹھائے تیزی سے بستر پہ پڑی ہوئی جولیا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جولیا کا منہ کھول کر شراب اس کے حلق میں انڈیل دی اور جولیا کے جسم میں کسمساہٹ سی پیدا ہونے لگی۔

جولیا چند لمحے کسمساتی رہی۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"ہیلو سویٹی ـــــــ تمہیں ہوش آ گیا۔

"دیکھو ـــــــ ہم جیسے کڑیل جوان تمہارے ہوش میں آنے کے کتنی دیر سے منتظر تھے" مارٹن نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے جولیا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ اور پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ کر نہ بیٹھ سکی۔

"کون ہو تم" جولیا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے عاشق ہیں سویٹی" ـــــــ دیکھو، اگر تم تعاون کرو گی تو ہم تمہیں کوئی سزا نہیں دیں گے ـــــــ ورنہ تم ہمیں جانتی نہیں ہو۔ ہم نوجوان عورت کی بخیہ گری کے ماہر ہیں" ـــــــ راجو نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"بخیہ گری ـــــــ" یہ کیا ہوتا ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ایک فن ہوتا ہے ـــــــ سویٹی۔ ـــــــ ہم خنجر کی مدد سے عورت کے جسم پر نقش و نگار بناتے ہیں" مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شیطنیت سے چمک رہی تھیں۔

"شٹ اپ ـــــــ تم لوگوں نے اپنی موت کو آواز دی ہے" جولیا نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہو ـــــــ واقعی حوصلے والی لڑکی ہے ـــــــ ہاں تو راجو پہلا نمبر کس کا ہو گا" ـ

مارٹن نے راجو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

"نمبر ـــــــ ظاہر ہے پہلا نمبر تو میرا ہی ہو گا" راجو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی عذر ری تو نہیں راجو" ـــــــ مارٹن نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں مارٹن ـــــــ اس لڑکی سے عیش کرنے کی تجویز تو میری تھی۔ تم تو اسے سیدھا باس کے پاس لے جانے کی سوچ رہے تھے" راجو نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــــ ہمیں آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک لڑکی کے لئے دوستوں کے درمیان لڑائی اچھی نہیں ہوتی۔ ایسا کرتے ہیں ٹاس کر لیتے ہیں جو ٹاس جیت جائے گا ـــــــ اس کا پہلا نمبر ہو گا" مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــــ کر لو ٹاس" ـــــــ راجو نے کہا۔

اور پھر اس نے شراب کی بوتل میز پہ رکھ کر جیب سے ایک سکہ نکال کر اسے دونوں ہاتھوں میں گھمایا اور پھر اسے میز پہ ڈال کر اس پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"بولو کنگ یا کراؤن" راجو نے پوچھا۔

"کنگ ——" مارشن نے جواب دیا اور راجو نے ہاتھ ہٹا دیا۔

"کراؤن آیا ہے —— دیکھا —— میں ٹاس بھی جیت گیا" راجو نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے راجو —— تمہاری قسمت آج زوروں پر ہے۔ جاؤ مزے کرو" —— مارشن نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور خود اٹھ کر شراب والی بوتل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راجو کرسی سے اٹھا اور جولیا کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر شیطانی مسرت ناچ رہی تھی۔

جولیا ہونٹ بھینچے اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہی تھی۔ راجو اس کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس کا ہاتھ جولیا کے گریبان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارشن بھی اب شراب کی بوتل نکال کر مڑ چکا تھا اور وہ بھی دلچسپی سے راجو کی حرکات دیکھ رہا تھا۔

"ہا۔ہا۔ہا —— تحفہ ہے تحفہ —— خوبصورت تحفہ" راجو نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا،

اور بستر پر پڑی بے بس جولیا پر جھکتا چلا گیا۔

ٹونی بال نے بات ختم کر کے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ملازم نے ایک کارڈ لا کر اس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"سر —— ایک صاحب تشریف لائے ہیں۔ ملنا چاہتے ہیں" ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے میں کوٹھی پر کسی سے نہیں ملتا —— اُسے ٹال دو"۔ ٹونی بال نے بڑے غصیلے لہجے میں ٹونی بال کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"سر —— وہ کوئی سرکاری افسر ہیں —— آپ کارڈ دیکھ لیں" ملازم نے جھجکتے ہوئے کہا۔

اور سرکاری افسر کا سن کر ٹونی بال نے چونک کر کارڈ پر نظر دوڑائی۔

"اوہ —— سنٹرل انٹیلیجنس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر" ٹونی بال نے حیرت بھرے انداز میں کارڈ پر لکھی ہوئی تحریر پڑھتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے آثار بھی ابھر آئے تھے۔

"ٹھیک ہے ــــــ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔ میں آرہا ہوں"۔ ٹونی بال نے کہا۔

"جی ــــــ میں نے بٹھا دیا ہے" ملازم نے جواب دیا۔

"اوکے" ــــــ ٹونی بال نے کہا اور پھر کرسی کی پشت پر پڑا ہوا گاؤن اٹھا کر اس نے پہنا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر گاؤن کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر گاؤن کی ڈوری کستا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ صوفے پر ایک باوقار سا آدمی گرم سوٹ پہنے بیٹھا ہے۔

"مجھے ٹونی بال کہتے ہیں" ــــــ ٹونی بال نے اندر داخل ہوتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"میں طاہر رضا ہوں ــــــ اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلیجنس"۔ صوفے پر بیٹھے ہوئے باوقار سے آدمی نے جو دراصل بلیک زیرو تھا، اٹھ کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے ــــــ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" مصافحے کے بعد ٹونی بال نے مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے گمبھیر لہجے میں پوچھا۔

"آپ کے خلاف ہمارے پاس ایک انکوائری موجود ہے مسٹر ٹونی بال"۔ بلیک زیرو نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"میرے خلاف انکوائری ــــــ اور سنٹرل انٹیلیجنس کے پاس۔ یہ کیسے ممکن ہے ــــــ میں نے تو بین الاقوامی تجارت میں کبھی بھی کوئی

بددیانتی نہیں کی" ــــــ ٹونی بال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسئلہ تجارت کا نہیں ہے مسٹر ٹونی بال ــــــ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کا تعلق بین الاقوامی مجرموں سے ہے" بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــــ یہ بالکل غلط ہے ــــــ آپ بے شک چیک کر لیں مجھے تو کاروبار سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ مجرموں سے میرا کیا تعلق" ٹونی بال نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ٹونی بال ــــــ میں انٹیلیجنس کا ایک ذمہ دار آفیسر ہوں میں بغیر تحقیق کئے کوئی بات نہیں کرتا۔ آپ نے ابھی حال ہی میں بین الاقوامی مجرم تنظیم ہائی فائی کو اہم نوعیت کی اطلاعات فروخت کی ہیں۔ ہمارے پاس اس کے پورے ثبوت موجود ہیں"۔ بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کک ــــــ کک ــــــ کیا کہہ رہے ہیں ــــــ یہ غلط ہے ــــــ بکواس ہے۔ میں کسی ہائی فائی کو نہیں جانتا۔" ٹونی بال نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"خلائی ریسرچ سنٹر سے آپ نے وہاں کے ایک شخص سبطین سے ساز باز کر کے اہم اور خفیہ نوعیت کی معلومات حاصل کیں۔ پھر اسے کار کے حادثے میں ہلاک کر دیا۔ اور یہ معلومات آپ نے ہائی فائی کو فروخت کر دیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں مسٹر ٹونی بال"۔

بلیک زیرو کا لہجہ انتہائی سخت ہوتا چلا گیا تھا۔

"بالکل غلط کہہ رہے ہیں آپ ــــــ الزام تراشی ہے یہ" ٹونی بال

نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا

"اگر یہ غلط ہے مسٹر ٹونی بال تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ آپ کو مطلع کر دوں کہ آپ ان سرگرمیوں سے باز آ جائیں۔ آپ ہمارے ملک کے معزز تاجر ہیں ——— آپ کو یہ حرکات زیب نہیں دیتیں" بلیک زیرو نے یکلخت لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں آفیسر ——— یہ سراسر مجھ پر بہتان طرازی ہے کسی نے آپ کو میرے متعلق غلط رپورٹنگ کی ہے"۔ ٹونی بال نے بھی نرم لہجے میں کہا۔ اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں"۔ بلیک زیرو کا لہجہ دوبارہ سخت ہو گیا۔

"بالکل" ——— ٹونی بال نے جواب دیا۔

"دیکھیے ——— اگر آپ ہمیں صرف اتنا بتا دیں کہ آپ نے ہائی فائی کو یہ معلومات کہاں پہنچائی ہیں اور کس کے ذریعے تو ہم آپ کی اس کوتاہی سے چشم پوشی کر سکتے ہیں ورنہ ...... بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"اوہ ——— اوہ ——— آپ مجھے ہراساں کر رہے ہیں۔ میں معزز آدمی ہوں ——— میں اپنے سفارت خانے سے احتجاج کروں گا"۔

ٹونی بال نے ریوالور دیکھتے ہی چیختے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے گاؤن کی طرف رینگا۔

"اپنے ہاتھ گاؤن سے علیحدہ رکھیے اور چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا اکلوتا ملازم بیہوش پڑا ہوا ہے ——— وہ آپ کی مدد کے لئے یہاں نہیں آ سکتا"۔ ——— بلیک زیرو نے زہرخند لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شدید غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر ——— مجھے تو آپ کسی مجرم کے ساتھی نظر آتے ہیں"۔ ٹونی بال نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہائی فائی کا پتہ بتائیے ——— میں صرف تین تک گنوں گا"۔ بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

مگر دوسرا لمحہ اس کے لیے بھی حیرت کا لمحہ ثابت ہوا۔ کیونکہ ٹونی بال نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر لات چلائی تھی۔ اور بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر اڑتا ہوا صوفے کے پیچھے جا گرا تھا۔

اور پھر ٹونی بال نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال لیا تھا۔

"اب تمہاری لاش ہی یہاں سے باہر جائے گی"۔ ٹونی بال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو میرا خیال درست نکلا ——— تم آخر کھل ہی گئے"۔ ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹونی بال کوئی جواب دیتا، بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگا دی۔

ٹونی بال نے فائر تو کیا مگر بلیک زیرو چھلانگ لگانے سے پہلے ہی باڈی ڈاج دے چکا تھا۔ اس لئے فائر خالی چلا گیا اور بلیک زیرو کی لات پوری قوت سے گھومتی ہوئی ٹونی بال کے پہلو میں لگی۔ اور ٹونی بال

پھینتا ہوا فرش پر گرا۔

اس کے بعد تو بلیک زیرو نے اسے اٹھنے کی مہلت ہی نہ دی اور لاتیں اتنی برق رفتاری سے ٹونی بال کی کھوپڑی پر پڑیں کہ ٹونی بال باوجود کوشش کے سنبھل نہ سکا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔

اس کے بے ہوش ہوتے ہی بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر صوفے کے پیچھے پڑا ہوا ریوالور اٹھایا اور جیب میں ڈال کر اس نے جھک کر ٹونی بال کو اٹھایا اور اسے کندھے پر ڈال کر وہ ڈرائنگ روم سے باہر آ گیا۔ کوٹھی کے ملازم کو وہ پہلے ہی عقبی برآمدے کے کونے میں بیہوش کر کے ڈال چکا تھا۔

بلیک زیرو نے اسے اسی وقت بیہوش کر دیا تھا جب وہ اس کی اطلاع ٹونی بال کو دے کر واپس آیا تھا۔

بلیک زیرو ٹونی بال کو کندھے پر اٹھائے پورچ میں کھڑی کار کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ اچانک اسے پشت پر سے دھکا سا لگا اور کندھے پر لدا ہوا ٹونی بال بری طرح تڑپا۔ اور بلیک زیرو اچانک دھکا لگنے کی وجہ سے لڑکھڑا کر منہ کے بل نیچے کی طرف جھکا اور ٹونی بال اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے فرش پر گر پڑا۔ اور اس کا گرنا اور بلیک زیرو کا اچانک لڑکھڑانا بلیک زیرو کے لئے نیک فال ثابت ہوا۔

کیونکہ دوسری گولی شائیں کی آواز کے ساتھ ہی بلیک زیرو کے سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔

بلیک زیرو نے جھکتے ہی زوردار چھلانگ لگائی اور وہ کار کی چھت سے پھسلتا ہوا اس کی دوسری سمت پہنچ گیا۔ اب وہ ادھر سے آنے والی گولیوں سے محفوظ ہو چکا تھا۔ گولیاں سائیلنسر لگے ریوالور سے چلائی گئی تھیں۔ اس لئے سوائے ٹھک ٹھک کے اور کوئی آواز سنائی نہ دی تھی۔

کار کی دوسری طرف پہنچتے ہی بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا۔

مگر اسی لمحے اسے دور دیوار کے پاس ایک سایہ سا لرزتا ہوا دکھائی دیا اور وہ سایہ چھلانگ لگا کر دیوار کی دوسری طرف غائب ہو گیا۔ گو بلیک زیرو نے اس کی صرف ایک جھلک دیکھی تھی۔ لیکن اس ایک جھلک میں وہ اسے پہچان گیا تھا۔

یہ ٹونی بال کا وہی ملازم تھا جسے بلیک زیرو نے بے ہوش کر کے ایک طرف ڈال دیا تھا۔ اسی نے بلیک زیرو کی پشت پر گولی چلائی تھی لیکن گولی بلیک زیرو کی بجائے ٹونی بال کو چاٹ گئی۔ یا پھر جان بوجھ کر ٹونی بال کو ختم کیا گیا تھا۔

بلیک زیرو اب کار کے پیچھے سے نکل آیا۔ اس نے زمین پر پڑے ہوئے ٹونی بال کو دیکھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

بلیک زیرو کو حقیقتاً اس کی موت پر بے حد افسوس ہوا کیونکہ اس طرح وہ ایک اہم ترین کلیو سے محروم ہو گئے تھے۔ بلیک زیرو سے اندازے کی غلطی ہو گئی تھی۔ اس نے ملازم کو بے ہوش کرنے کے بعد یہ چیک نہ کیا تھا کہ ملازم کو کتنی دیر بعد ہوش آ سکتا ہے۔

بہرحال اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ اس نے چند لمحے سوچا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کے اندر گھستا چلا گیا۔ اس نے ان کمروں کی تلاشی

ماہرانہ انداز میں تلاشی لینی شروع کر دی ۔ جہاں اس کے خیال کے مطابق ٹونی بال خفیہ کاغذات چھپا سکتا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ ٹونی بال جیسے افراد ضرور اپنے گاہکوں کے متعلق معلومات تحریری صورت میں کہیں نہ کہیں چھپا کر رکھتے ہیں اور پھر رائٹنگ ٹیبل کی ایک خفیہ دراز سے اسے ایک چھوٹی سی ڈائری مل گئی ۔

اس ڈائری پر ہندسے لکھے ہوئے تھے ۔ ان ہندسوں کے علاوہ اور کسی قسم کی کوئی تحریر نہ تھی ۔ بلیک زیرو چند لمحے غور سے صفحے پلٹ پلٹ کر ان ہندسوں کو دیکھتا رہا۔ اسے ان عجیب و غریب ہندسوں کی سمجھ نہ آرہی تھی ۔ مگر چند لمحوں بعد وہ چونک پڑا ۔

اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور پھر غور کرنے پر اس کا خیال درست ثابت ہوا ۔ یہ ہندسے دراصل ٹیلیفون نمبر تھے ۔ یہ ایک اہم کلیو تھا ۔ بلیک زیرو نے ڈائری جیب میں ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کار کوٹھی سے نکل کر دانش منزل کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

تنویر کا فلیٹ جولیا کے فلیٹ سے گو قریب ہی تھا ۔ لیکن ایکسٹو کی کال ملنے سے لے کر جولیا کے فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے باوجود انتہائی تیزی اور پھرتی کے اسے دس منٹ لگ ہی گئے ۔

جب وہ فلیٹ پر پہنچا تو فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور جولیا غائب تھی ایک طرف چند قطرے خون کے بھی اسے نظر آئے ۔ اور پھر یہ قطرے لے فلیٹ کے باہر بھی نظر آ گئے ۔

وہ سمجھ گیا کہ جولیا کو زخمی کر کے اغوا کیا گیا ہے ۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ جولیا کو کہاں تلاش کرے ۔

جولیا کے زخمی ہونے اور اس طرح اغوا ہونے سے ہی اس کا خون غصے سے ابل رہا تھا لیکن وہ بے بسی سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے اس کی نظر سامنے چوک کے قریب ایک کھمبے کے نیچے بیٹھے ہوئے بھولے سے بھکاری پر پڑی ۔ اور ایک خیال کے تحت وہ سڑک کراس

کر کے تیزی سے اس بھکاری کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"اللہ کے نام پر بابا" ——— بھکاری نے اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر ہانک لگائی۔

"یہ لو بابا پچاس روپے ——— اور مجھے بتاؤ کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں جو کار کھڑی تھی وہ کس طرف گئی ہے" تنویر نے جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر بھکاری کی گود میں پھینکتے ہوئے کہا۔

اور بھکاری نے بڑی پھرتی سے نوٹ جھپٹ کر جیب میں ڈال لیا۔

"تم سخی ہو بابا ——— اس لئے بتا دیتا ہوں ورنہ ہم بھکاریوں کے سینے رازوں کی قبریں ہوتے ہیں" بھکاری نے کہا۔

"پچاس روپے اور دوں گا بابا ——— جلدی بتاؤ" تنویر نے جیب سے ایک اور پچاس کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔

"سبز رنگ کی بڑی سی کار تھی بابا ——— راجو اور مارٹن اس میں آئے تھے اور سامنے والے فلیٹ میں گھس گئے۔ جب وہ نیچے اترے تو ایک میم ان کے کندھے پر لدی ہوئی تھی۔ وہ اسے کار میں ڈال کر ادھر سیدھے گئے ہیں۔ اور اگلے چوک سے دائیں طرف مڑ گئے ہیں" بھکاری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"راجو اور مارٹن ——— یہ کون ہیں" تنویر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا نوٹ بھکاری کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"جانی کلب کے بڑے غنڈے ہیں۔ انتہائی عیاش اور ظالم آدمی ہیں۔ میں اتوار کے روز اس کلب کے سامنے بھیک مانگتا ہوں۔ اس لئے انہیں اچھی طرح جانتا ہوں" بھکاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو پھر یہ جانی کلب ہی گئے ہوں گے" تنویر نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"سنو بابا ——— میری بات سنو ——— تم سخی ہو ——— اس لئے بتا دیتا ہوں کہ راجو انتہائی عیاش آدمی ہے۔ وہ پہلے ان میم صاحب کے ساتھ منہ کالا کرے گا۔ اس کے لئے اس نے ایک ویران سے فارم میں اڈہ بنایا ہوا ہے۔ ہماری ایک نوجوان بھکارن کو بھی یہ لے اڑے تھے اور پھر اس کی لاش دوسرے روز اس فارم کے پاس کھیتوں سے ملی تھی۔ یہ دونوں یقیناً وہیں گئے ہوں گے" بھکاری نے تنویر کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ بھکاری تو انتہائی کام کا آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ سڑک کے کنارے بیٹھا ہوا ایک مجہول سا بھکاری اس قدر باخبر بھی ہو سکتا ہے۔

اس نے پھرتی سے جیب سے سو روپے کا ایک نوٹ نکالا اور اسے بھکاری کو دیتے ہوئے کہا۔

"بابا ——— جلدی سے بتاؤ وہ فارم کہاں ہے" ——— تنویر کے لہجے میں بیقراری تھی۔

سو والا نوٹ بھی پہلے دو نوٹوں کی طرح بھکاری کی گدڑی میں غائب ہو گیا۔

"وہ چوتھی شاہراہ کے سنگ میل سے نکلنے والی سڑک کے اختتام پر آتا ہے" بھکاری نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے فلیٹ کے نیچے کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

جولیا کو کار میں اغوا کر کے لے جانے کا اس کا اندازہ درست ثابت

ہوا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے کار کے بغیر اتنے بھرے پرے بازار میں سے دن کے وقت کسی لڑکی کو اغوا کر کے نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔

تنویر کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی کار گولی کی سی رفتار سے دوڑتی ہوئی چوک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ چوتھی شاہراہ پر پہنچ چکا تھا اور پھر بھکاری کے کہنے کے عین مطابق ساتویں سنگ کے قریب اس نے ایک باؤنڈ کو اندر جاتے ہوئے دیکھا اور اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر فارم کے قریب پہنچ کر اس نے کار روک دی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

غصے کی شدت سے اس کا درجہ حرارت انتہائی بلندیوں کو چھو رہا تھا لیکن سیکرٹ سروس کی طویل ملازمت نے اسے جوش میں بھی محتاط رہنے کا سبق سکھایا ہوا تھا۔

اس لئے جیب سے ریوالور نکالے وہ تیزی سے فارم میں گھستا چلا گیا اور پھر اندر داخل ہوتے ہی اسے ایک طرف اوٹ میں کھڑی سبز رنگ کی کار نظر آ گئی۔ اور اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

بھکاری نے بالکل درست پیش گوئی کی تھی۔ وہ دونوں غنڈے یہیں موجود تھے۔ کار خالی پڑی ہوئی تھی۔ لیکن اس نے دھول میں قدموں کے نشانات صحن کے آخر میں بنے ہوئے چھوٹے سے کمرے کی طرف جاتے ہوئے چیک کر لئے تھے۔

اس لئے وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مگر یہ چھوٹا سا کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ قدموں کے نشانات اس کمرے تک جانے کے بعد غائب ہو گئے تھے۔

تنویر نے کمرے کی دیواروں کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے ان دیواروں کو ریوالور کے دستے سے ٹھونکا مگر کہیں کوئی خفیہ دروازہ نمودار نہ ہوا۔ تنویر کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار ابھر آئے۔

وہ چند لمحے غور سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر کمرے سے باہر نکل آیا یہ دونوں جولیا سمیت نجانے کہاں غائب ہو گئے تھے۔ کار کی وہاں موجودگی سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ وہیں موجود ہیں لیکن ان کا کوئی اتہ پتہ معلوم نہ ہو رہا تھا۔

چونکہ قدموں کے نشانات کمرے کے اندر تو گئے تھے، باہر نہ آئے تھے اس لئے اس نے یہی سوچا کہ یقیناً یہ لوگ نیچے کہیں خفیہ تہہ خانے میں ہوں گے اور اس کا راستہ اس کمرے سے جاتا ہو گا۔ اس لئے وہ دوبارہ اس کمرے میں داخل ہو گیا۔

اسی لمحے اس کی نظر دیوار پر لگی ہوئی ایک پرانی سی بریکٹ پر پڑی۔ تو وہ چونک پڑا۔

اس نے بریکٹ کو پکڑ کر جیسے ہی کھینچا، کونے کا فرش سمٹتا چلا گیا۔ اور تنویر اچھل پڑا۔ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اسے صاف دکھائی دے رہی تھیں وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

اسی لمحے اسے جولیا کی چیخ سنائی دی۔ اور جولیا کی چیخ سنتے ہی جیسے اس پر وحشت کا دورہ پڑ گیا ہو۔

اس نے ایک ایک سیڑھی اترنے کی بجائے زور سے چھلانگ لگائی اور اکٹھی ہی چار چار سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے وہ سیڑھیوں کے اختتام پر موجود کھلے دروازے کے

اندر پہنچ گیا۔ مگر اندر پہنچتے ہی کسی نے اس پر چھلانگ لگا دی اور تنویر اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ مگر نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے اس کے اوپر چھا جانے والا سایہ چیختا ہوا دور جا گرا۔

اسی لمحے تنویر کے حلق سے بھی چیخ سی نکل گئی۔ کیونکہ ایک گولی اس کے بازو سے رگڑ کھا کر نکل گئی تھی۔

لیکن تنویر کے سر پر تو وحشت سوار تھی۔ اور اب تو وہ سنبھل بھی چکا تھا۔ اس نے دو افراد کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ جن میں سے ایک تو فرش پر گرا ہوا تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں ریوالور تھا

اسی نے تنویر پر گولی چلائی تھی۔ تنویر نے کروٹ بدلتے ہی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے فائر کیا اور دوسرے لمحے کمرہ اس کی چیخ سے گونج اٹھا۔ تنویر کی گولی اس کے ہاتھ پر پڑی تھی۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

مگر پھر اس سے پہلے کہ تنویر دوسرا فائر کرتا۔ فرش پر گرے ہوئے آدمی نے اچھل کر لات چلائی اور ریوالور تنویر کے ہاتھ سے بھی نکلتا چلا گیا۔

اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکلتے ہی وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے مڑے اور اب وہ آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے چہرے بھی جذبات کی شدت سے سرخ پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے بازوؤں کی مچھلیاں تڑپ رہی تھیں۔

مگر تنویر کا جوش ان دونوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا۔ اس نے جولیا کو فرش پر گرا ہوا دیکھ لیا تھا۔ جولیا کا گریبان پھٹا ہوا تھا۔ اور اس بات نے تنویر کے جسم میں آگ لگا دی تھی۔ چنانچہ حملہ کرنے میں اس بار پہل تنویر

نے ہی کی اور اس نے ان دونوں کو بڑا خوبصورت ڈاج دیا۔

اس کا حملہ کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اڑتا ہوا ان پر جا گرے گا۔ لیکن تنویر نے بجائے حملہ کرنے کے الٹی قلابازی کھائی تھی اور وہ ان کے سروں کے اوپر سے ہوتا ہوا ان کی پشت پر پہنچ گیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں مڑتے۔ تنویر نے اچھل کر ان دونوں کی پشت پر دونوں پیر پوری قوت سے مارے اور وہ دونوں چیختے ہوئے منہ کے بل فرش پر جا گرے۔

تنویر حملہ کر کے تیزی سے فرش سے اٹھا پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے راجو کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور دوسرے لمحے اس نے اسے تیزی سے گھما کر اٹھتے ہوئے مارٹن کے جسم پر دے مارا۔ مارٹن چیختا ہوا فرش سے جا ٹکرایا۔

راجو نے پلٹ کر تنویر سے لپٹنا چاہا مگر تنویر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹکا اور پھر تیزی سے راجو کو گھمایا اور پوری قوت سے دیوار سے دے مارا۔

راجو کے حلق سے کربناک چیخ نکلی۔ مگر تنویر پر تو جیسے وحشت کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔ اس نے مسلسل راجو کو گھما گھما کر دیوار سے پٹخنا شروع کر دیا۔ راجو کے حلق سے پہلی دو ٹکروں کے دوران تو چیخیں نکلیں مگر بعد میں اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔

اور تنویر نے بڑے حقارت آمیز انداز میں اسے ایک طرف پھینکا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ فرش پر پڑے ہوئے مارٹن کی طرف لپکا جو بے ہوش ہو چکا تھا۔

"تنویر اسے مت مارنا ——— ورنہ ان سے معلومات نہ حاصل ہو سکیں گی"۔ بستر پر پڑی ہوئی جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر تنویر کے سر پر تو خون سوار تھا۔ اس نے شاید جولیا کی بات ہی نہ سُنی تھی۔ اور پھر اس نے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے مارٹن کو گردن سے پکڑا اور اس کا سر زور سے دیوار سے ٹکرانا شروع کر دیا۔

پہلی ہی ٹکر میں مارٹن کو ہوش آ گیا۔ اس نے تنویر کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد کرنے کی بھی کوشش کی لیکن تنویر پر تو وحشت کا دورہ پڑا ہوا تھا۔

اس نے مشین کی سی تیزی سے دیوار سے مارنا شروع کر دیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد مارٹن کے سر کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو راجر کا ہوا تھا۔ تنویر کے ہاتھ بھی خون سے لتھڑ گئے۔

جب مارٹن کے سر کے پرخچے اڑ گئے تو تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے اور وحشت سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے مارٹن کے کپڑوں سے اپنے ہاتھ صاف کئے۔ اور پھر جولیا کی طرف مڑا۔

جولیا اب جان بوجھ کر ساکت ہو گئی تھی۔ تاکہ پھٹا ہوا گریبان سامنے نہ آئے اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ تنویر نے اس کے ہاتھ کھولے اور پھر اپنا کوٹ اتار کر جولیا پر پھینکا اور خود دروازے کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔

"میرا کوٹ پہن لو جولیا"۔ تنویر نے مڑتے ہوئے کہا۔

اور جولیا اس کے کردار کی بلندی پر ششدر رہ گئی۔ اس نے جلدی سے

کوٹ پہن کر اس کے بٹن بند کئے اور پھر پیروں کی رسیاں کھول کر بستر سے نیچے اتر گئی۔

"شکریہ تنویر ——— میں ہمیشہ احسان مند رہوں گی ——— مگر تم یہاں پہنچ کیسے گئے"۔ جولیا نے بڑے احسان مندانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ایکسٹو نے فون کیا تھا۔ چنانچہ میں تمہارے فلیٹ پر پہنچا مگر یہ لوگ تمہیں وہاں سے اغوا کر کے نکل چکے تھے۔ پھر میں نے ان کا کلیو لگایا اور یہاں تک پہنچ گیا"۔ تنویر نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— تم میں تو بے پناہ صلاحیتیں ہیں تنویر تم نے اتنی جلدی کلیو لگا کر حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری صلاحیتیں تو ایکسٹو آزماتا نہیں ورنہ میں کسی سے کم نہیں۔ ملٹری سیکرٹ سروس میں میرے کارناموں کی دھوم تھی۔

تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ہو گی ——— اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر تنویر اب یہ دونوں مر گئے ہیں۔ اب یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ آخر یہ مجھے کیوں اغوا کر کے لائے تھے۔ گفتگو کے دوران انہوں نے کسی باس کا ذکر کیا تھا۔ اس سے میں نے آئیڈیا لگایا تھا کہ یہ بس عیاشی کے چکر میں ادھر آ گئے۔ ورنہ ان کا مقصد مجھے اغوا کر کے اپنے باس تک پہنچانا تھا۔ لیکن اب ....."

جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— میں ان کے باس کو بھی جانتا ہوں"۔ تنویر نے سینہ پھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— کمال ہے ——— ویری گڈ"۔
جولیا کے لہجے میں واقعی پُرخلوص تحسین تھی۔
اب اسے کیا معلوم کہ تنویر کا سینہ ایک مجکاری کی دوربین کی وجہ سے پھول رہا تھا۔ ورنہ اس کے فرشتے بھی اس جگہ کا پتہ نہ چلا سکتے۔
اُدھر تنویر کے ذہن میں ایک اور ہی کھچڑی پک رہی تھی۔
وہ سوچ رہا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس میں اپنی اہمیت منوانے کے لئے کیوں نہ بیشتر مجکاریوں کو باقاعدہ اپنی نجی سکیم میں شامل کر لے۔
وہ یہی سوچتا ہوا جولیا سمیت تہہ خانے سے نکل کر فارم میں آگیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

ٹائیگر سیکورٹی آفیسر کے روپ میں خلائی ریسرچ سنٹر میں پہنچ چکا تھا۔ ریسرچ سنٹر کے انچارج ڈاکٹر غوری اور سیکورٹی چیف ہاشم رضا اس کی اصل حیثیت سے واقف تھے۔
ڈاکٹر غوری کے حکم پر ٹائیگر کو سپیشل پاس جاری کر دیا گیا تھا۔ اس پاس کی وجہ سے اسے ریسرچ سنٹر کے ہر حصے تک جانے اور وہاں موجود ہر آدمی کو چیک کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے تھے۔
اسے رہائش کے لئے کالونی میں ایک کوارٹر دے دیا گیا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو اصل صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح چوکنا تھا۔ اس نے یہاں پہنچ کر پورے خلائی ریسرچ سنٹر کا تفصیلی جائزہ لیا تھا۔ ساتھ ہی اس نے یہاں کے سیکورٹی انتظامات کو بھی اچھی طرح چیک کیا تھا۔
سیکورٹی انتظامات واقعی جدید ترین اور بے داغ تھے۔ ان کی وجہ سے کوئی غلط آدمی سنٹر میں داخل نہ ہو سکتا تھا لیکن ٹائیگر کے ذہن میں صرف

ایک خلش باقی رہ گئی تھی۔ اور اب وہ اپنے کوارٹر میں بیٹھا اسی بات پر غور کر رہا تھا۔

سنٹر میں رہنے والوں کے لئے ضروری اشیاء کے لئے ہفتے میں ایک بار چار خصوصی ٹرک سنٹر کے اندر آتے تھے۔ ان ٹرکوں کو لیبارٹری گیٹ پر جدید آلات کی مدد سے اچھی طرح چیک کیا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ ٹائیگر کے سامنے یہ ٹرک نہ آئے تھے۔ اس لئے وہ ان کی چیکنگ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن نہ تھا۔

آج چونکہ ان ٹرکوں نے آنا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے سامنے ان ٹرکوں کو چیک کرتے ہوئے دیکھنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔

اس نے گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ لباس بدل کر وہ کوارٹر سے باہر نکلا اور پھر سنٹر کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیٹ کے آگے ایک طویل راہداری تھی۔ جس میں سائنسی آلات نصب تھے۔ ٹرکوں نے اسی راہداری میں سے گزر کر سنٹر کے اندر داخل ہونا تھا اور اس کے بعد ایک بڑے سٹور کے اندر داخل ہو کر وہاں سامان اتارنا تھا اور اس کے بعد واپس چلا جانا تھا۔ اس سٹور کے باہر بھی سیکورٹی کا سخت پہرہ تھا۔ ٹرکوں میں صرف ڈرائیورز ہوتے تھے۔ ان ڈرائیورز کو بھی بیرونی گیٹ پر روک دیا جاتا تھا۔ اور پھر سیکورٹی کے آدمی ہی ان ٹرکوں کو چلا کر سنٹر میں لے آتے تھے اور مال اتار کر انہیں گیٹ سے باہر لے جا کر ڈرائیور کے حوالے کر دیا کرتے تھے۔

اس طرح کوئی غیر آدمی سنٹر میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ ٹائیگر خاموشی سے

چلتا ہوا اس سٹور کے سامنے پہنچ گیا۔ سٹور کے باہر سیکورٹی کے افراد نے اسے سلام کیا۔ اس کے سینے پر لگا ہوا بیج اس کے عہدے کا اعلان کر رہا تھا۔ اور ویسے بھی سیکورٹی چیف نے سب سیکورٹی والوں سے اس کا تعارف کرا دیا تھا تاکہ کسی شک و شبہ کا امکان باقی نہ رہے۔ تھوڑی دیر بعد سیکورٹی چیف بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور ٹائیگر کے ہمراہ آن کھڑا ہوا۔

"کیا ان ٹرکوں میں لدا ہوا مال بھی چیک کیا جاتا ہے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— راہداری میں لگے ہوئے سائنسی آلات پورے ٹرک کے سامان کو اچھی طرح کھنگالتے ہیں" ——— ہاشم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد راہداری کا گیٹ کھلا اور چار ہیوی لوڈر ٹرک ایک قطار کی صورت میں سنٹر کے اندر داخل ہوئے۔

ڈرائیونگ سیٹ پر سیکورٹی کے افراد موجود تھے۔ ٹرک سٹور کے دروازے پر آ کر رک گئے۔ سیکورٹی چیف کے اشارے پر سٹور کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور پھر ٹرک اندر داخل ہو گئے۔

چونکہ ٹرکوں میں سائنسی آلات بھی موجود ہوتے تھے۔ جنہیں ہر لحاظ سے خفیہ رکھا جانا مطلوب ہوتا تھا۔ اس لئے ٹرک اندر پہنچا کر سیکورٹی کے افراد بھی باہر آ جاتے تھے اور پھر سیکورٹی کا چیف ملحقہ کمرے میں بیٹھ کر مشینوں کی مدد سے ان ٹرکوں سے سامان اتار کر مطلوبہ سیکشنوں تک خودکار طریقے سے پہنچا دیتا تھا۔ ان مشینوں کو صرف سیکورٹی چیف ہی آپریٹ کرتا تھا اور وہ خود ایک ٹیلیویژن سکرین پر سٹور کے اندر کا منظر چیک کرتا رہتا تھا۔

جب ٹرکوں کو اندر چھوڑ کر سیکورٹی کے افراد باہر آ گئے تو سیکورٹی چیف

اس چھوٹے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اندر ایک بڑی سی مشین تھی۔ جس پر ایک سکرین سی نصب تھی۔

سیکورٹی چیف نے مشین کے سامنے پڑی ہوئی کرسی سنبھالی۔ چونکہ وہاں کرسی ایک ہی تھی۔ اس لئے ٹائیگر ساتھ کھڑا رہا۔ اور پھر سیکورٹی چیف نے مشین کے بٹن آن کئے۔

بٹن آن ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی۔ اور سٹور میں کھڑے ہوئے چاروں ٹرک صاف نظر آنے لگے۔ سیکورٹی چیف نے خودکار مشینوں کی مدد سے وہیں بیٹھے بیٹھے ٹرکوں سے سامان کی پیٹیاں اتارنی شروع کر دیں۔ یہ پیٹیاں متعلق سیکشنوں کو خودکار رولنگ بیلٹ کے ذریعے ساتھ ساتھ ڈیلیور کر دی جاتی تھیں یہ پیٹیاں بند تھیں اور ان پر سرکاری مہریں لگی ہوئی تھیں۔ جب تمام ٹرک خالی ہو گئے اور سامان ہر سیکشن میں ڈیلیور کر دیا گیا تو سیکورٹی چیف نے مشین بند کی۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیسا انتظام ہے مسٹر دقار " ——— سیکورٹی چیف نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا جس نے یہاں اپنے آپ کو دقار کے نام سے متعارف کرایا تھا۔

" اچھا ہے " ——— ٹائیگر نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس نے سٹور کا وہیں کھڑے کھڑے اچھی طرح جائزہ لیا تھا لیکن بظاہر کوئی مشکوک بات سامنے نہیں آئی تھی۔ البتہ اس کی تربیت یافتہ چھٹی حس بار بار خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ لیکن وہ اس خطرے کی نشاندہی نہ کر سکتا تھا۔ پھر وہ سیکورٹی چیف کے ساتھ کندھے اچکاتا ہوا باہر آ گیا۔

اس نے یہی سوچا کہ شاید ضرورت سے زیادہ احتیاط کی وجہ سے اسے

خطرے کا احساس ہو رہا ہے۔

سیکورٹی چیف نے باہر آ کر سٹور کھولنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر سیکورٹی کے وہی افراد جو ٹرک چلا کر آئے تھے۔ اندر آ گئے۔

اور چند لمحوں بعد ٹرک بیک ہوتے ہوئے باہر آ گئے۔ اور ان کا رخ راہداری کی طرف آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راہداری میں غائب ہو گئے اور سٹور کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

سیکورٹی چیف اپنے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ ٹائیگر سنٹر کی اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے سنٹر کا ایک سرسری سا راؤنڈ لگایا اور پھر آرام کرنے کے لئے اپنے کوارٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوارٹر کا دروازہ اس نے کھولا اور پھر وہ اندر داخل ہوا۔ صحن سے گزر کر وہ برآمدے میں سے ہوتا ہوا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا، اچانک اس کے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ وہ لڑکھڑا کر آگے کی طرف جھکا۔ اس نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرا وار پہلے سے زیادہ زوردار تھا اور ٹائیگر نہ صرف منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا بلکہ اس کا ذہن بھی گرنے کے ساتھ ساتھ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ باوجود اتنی احتیاط کے آخر وہ مار کھا ہی گیا تھا۔

کلیئرنگ کمپنی کے احاطے میں تقریباً پچاس کے قریب ٹرک کھڑے ہوئے تھے ۔ یہ سارے ٹرک ہیوی لوڈر تھے ۔ انتھونی کے آدمیوں نے کافی بھاگ دوڑ کے بعد اس مرتبہ پتہ چلا لیا تھا کہ نیشنل کلیئرنگ کمپنی کے چار ٹرک ہر ہفتے مختلف سامان لے کر ریسرچ سنٹر میں جاتے تھے اور پھر انتھونی نے کلیئرنگ کمپنی کے مینیجر کو اغوا کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کر لی تھیں ۔

اس وقت بھی انتھونی مینیجر کے کمرے میں اس کے میک اپ میں بیٹھا کام کر رہا تھا ۔ جبکہ اس کے آدمیوں نے شہر سے تھوڑی دور باہر ایک آٹو موبائل ورکشاپ عارضی طور پر ٹھیکے پر حاصل کر لی تھی ۔

اس آٹو موبائل ورکشاپ میں بارہ کے قریب ملازم تھے جنہیں ایک ہفتے کی تنخواہ ایڈوانس دے کر چھٹی دے دی گئی تھی ۔ انہیں یہ بتایا گیا تھا کہ آٹو موبائل ورکشاپ کا مالک ایک ہفتے کے لئے ورکشاپ بند کر کے بیرون ملک

جا رہا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کی عدم موجودگی میں کسی ملازم کی غفلت کی وجہ سے کسی گاہک کو شکایت کا موقع ملے ۔

ملازمین کو جب ایک ہفتے کی تنخواہ ایڈوانس معہ چھٹی کے ملی تو انہوں نے اس بات پر غور کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔ وہ مالک کے اس آئیڈیئے پر بے حد خوش ہوئے کہ اس طرح انہیں مع تنخواہ کے آرام کرنے کا موقع مل جائے گا ۔

ورکشاپ کو بظاہر بند کر دیا گیا تھا مگر انتھونی نے ہائی فائی کے مخصوص کاریگروں کو ہیڈ کوارٹر سے طلب کر لیا تھا ۔ اور وہ آج رات ورکشاپ میں پہنچنے والے تھے ۔

انتھونی آج اسی مقصد کے لئے مینجر کی سیٹ پر بیٹھا تھا ۔ تاکہ سنٹر میں جانے والے ٹرکوں کی فائنل چیکنگ کے بہانے اس ورکشاپ میں بھیجا جا سکے ۔

انتھونی نے چپڑاسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی تو دروازے کے باہر موجود چپڑاسی تیزی سے اندر داخل ہوا ۔

" مسٹر سعید کو بلاؤ " ۔۔۔۔۔ انتھونی نے لہجہ بگاڑتے ہوئے کہا ۔

" یس سر " ۔۔۔۔۔ چپڑاسی نے کہا اور دروازے سے باہر نکل گیا ۔ انتھونی کے لئے مینجر کی جگہ لینا اس لئے بھی آسان ہو گیا تھا کہ مینجر خود غیر ملکی تھا ۔ اور اس ادارے نے بہتر نظم و نسق چلانے کے لئے ایک سال کے لئے اس کی خدمات مستعار لی ہوئی تھیں ۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا ۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار تھے ۔

"یس سر" ——— نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر سعید ——— جبیح ریسرچ سنٹر میں بھیجے جانے والے چار ٹرک منتخب کر لئے گئے ہیں"۔ انتھونی نے نوجوان سے پوچھا جو اس شعبے کا انچارج تھا۔

"یس سر" ——— نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ہر لحاظ سے اوکے ہیں"؟ انتھونی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر" ——— سعید نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سنئیے مسٹر سعید ——— پچھلے ہفتے لیبارٹری انچارج نے مجھے شکایت کی تھی کہ ایک ٹرک پوری طرح اوکے نہ تھا۔ اس لئے انہیں پریشانی اٹھانا پڑی"۔ انتھونی نے کہا۔

"ایسی تو کوئی رپورٹ نہیں آئی سر" ——— سعید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ اگر تحریری آجاتی تو تم اب تک برخاست ہو چکے ہوتے۔ وہ تحریری رپورٹ کر رہے تھے لیکن میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ وہ تحریری رپورٹ نہ کریں ——— آئندہ انہیں کوئی شکایت نہ ہوگی"۔

انتھونی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ——— نوجوان برخاستگی کا لفظ سنتے ہی حواس باختہ ہو گیا تھا۔

"جو ٹرک تم نے اوکے کئے ہیں، ان کی فائل لے آؤ"۔ انتھونی نے کہا۔ اور سعید سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

انتھونی کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اسے اپنے کام میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی کیونکہ اس ملک کے لوگ اس کی توقع سے کہیں زیادہ سادہ لوح ثابت ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سعید نے فائل لا کر انتھونی کے سامنے رکھ دی۔

"سنو ——— میں نے ان ٹرکوں کی فائنل چیکنگ کا بندوبست کر دیا ہے۔ تم ان ٹرکوں کو باتاری آٹو موبائیل ورکشاپ ریلوے روڈ پر بھجوا دو ڈرائیوروں سے کہنا کہ وہ انہیں ورکشاپ چھوڑ کر واپس آجائیں اور صبح وہ انہیں وہاں سے لے لیں تاکہ رات کو ان کی فائنل چیکنگ ہو جائے۔ ورنہ اس بار اگر معمولی سی بھی شکایت ہوئی تو تمہاری نوکری چلی جائے گی"۔

انتھونی نے فائل کھول کر اس میں درج ٹرکوں کے نمبر حافظے پر نقش کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— میں ابھی ٹرک بھجوا دیتا ہوں" ——— سعید نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— اور سنو ——— اس کے لئے تحریری آرڈرز ٹائپ کرا کر مجھ سے سائن کرا لینا"۔ انتھونی نے کہا اور فائل بند کر کے سعید کی طرف بڑھا دی۔

سعید نے فائل لی اور سلام کر کے دفتر سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک آرڈر ٹائپ کرا کر فائل سمیت واپس آیا جسے پڑھنے کے بعد انتھونی نے منیجر جیسے دستخط اس پر ثبت کر دیئے وہ پہلے ہی ان دستخطوں کی مشق کر چکا تھا۔

اس کے بعد انتھونی شام تک باقاعدگی سے کام کرتا رہا۔ دفتر بند ہونے

سے چند لمحے پہلے اس نے سعید کو دوبارہ بلا کر اس بات کی تصدیق کر لی کر ٹرک ورکشاپ میں پہنچ چکے ہیں۔

اور پھر وہ دفتر بند کر کے عمارت سے باہر آ گیا۔ ڈرائیور نے اسے کوٹھی پر لا کر چھوڑ دیا۔ اور انتھونی شام تک منیجر کی کوٹھی میں ہی رہا۔

منیجر چونکہ ایک سال کے لئے بیرون ملک سے آیا تھا۔ اس لئے وہ نوکروں کے ساتھ کوٹھی میں اکیلا رہتا تھا۔ چونکہ منیجر طبعاً مزاج کا سخت تھا۔ اس لئے نوکر بھی اس سے حتی الوسع دور دور ہی رہتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ انتھونی کو نوکر بھی نہ چیک کر سکے۔

رات کے نو بجے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور انتھونی جو ٹیلیفون کے انتظار میں بیٹھا تھا اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— گریمکس سپیکنگ" انتھونی نے منیجر کا نام بولتے ہوئے کہا

"جناب ——— میں ایچ ایف کا نمائندہ بول رہا ہوں ——— کارل اکڑین" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ کارل ——— میں انتھونی بول رہا ——— سامان پہنچ گیا ہے یا نہیں" ——— انتھونی نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا کیونکہ اس نے ہائی ٹائی کا کوڈ ایچ ایف سن لیا تھا۔ اس لئے اب اصل لہجے میں بات کرنے میں کوئی خدشہ باقی نہیں رہا تھا۔

"یس سر ——— سارا سامان پہنچا دیا گیا ہے۔ رات دس بجے کام شروع ہو جائے گا۔ آدمی نو بجے کی فلائیٹ سے یہاں پہنچ رہے ہیں" کارل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی دس بجے وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تمام کام

احتیاط سے ہونا چاہیے۔ کسی کو شک نہ ہو" انتھونی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ——— سب کام ٹھیک ہو گا" کارل نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

اور انتھونی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

وہ بیٹھا چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اٹھ کر الماری میں پڑا ہوا ایک بیگ کھولا اور اس کے خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ڈبیا نما ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا یہ بیٹری ٹرانسمیٹر تھا جسے کسی بھی مشین پر چیک نہ کیا جا سکتا تھا اور اس کی رینج خاصی طاقتور تھی۔

انتھونی نے اس پر ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کی اور پھر کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس ڈبے میں سے سیٹی کی ہلکی سی آواز نکلنے لگی۔

چند لمحوں بعد کھٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ایچ۔ ایف نمبر ون ——— ایچ۔ ایف نمبر ون ——— اوور" اور بولنے والا صاف طور پر آواز بدل کر بول رہا تھا

"ایچ ایف ٹو فرام ون اینڈ ——— اوور" انتھونی نے ایک بٹن دباتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— انتھونی تم ——— خیریت ہے ——— اوور" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم بدل گیا۔

"بس خیریت ہے کو باہم ——— میں نے سنٹر میں داخلے کا بندوبست کر لیا ہے ——— کل مجھ سمیت تین افراد سنٹر میں داخل ہو جائیں گے۔

ولسن نے مطلوبہ سامان مہیا کر دیا ہے ——— اب ہم آسانی سے نہ صرف فائل وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں بلکہ فائل حاصل کرنے کے بعد پورے سنٹر کو بھی اڑا سکتے ہیں ——— اوور "۔ انتھونی نے جواب دیا۔

" اچھا ——— کیا طریقہ منتخب کیا ہے تم نے ——— میں نے تو سبطین کی رپورٹیں پڑھی ہیں ۔ اس لحاظ سے تو سنٹر میں داخلہ ناممکن نظر آتا ہے ۔ بلکہ میں سوچ رہا تھا کہ دوبارہ میٹنگ کال کر کے اس پہ مزید سوچ بچار کیا جائے ——— اوور "۔ دوسری طرف سے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

" طریقہ تو وہی ہے سپلائی کے ٹرکوں کے ذریعے اندر داخل ہونے کا۔ اوور "۔ انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— پھر وہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے ۔ میں نے اب اس سائنسدان سبطین کی جس نے معلومات ٹونی بال کے ذریعے ارسال کی تھیں ، غور سے پڑھی ہیں ۔ یہ طریقہ بھی کامیاب نہیں رہے گا ۔ کیونکہ ڈرائیوروں کو سنٹر سے باہر ہی روک لیا جاتا ہے اور پھر ٹرک کو ایک راہداری سے گزارا جاتا ہے جبکہ سائنسی آلات کے ذریعے مال ان لوڈ کر کے رولنگ لائن کے ذریعے متعلقہ شعبوں میں ارسال کر دیا جاتا ہے ۔ اب تم خود سوچو کر ان ٹرکوں کے ذریعے اندر کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے ——— اوور "۔ کوباہم نے کہا۔

" آپ نے تو رپورٹ پڑھی ہے ۔ میں نے اس کلیئرنگ ادارے کے منیجر سے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں جن کے ٹرک یہ مال سپلائی کرتے ہیں اور اب میں اس منیجر کے روپ میں ہوں ۔ ان ساری معلومات کو سامنے رکھ کر میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے ۔ میں نے یہاں ایک بڑی آٹو موبائیل

ورکشاپ کا بندوبست کر لیا ہے اور صبح سنٹر میں جانے والے ٹرکوں کو اس ورکشاپ میں پہنچا دیا ہے ۔ ادھر میں نے چیف باس سے بات کر کے ہیڈ کوارٹر سے مطلوبہ ماہرین فوری طور پر طلب کئے ہیں ۔ جو آج رات ۹ بجے کی فلائیٹ سے یہاں پہنچ جائیں گے ——— اوور "۔ انتھونی نے جواب دیا۔

" مگر منصوبہ کیا ہے ——— اوور "۔ انتھونی نے جواب دیا۔

" منصوبہ یہ ہے کہ میں رات کو ٹرکوں کی بین شافٹس کو کھوکھلا کر دوں گا مخصوص شیپ شدہ فولاد کے ذریعے یہ کھوکھلی شافٹیں رات کو تیار ہو کر ان ٹرکوں میں فٹ ہو جائیں گی ۔ اور ان کھوکھلی شافٹوں میں ایک آدمی آسانی سے چھپ سکتا ہے ۔ اس طرح ہم چار افراد ان کھوکھلی شافٹوں کے ذریعے سنٹر کے اندر پہنچ جائیں گے ۔ شافٹوں کے اندر ہونے کی وجہ سے ہماری چیکنگ نہ ہو سکے گی ۔ اور ہم آسانی سے تمام حدود کراس کر کے اس سٹور میں پہنچ جائیں گے ——— اوور "۔ انتھونی نے کہا۔

" اوہ ۔ بڑی عجیب ترکیب سوچی ہے تم نے ۔ کیا شافٹ میں اتنا خلا بن سکے گا کہ اس میں ایک آدمی چھپ سکے ۔ اوور "۔ کوباہم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" یہ ٹرک ہیوی لوڈر ہیں ۔ ان کی شافٹیں بڑی اور مخصوص انداز کی ہیں اس لئے ان میں یہ کام ہو سکتے ہیں ۔ آپ کو میرے جسم کا تو پتہ ہی ہے ۔ اسی طرح میں نے اپنے گروپ میں سے تین اور دبلے پتلے لیکن انتہائی مضبوط جسم کے افراد منتخب کئے ہیں ہم آسانی سے ان میں چھپ جائیں گے اوور "۔ انتھونی نے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی تب تو تم چاروں اس سٹور تک پہنچ جاؤ گے مگر اسٹور

سے باہر کیسے نکلو گے۔ اوورؔ "کوبا ہم نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

" اس کا طریقہ بھی میں نے سوچ لیا ہے۔ اسٹور کے نیچے سے گٹر گزرتا ہے جو ریسرچ سنٹر کا زہریلا گیس آلود پانی مخصوص فلٹر اسٹیشن تک پہنچاتا ہے۔ اس کے اندر چونکہ کسی آدمی کے زندہ رہنے کا تصور تک نہیں ہے اس لیے اسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ اس بات کا پتہ مجھے اس منیجر سے لگا تھا کیونکہ منیجر جب پہلی بار اس ادارے سے منسلک ہوا تھا۔ تو اس نے سیکورٹی کے انتظامات دیکھنے کے لئے اسٹور داری کا چکر لگایا تھا اور سیکورٹی انچارج نے خود بڑے فخر سے یہ سب باتیں اسے بتائی تھیں۔ ہم لوگ گیس ماسک اپنے ساتھ لے جائیں گے اور جب تک ٹرک ان لوڈ ہوں گے۔ ہم اس گٹر میں اتر جائیں گے۔ وہاں سے فلٹر سٹیشن تک پہنچتے پہنچتے گٹر کا ایک دہانہ رہائشی کالونی کے درمیان بھی رکھا گیا ہے تاکہ اگر کبھی اس کی صفائی کی ضرورت پڑے تو اس کی صفائی آسانی سے کرائی جا سکے۔ چونکہ یہ گٹر سنٹر سے باہر نہیں جاتا۔ اس لئے اس بات کی پرواہ نہیں کی گئی کہ اس گٹر کے ذریعے رہائشی کالونی تک کوئی شخص پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ اسٹور سے ہو کر ہم اس گٹر کے ذریعے رہائشی کالونی تک پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں چار افراد کا میک اپ کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ ہو گا۔ اوور "

انتھونی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ انتھونی ——— ویری گڈ ——— تم نے واقعی بے داغ منصوبہ بنایا ہے۔ تم ضرور اس پر عمل کرو۔ لیکن اب مسئلہ ہو گا وہاں سے فائل حاصل کر کے باہر نکلنے کا ——— اس سلسلے میں بھی تمہاری کوئی پلاننگ ہے ——— اوور "

" فی الحال تو میں نے ولسن سے وائرلیس ہائی رینج کو بالٹ بم حاصل کیے ہیں۔ انہیں ہم مختلف خفیہ جگہوں پر نصب کر دیں گے۔ اس کے بعد مسئلہ ہو گا فائل حاصل کرنے کا۔ تو میرے ذہن میں وہ تمام رپورٹیں موجود ہیں جہاں فائل موجود ہے اور اس کے سیکورٹی انتظامات بھی۔ وہاں داخلہ تو تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے میں نے فی الحال یہ منصوبہ بنایا ہے کہ اندر جا کر کسی با اختیار آدمی کا میک اپ کر کے یہ فائل وہاں سے باہر منگواؤں گا اور پھر اسے لے اڑوں گا۔ بہرحال یہ وہاں کی صورت حال پر منحصر ہے۔ اوور "

انتھونی نے جواب دیا۔

" او کے ——— بالکل ٹھیک ہے ——— ویسے میں نے ٹیری کو نگرانی کے مشن سے روک دیا ہے۔ کیونکہ ٹونی بال کی کوٹھی میں ہمارا ایک آدمی ملازم کے روپ میں موجود تھا۔ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع دی ہے کہ سنٹرل انٹیلیجنس کا آدمی ٹونی بال سے ملنے آیا تھا اور پھر اس نے اس ملازم کو بے ہوش کر دیا لیکن جب ہمارے آدمی کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ آدمی ٹونی کو بے ہوش کر کے لے جا رہا تھا تو اس نے ٹونی بال کو گولی مار دی اور خود وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس سے مجھے خدشہ ہوا کہ سبطین والی رپورٹیں انٹیلیجنس کی نظروں میں آ گئی ہیں اور ایسا نہ ہو کہ وہ لیبارٹری کی خفیہ نگرانی کر رہے ہوں۔ اور ہمارے آدمی چیک ہو جائیں۔ اوور "

" اوہ ——— اگر یہ بات ہے تو پھر وہ سنٹر کے اندر بھی پہنچ گئے ہوں گے ——— اوور " انتھونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ——— وہ سنٹر کے انتظامات کو ناقابل تسخیر

سمجھتے ہیں۔ اس لئے مطمئن ہیں ——— اوور" کوباہم نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے ——— بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اوور" ——— انقونی نے جواب دیا۔

"تم اپنے منصوبے پر عمل کرو۔ یہ قطعاً بے داغ منصوبہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے۔ ویسے تم بھی ٹرانسمیٹر ہمراہ لے جانا۔ میں، ولسن اور ٹیری اپنے اپنے گروپ سمیت بہرحال سنٹر کے آس پاس ہی رہیں گے۔ اس طرح کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی انداز میں ہم تمہاری مدد کر سکیں گے ——— اوور" کوباہم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— او۔کے ——— اوور" ——— انقونی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"وشش یو گڈ لک ——— اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کوباہم نے کہا۔

اور انقونی نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ بیگ کے خفیہ خانے میں رکھا اور پھر ورکشاپ جانے کے لئے تیاری میں مشغول ہو گیا۔ اس نے بطور منیجر ایک ہفتے کی چھٹی پہلے ہی اپلائی کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اس طرف سے بھی مطمئن تھا کہ کسی کو شک نہ پڑے گا۔ اصل منیجر اس کے گروپ کے قبضے میں تھا اور اسے معلوم تھا کہ جب تک اس کی طرف سے حکم نہ دیا جائے گا وہ سورج کی روشنی بھی نہ دیکھ سکے گا۔

بلیک زیرو نے وہ ڈائری عمران کے سامنے رکھی اور پھر اسے ٹونی بال کی رہائش گاہ پر پیش آنے والے تمام واقعات کی تفصیلی رپورٹ دے دی۔

"تم سے کئی حماقتیں سرزد ہوئی ہیں بلیک زیرو ——— اگر وہاں ایک ملازم تھا تو تمہارے لئے آسانی تھی کہ اسے ختم کرنے کے بعد تشدد کے ذریعے تم ٹونی بال سے سب کچھ پوچھ سکتے تھے۔ بہرحال ٹھیک ہے تم نے اچھا کیا کہ خالی ہاتھ واپس آنے سے یہ ڈائری ساتھ لے آئے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر ڈائری کھول کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"جولیا کا پتہ چلا" ——— بلیک زیرو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ارے ہاں ——— وہ تو میں تمہیں بتانا ہی بھول گیا۔ تنویر نے جولیا کو

برآمد کر لیا ہے۔ جوزی کلب کے دو بدمعاش راجو اور مارٹن اسے اغوا کر کے چوتھی شاہراہ پر موجود ایک زرعی فارم کے تہہ خانے میں لے گئے تھے۔ وہ اس پر مجرمانہ حملہ ہی کرنا چاہتے تھے کہ تنویر وہاں پہنچ گیا اور پھر راجو اور مارٹن دونوں اس کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ اور تنویر جولیا کو واپس لے آیا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ــــــ وہ بروقت فلیٹ پر پہنچ گیا ہو گا اور پھر ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچا ہو گا ــــــ بہرحال اچھا ہی ہوا۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ــــــ تم نے تنویر کی صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ جب تنویر فلیٹ پر پہنچا تو جولیا کو اغوا کر کے لے جایا جا چکا تھا۔ لیکن تنویر نے اپنی صلاحیتوں کی مدد سے نہ صرف ان کا سراغ لگا لیا بلکہ وہ عین وقت پر ان کے سر پر بھی پہنچ گیا۔ اور ظاہر ہے جب جولیا کی عزت خطرے میں ہو تو وہ چھوڑ دس بدمعاش بھی ہوتے تو تنویر نے ان کے پرخچے اڑا دینے تھے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن جولیا کو اغوا کیوں کیا گیا تھا ــــــ کیا یہ ان بدمعاشوں کا اپنا فعل تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ معلوم کرنے کے سلسلے میں نے مارٹن اور راجو کی لاشیں یہاں دانش منزل منگوالی ہیں اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو ان کے میک اپ میں جوزی کلب بھیج دیا ہے ــــــ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ــــــ یہ ٹھیک ہے ــــــ اس طرح واقعی صحیح صورتحال

سامنے آجائے گی۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹائیگر بھی لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے۔ مگر ابھی تک اس کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ نعمانی، صدیقی اور چوہان لیبارٹری کی نگرانی کر رہے ہیں۔ مگر ابھی ہر طرف سے خاموشی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈائری بلیک زیرو کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"الفابیٹیکل ڈائریکٹری کے ذریعے اس میں درج ہر نمبر کو چیک کرو کہ یہ کن لوگوں کے ہیں۔ پھر ہی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ ان میں ہمارے کام کا بھی کوئی نمبر ہے یا نہیں۔"

عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری میں رکھی ہوئی مخصوص الفابیٹیکل ڈائریکٹری نکالی اور اسے لے کر میز پر رکھا اور ڈائری کے نمبروں کی چیکنگ میں مصروف ہو گیا

تھوڑی دیر بعد ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا

"ایکسٹو" ــــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں جناب" ــــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ چونکہ مارٹن کے روپ میں گیا تھا۔ اور شاید جہاں سے فون کر رہا تھا۔ وہاں وہ شاید اپنی شناخت نہ کرانا چاہتا ہو گا۔ اس لئے اس نے نام مارٹن ہی استعمال کیا تھا۔

"یس ــــــ کیا رپورٹ ہے" ــــــ عمران نے پوچھا۔

یہاں ہر طرف سکون ہے ــــــ کوئی ہنگامہ کوئی پوچھ گچھ نہیں ہو رہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔" صفدر نے جواب دیا۔

"جوزی سے ملاقات ہوئی" عمران نے پوچھا۔

"ہاں سرسری سی ــــــ لیکن کوئی بات نہیں ہوئی"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کوئی نون وغیرہ"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب" ــــ صفدر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کارکس کے نام رجسٹرڈ ہے"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"میرے نام" ــــــ صفدر نے جواب دیا۔ مقصد تھا کہ مارٹن کے نام

"ٹھیک ہے ــــ ابھی وہیں رہو ــــــ ہو سکتا ہے کہ علیمڈیل نے نجی طور پر خدمات حاصل کی ہوں" ــــ عمران نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ــــ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب ــــــ یہ ایک فون نمبر ڈائریکٹری میں موجود ہی نہیں ہے۔ باقی نمبر گرم مصالحے کے بیوپاریوں کے ہیں" ــــــ بلیک زیرو نے کاغذ پر بنائی ہوئی لسٹ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ڈائریکٹری میں نمبر نہیں ہے ــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے لسٹ پر ایک نظر دوڑائی۔ آخر میں ایک نمبر خالی لکھا ہوا تھا۔ عمران نے ریسیور اٹھایا اور وہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ آخری نمبر گھومنے کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی حیرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ مگر دوسرے لمحے ریسیور دوسری طرف سے اٹھا لیا گیا۔

"یس ــــ بولنے والے کا لہجہ بے حد کھردرا تھا۔ لیکن اس نے صرف یس کہنے کی حد تک ہی اپنے آپ کو محدود کیا تھا۔

"چیف سے بات کراؤ" ــــ عمران نے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہا ہے" ــــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"تمہارا باپ بول رہا ہوں ــــ ڈیم فول ــــــ میں کہہ رہا ہوں چیف باس سے بات کراؤ ــــــ تم آگے زبان چلاتے ہو"۔ عمران نے اب غراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے سب کچھ آئیڈیئے پر ہی کئے جا رہا تھا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے مسٹر ــــــ یہاں کوئی چیف باس نہیں رہتا"۔ دوسری طرف سے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ ــــ تو کیا یہ ایکس ایف کا ہیڈکوارٹر نہیں ہے"۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ بائی فائی کو مخفف کر دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مجرم اپنی تنظیم کا کوڈ ہمیشہ اسی طرح کے الفاظ سے بناتے ہیں

"آخر تم بول کون رہے ہو ــــ پہلے اپنی شناخت کراؤ"۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں جھلاہٹ کا عنصر کم تھا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ــــ کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ہے

"میں چیف باس کو ڈائریکٹ رپورٹ دینا چاہتا ہوں علی عمران کے متعلق تم ان سے بات کراؤ"

عمران نے بھی لہجہ اس بار نرم رکھا۔ اس کے ذہن میں اچانک ہاشم کا خیال آگیا تھا۔

"اوہ ——— اچھا ——— اچھا ——— میں سمجھ گیا ——— تم یقیناً باٹم بول رہے ہو ——— مگر تم اپنی شناخت کیوں نہیں کرا رہے تھے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے مائیک پر ہاتھ رکھ کر بلیک زیرو کو مخصوص انداز میں آنکھ ماری اور بلیک زیرو اس کی بات سمجھ کر تیزی سے آپریشن روم سے ملحقہ بڑی لیبارٹری میں طرف بھاگتا چلا گیا تاکہ فون کے دوران وہ لوکیشن چیکنگ مشین کے ذریعے دوسری طرف کا محل وقوع معلوم کر سکے۔

"یس ——— باٹم کیا رپورٹ ہے" ——— تھوڑی دیر بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف باس ——— علی عمران ختم ہو گیا ہے لیکن ابھی سرکاری طور پر اس کو آؤٹ نہیں کیا جا رہا۔ مخصوص لیبارٹری میں اس کی لاش کو چیک کیا جا رہا ہے ——— بہرحال میں نے بڑی بھاگ دوڑ کے بعد اس کی موت کی تصدیق کر لی ہے"۔ عمران نے پہلے والے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اتفاق سے اس کا لہجہ باٹم سے ملتا ہے۔

"اوہ ——— گڈ شو ——— یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اب تم واپس جانے کے لئے آزاد ہو"۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"بہتر سر ——— ویسے میری ضرورت مزید اگر پڑ سکتی ہو تو میں رک جاتا ہوں" ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— مزید کوئی ضرورت نہیں ہو گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے باس" ——— عمران نے جواب دیا۔

اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھنے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ کیونکہ محض اندھیرے میں تیر چلانے کی بنا پر وہ ایک بہت بڑے کلیو کا پتہ چلا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دس منٹ بعد بلیک زیرو بھی لیبارٹری سے نکل کر واپس آ گیا۔

"یہ فون گلڈین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں نصب ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے"۔ بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ ——— میرا خیال ہے۔ ذرا اس چیف باس کی بھی خبر لے لیں اگر یہ قابو میں آ جاتا ہے تو سارا کھیل ہی ختم ہو جائے گا۔

عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ ابھی بھاگ دوڑ میں حصہ نہ لیں تو اچھا ہے ——— میں چند ممبروں کو لے کر چلا جاتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ——— میں نے اب کافی ریسٹ کر لیا ہے اور یونہی بیٹھا رہا تو میں بھی تمہاری طرح زیرو ہو جاؤں گا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران اٹھ کر میک اپ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے ریڈی میڈ میک اپ کر رکھا تھا اور لباس بھی اس نے عام سا پہن رکھا تھا۔ جو وہ اس میک اپ میں اکثر پہنتا تھا۔

"بلیک زیرو ——— ٹائیگر اور صفدر وغیرہ کی طرف سے کال کا خیال رکھنا۔ میں تنویر اور جولیا کو ساتھ لے جاؤں گا۔ وہی دونوں اس وقت

فارغ ہیں۔"

عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

عمران نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تنویر کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ جولیا کو بھی اس نے اپنے فلیٹ کی بجائے وہیں رہنے کے لئے کہا تھا۔

"تنویر سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ تنویر نے کہا۔

یس سر" ـــــ تنویر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جولیا کو فون دو تنویر" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس سر" ـــــ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا ـــــ تم تنویر کو لے کر گلڈرین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچ جاؤ میں عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں۔ وہ ریڈی میڈ میک اپ میں ہو گا۔ وہ تمہیں ڈیل کرے گا۔ اس کوٹھی میں چھاپہ مارنا ہے ـــــ معاملہ انتہائی سیریس ہے۔ اس لئے پوری طرح مسلح ہو کر جانا۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں تمہیں وہاں پہنچ جانا چاہیئے۔"

عمران نے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ ہم پہنچ جائیں گے"۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

انھوں نے اپنے تین ساتھیوں سمیت ٹرکوں کی کھوکھلی میں شافٹوں میں چھپنے کی جگہ بنا لی تھی۔ انہوں نے انتہائی چُست لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور اس لباس کی خفیہ جیبوں میں مختلف سامان بھرا ہوا تھا۔ منہ پر جدید انداز کا گیس ماسک چڑھا ہوا تھا۔ آکسیجن کے لئے مخصوص انداز میں بنائے گئے پتلے تنگ لمبے سے ٹینک بنے ہوئے تھے۔ جو انہوں نے پشت پر باندھ رکھے تھے۔

ورکشاپ سے علی الصبح ہی ٹرک باہر نکالے گئے۔ اور پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رکے اور انہوں نے انہیں لوڈ ہوتا محسوس کیا۔

اس کے بعد جب ٹرک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ ریسرچ سنٹر کے گیٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ ایک بار پھر ٹرک روانہ ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ پھر رک گئے۔

اور پھر سامان ان لوڈ ہوتا انہوں نے محسوس کیا۔ تو طے شدہ منصوبے

کے تحت انہوں نے شافٹ کی سائیڈوں میں بنے ہوئے مخصوص خلانے کو ہٹا دیا۔ اور پھر جسم سکیڑتے ہوئے ان شافٹوں سے باہر آ گئے۔ خانے دوبارہ بند کر دیئے گئے۔

ٹرکوں کے نیچے رینگتے ہوئے وہ اکٹھے ہوئے اور چند ہی لمحوں بعد انتھونی نے گٹر کا وہ دہانہ ڈھونڈ ہی لیا۔ یہ دہانہ درمیانی ٹرک کے نیچے تھا۔

اس نے آہستہ سے دہانے پر موجود لوہے کے ڈھکن کے کنڈوں میں ہاتھ ڈالے اور انہیں زور سے جھٹکا دیا۔ دو تین زوردار جھٹکوں کے بعد دہانہ اٹھتا چلا آیا۔ اس نے اسے بڑی احتیاط سے ایک طرف رکھ دیا۔

نیچے سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ چنانچہ انتھونی نے باقی ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ اور ان تینوں کے نیچے اترنے کے بعد آخر میں انتھونی نیچے اترا اور اس نے اندر کھڑے ہو کر ڈھکن کو اٹھا کر بڑی احتیاط سے دوبارہ سوراخ پر جما دیا۔

اندر گٹر میں گھپ اندھیرا تھا۔ انتھونی نے پتلی سی ٹارچ نکالی اور اسے روشن کر لیا۔ گٹر کی تہہ میں زرد رنگ کا پانی بہہ رہا تھا۔ انہوں نے چونکہ ربڑ کے لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ اطمینان سے پانی میں اتر گئے۔

اور پھر پانی کی روانی کی مخالف سمت میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پورے گٹر میں زرد رنگ کی گیس پھیلی ہوئی تھی۔

اگر انہوں نے گیس ماسک نہ پہنے ہوئے ہوتے تو اب وہ شاید گٹر میں اترنے کے بعد دس بارہ سانسوں سے زیادہ سانس لینے کے قابل نہ رہتے۔

وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے

بعد انہیں گٹر کا دوسرا دہانہ نظر آیا تو انتھونی اس دہانے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔

اس نے اوپر چڑھ کر دونوں ہاتھوں سے ڈھکن کو زور سے دھکا دیا۔ اور دو تین زوردار جھٹکوں کے بعد ڈھکن اٹھتا چلا گیا۔ مگر انتھونی نے اسے ہاتھوں پر ہی سنبھالے رکھا اور پھر ڈھکن اس نے آہستگی سے ایک طرف رکھا اور سیڑھیاں چڑھ کر سر باہر نکالا۔

دوسرے لمحے گیس ماسک کے اندر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں وہ ایک چھوٹے سے کوارٹر کے صحن کے کونے میں تھا۔

وہ چند لمحے غور سے کوارٹر کے اندرونی حصے کو دیکھتا رہا مگر وہاں مکمل خاموشی طاری تھی۔ اس لئے وہ اوپر چڑھتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس کے پیچھے اس کے تینوں ساتھی بھی باہر آ گئے۔

انتھونی نے ڈھکن دوبارہ دہانے پر جما دیا۔ کیونکہ زرد زہریلی گیس اب آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگی تھی اور وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس گیس کے باہر پھیلنے سے معاملہ مشکوک ہو سکتا تھا۔

دہانہ بند کرنے کے بعد وہ چاروں محتاط انداز میں چلتے ہوئے اندرونی کمروں میں بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ کمرے خالی پڑے ہوئے ہیں مگر اندر موجود سامان سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی رہتا ضرور ہے۔

" فرانسس ——— تم باہر کا خیال رکھو۔ کہیں کوئی اچانک نہ آ جائے۔ ہم لباس بدل لیں۔ یہاں الماری میں چند لباس موجود ہیں"۔ انتھونی نے گیس ماسک اتارتے ہوئے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

نیچے گرتے ہی انتھونی نے ریوالور جیب میں رکھا اور جھک کر آنے والے کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

" شارلٹ ــــــ الماری میں رسی پڑی ہوئی ہے۔ اس کو مضبوطی سے باندھ دو" ــــــ انتھونی نے آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے تیز لہجے میں اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور شارلٹ لپک کر الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے رسی نکالی اور پھر اس رسی کی مدد سے اس نے بڑی مہارت سے آنے والے کو کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔

پھر انتھونی آگے بڑھا اور اس نے کرسی پر بندھے ہوئے بے ہوش آدمی کی بڑی مہارت سے تلاشی لینی شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے آنے والے کی جیب سے ایک چھوٹا سا ریوالور اور ایک شناختی کارڈ نکال لیا۔ شناختی کارڈ پڑھتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

" اوہ ــــــ ویری گڈ ــــــ یہ اسسٹنٹ سیکورٹی آفیسر ہے اور اس کے پاس سپیشل پاس ہے۔ یہ لیبارٹری کے ہر حصے میں جا سکتا ہے ویری گڈ ــــــ یہ تو بیحد کام کا آدمی ہے ــــــ گر کا دیانہ واقعی سیکورٹی والے کوارٹر میں ہونا چاہیئے تھا" ــــــ انتھونی نے بڑے مسرت بھرے انداز میں کہا۔

اس کی نظریں کارڈ پر جمی ہوئی تھیں لیکن چند لمحوں بعد وہ یکلخت اچھل پڑا۔

" اوہ ــــــ اوہ ــــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے ــــــ یقیناً ایسا بھی

اور وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

انتھونی نے الماری کھول کر اس میں سے مختلف لباس نکالے، وہ تقریباً انہیں پورے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے جسم سے چپٹے ہوئے چست لباسوں کے اوپر ہی وہ لباس پہن لیے۔ ان لباسوں کو پہننے کا مقصد یہی تھا کہ وہ منفرد محسوس نہ ہوں۔

گیس ماسک انہوں نے الماری کے نیچے والے خانے میں موجود جوتیوں کے ڈبوں میں چھپا دیئے تھے۔ جبکہ یہ گیس سلنڈر پلنگ کے نیچے کھسکا دیئے تھے۔

اس طرح بظاہر انہوں نے اپنے فوری شناخت کے تمام نشانات چھپا دیئے تھے۔

" فرانسس کو بلاؤ ــــــ وہ بھی لباس بدل لے" انتھونی نے دوسرے ساتھی سے کہا۔

اور پھر فرانسس بھی اندر آ گیا جبکہ انتھونی خود باہر چلا گیا

تھوڑی دیر بعد اسے بیرونی دروازے کا لاک کھلتا ہوا محسوس ہوا تو وہ جھپٹ کر اندر آ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

اب تیز تیز قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی

اور پھر دروازہ کھول کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ انتھونی تو پہلے ہی تاک میں تھا۔ اس کا ریوالور والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور آنے والے کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا۔ وہ آگے کی طرف جھکا اور انتھونی کا ہاتھ دوسری بار حرکت میں آیا۔ اور اس بار کی چوٹ نے انتھونی کا مقصد پوری طرح حل کر دیا۔ آنے والا بے ہوش ہو کر نیچے گر گیا تھا۔ اس کے

ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ انتھونی کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کیا ہو سکتا ہے باس"۔۔۔۔۔ شارلٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ سیکورٹی کارڈ اور پاس کل کی تاریخ میں جاری شدہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس آدمی کو کل رکھا گیا ہے۔۔۔۔۔ ادھر کو باسم نے بتایا تھا کہ انٹیلیجنس والے ڈونی بل کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ تو یہ یقیناً انٹیلیجنس کا آدمی ہو گا۔ اسے یہاں سیکورٹی اسسٹنٹ کے روپ میں رکھا گیا ہو گا"۔ انتھونی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔۔۔ پھر یہ یقیناً میک اپ میں ہو گا۔۔۔۔۔ انٹیلیجنس یا سیکرٹ سروس کے آدمی بغیر میک اپ کے سامنے نہیں آتے"۔ اس بار فرانسس نے کہا۔

"بالکل۔۔۔۔۔ بالکل۔۔۔۔۔ تمہارا خیال درست ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ ذرا میک اپ باکس نکالو۔ میں ابھی چیک کر لیتا ہوں"۔ انتھونی نے کہا۔

اور فرانسس نے ہپ پاکٹ سے ایک چھوٹا سا میک اپ باکس نکالا۔ اور انتھونی کی طرف بڑھا دیا۔

انتھونی نے اسے کھول کر اس میں سے ایک پتلی سی ٹیوب نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس میں سے نکلنے والی زرد رنگ کی کریم کی معمولی سی مقدار کرسی پہ بیٹھے ہوئے آدمی کے چہرے پر لگا کر پھیلانے لگا۔ پھر اس نے رومال سے زور زور سے اس آدمی کا چہرہ رگڑنا شروع کر دیا۔ اور بے ہوش آدمی کا میک اپ صاف ہونا شروع ہو گیا۔

اب وہاں ایک اور ہی شکل موجود تھی۔ واقعی فرانسس کا خیال درست نکلا۔

"یہ شخص حقیقتاً انٹیلیجنس یا سیکرٹ سروس کا آدمی ہے"۔ انتھونی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔۔۔ پھر اس کے پاس خطرے کا کاشن دینے کے لئے مخصوص ٹرانسمیٹر بھی تو ہونا چاہیئے"۔۔۔۔۔ انتھونی کے تیسرے ساتھی نے کہا۔ یہ رابرٹ تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ واقعی"۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر تلاشی لینی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ سیگرٹ لائٹر کی صورت میں ایک جدید انداز کا ٹرانسمیٹر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا

"اسے ہوش میں لے آؤ۔ اس سے اہم معلومات حاصل ہو سکتی ہیں ہو سکتا ہے یہ اکیلا یہاں نہ آیا ہو"۔ انتھونی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور فرانسس تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا ملحقہ غسلخانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا جگ تھا۔ اس نے جگ کا سارا پانی بے ہوش آدمی کے سر پر الٹ دیا۔ اور بے ہوش فرد نے جھرجھری لے کر آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی اس کا جسم تیزی سے کسمسایا مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کی حرکت رک گئی۔ کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ بندھا ہوا ہے۔ اور پھر اس کی نظریں اپنے سامنے کھڑے چار افراد پر جم گئیں جو اسے بغور دیکھ رہے تھے۔

"کون ہو تم" ——— انتھونی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"میں سیکورٹی آفیسر وقار ہوں ——— مگر تم کون ہو"۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے جو در حقیقت ٹائیگر تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا وقار والا میک اپ صاف ہو چکا ہے۔ اس لئے اب شناختی کارڈ پر درج نام بتانے کی ضرورت نہیں ہے"۔ انتھونی نے غراتے ہوئے کہا۔

"میک اپ ——— کیسا میک اپ"۔ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس نے یہ سمجھا تھا کہ شاید یہ فقرہ ڈاج دینے کے لئے کہا گیا ہے۔

"جاؤ، ڈریسنگ روم سے چھوٹا آئینہ لے آؤ اور اسے دکھاؤ"، انتھونی نے شارلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور شارلی مڑ کر غسلخانے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ چھوٹا آئینہ اٹھائے واپس آیا اور اس نے وہ آئینہ ٹائیگر کے سامنے کر دیا۔

دوسرے لمحے ٹائیگر کے منہ سے ایک طویل سانس نکلا۔ واقعی وہ اس وقت اصل شکل میں تھا۔

"اب یقین آ گیا ——— اب اصل نام بتا دو" ——— انتھونی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میرا نام فریدہے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"انٹیلیجنس میں تمہارا کیا عہدہ ہے"۔ انتھونی نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میرا انٹیلیجنس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں پرائیویٹ ملازم ہوں"۔ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ ملازم ——— کس کے ملازم ہو" ——— انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اپنے باس کا" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

مگر دوسرے لمحے اس کا منہ ایک جھٹکے سے بائیں طرف مڑتا چلا گیا۔ اور ساتھ ہی کمرہ تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ انتھونی نے پوری قوت سے ٹائیگر کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں صحیح جواب دو ورنہ بوٹیاں اڑا دوں گا"۔ انتھونی نے پوری قوت سے غصے میں چیختے ہوئے کہا

"میں نے غلط جواب تو نہیں دیا تھا۔ بہرحال یہ تھپڑ ادھار رہا۔ اور اس بات کو نوٹ کر لو کہ میں ادھار چکانے میں زیادہ دیر کرنے کا عادی نہیں ہوں"۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس" ——— اس سے پوچھ گچھ فضول ہے۔ اس کو ختم کر کے اس کی لاش کو گٹر میں پھینک دیتے ہیں اور ہم میں سے کوئی اس کا میک اپ کرے تو ہم کام کو آگے آسانی سے بڑھا سکتے ہیں"۔

فرانسس نے انتھونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ٹائیگر کے ذہن میں پہلی بار جھماکا سا ہوا۔ اسے اپنے کوارٹر کے صحن میں موجود گٹر کا دہانہ یاد آ گیا۔ اس نے اس گٹر کے سلسلے میں سیکورٹی چیف سے معلومات حاصل کی تھیں لیکن سیکورٹی چیف کی یہ بات سن کر وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ یہ گٹر سنٹر سے باہر نہیں جاتا۔

اور اب اسے یہ بھی یاد آ گیا تھا کہ دروازہ کھول کر اندر آتے ہوئے اس کی نظریں پانی کے ہلکے ہلکے نشانات پر بھی پڑی تھیں لیکن اس وقت اس نے ان پر توجہ نہ کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ لوگ گٹر کے ذریعے یہاں پہنچے ہیں۔ مگر گٹر جب سنٹر سے باہر ہی نہیں جاتا تو پھر یہ لوگ گٹر میں داخل کیسے ہوئے۔

"تم لوگ گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوئے ہو"۔ ٹائیگر نے اس بار خود ہی سوال کر دیا۔

"تمہیں سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ صرف جواب دو اور اب میں آخری سوال پوچھ رہا ہوں۔ اگر تم نے درست جواب دے دیا۔ تو ہو سکتا ہے ہم تمہاری زندگی کی ضمانت دینے پر غور کریں ورنہ ....."

انتھونی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹائیگر کو اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی درندگی سے ہی یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ واقعی اپنی بات پر عمل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

"پوچھو" ـــــــ ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا تعلق کس سے ہے"۔ انتھونی نے پوچھا۔

"علی عمران سے ـــــــ میں اس کا پرائیویٹ ملازم ہوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــــ مگر عمران تو مر چکا ہے ـــــــ پھر تم یہاں کیسے پہنچ گئے"۔ انتھونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے حکم دینے کے بعد مر گیا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کتنے ساتھی یہاں ہیں" ـــــــ انتھونی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"میں اکیلا یہاں آیا ہوں" ـــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"شارٹی اسے گولی مار دو ـــــــ یہ جھوٹ بول رہا ہے"۔ انتھونی نے بھڑک کر اپنے قریب کھڑے ہوئے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور شارٹی نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا مگر اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ باہر نکالتا اچانک کمرے میں ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور انتھونی اور اس کے ساتھی چونک اٹھے۔

"فرانسس اس کا منہ بند کر دو ـــــــ میں دیکھتا ہوں کہ کون ہے"۔ انتھونی نے کہا اور فرانسس تیزی سے آگے بڑھ کر چکر کاٹ کر کرسی کی پشت کی طرف سے آیا۔ اور اس نے دونوں ہاتھوں سے ٹائیگر کا منہ بھینچ لیا۔ اسی لمحے انتھونی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا"۔ انتھونی نے اپنا لہجہ ٹائیگر جیسا ہی بنا لیا تھا۔

مسٹر وقار ـــــــ آپ فوراً ڈاکٹر غوری کے پاس پہنچیں۔ وہ آپ کو یاد کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے سیکورٹی چیف کی آواز نکلی اور اسی لمحے ٹائیگر نے جو بڑھے ڈھیلے انداز میں کرسی پر بیٹھا تھا اچانک اپنے دونوں پیروں پر زور ڈالا اور کرسی کو اس نے پوری قوت سے پیچھے کی طرف دھکیلا اور کرسی کے جھٹکے کے ساتھ ہی وہ فرانسس سمیت پشت کے بل فرش پر جا گرا اور منہ آزاد ہوتے ہی اس نے زور زور سے اور چیخ چیخ کر کہا۔

"خطرہ ـــــــ خطرہ" ـــــــ ٹائیگر نے جان بوجھ کر زور زور سے چیخا تھا تاکہ آواز فون کے ذریعے دوسری طرف تک پہنچ جائے۔ اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا

کرنوں یقیناً سیکورٹی چیف یا ڈاکٹر عزری کا ہی ہوگا۔ کیونکہ اس کا تعلق براہ راست انہی دونوں افراد سے تھا۔

انتھونی چونکہ فرانسس کے بالکل پیچھے ہی کھڑا تھا۔ اس لئے فرانسس جھٹکا کھا کر اُچھلا اور انتھونی سے ٹکرا کر وہ بھی فرش پر جا گرا تھا۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

ٹائیگر نے نیچے گرتے ہی اپنے جسم کو زور سے جھکولا دیا اور پھر وہ قلابازی کھاتا ہوا کرسی سمیت ان دونوں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔

اور اس کا یہ جھکولا اس کی زندگی بچا گیا کیونکہ شارٹی اور روبرٹ نے بیک وقت اس پر فائر کیا تھا۔ لیکن لوہے کی اس کرسی کی پشت بھی مکمل لوہے کی چادر تھی۔ اس لئے گولیاں اس سے لگ کر اچٹ گئیں۔ ادھر فرانسس اور انتھونی نیچے گرتے ہی تیزی سے اچھلے تھے۔۔۔ اس لئے شارٹی اور اور فرانسس دوسری بار گولیاں نہ چلا سکے۔

ابھی تک کرسی کی پشت ان چاروں کی طرف تھی اور وہ اسی طرح فرش پر الٹی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ تیزی سے کرسی کی طرف لپکے۔ اور پھر انتھونی نے تیزی سے کرسی کو ایک جھٹکے سے سیدھا کیا مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھل پڑے۔ کیونکہ وہاں رسیاں ڈھیلی پڑی ہوئی تھیں۔ اور ٹائیگر غائب تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ حیرت کے اس جھٹکے سے نکلتے۔ اچانک بیڈ اٹھ کر زوردار جھٹکے سے ان چاروں سے ٹکرایا اور وہ چاروں ہی چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ بیڈ ان کے اوپر جا پڑا تھا۔ ان کے ہاتھوں سے ریوالور

بھی نکل گئے تھے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے بیڈ کو دوبارہ اُٹھا کر پھینکا مگر بیڈ کی دوسری طرف کھڑا ہوا ٹائیگر لمبی چھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا تھا۔ اس طرح وہ بیڈ کی زد سے بچ نکلا تھا۔

دراصل کرسی لٹتے ہی زوردار جھٹکے کی وجہ سے اس کے جسم اور کرسی کے گرد بندھی ہوئی رسیاں خود بخود ڈھیلی پڑ گئی تھیں۔ اور وہ ان کے درمیان سے کھسک کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

بندشوں سے نکلتے ہی وہ تیزی سے پلنگ کے نیچے رینگتا ہوا دوسری طرف گیا تھا اور اس نے پلنگ اٹھا کر ان پر دے مارا تھا۔

پلنگ کی زد سے باہر نکلتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ خود ان سے جا ٹکرایا۔ اور اس نے شارٹی اور روبرٹ دونوں کو دیوار کی طرف دھکیلنے کے ساتھ ساتھ تیزی سے پلٹا کھایا اور پھر انتھونی گھومتا ہوا اس کے دونوں بازوؤں کے حلقے میں آ کر اس کے سینے سے لگ گیا۔ مگر انتھونی نے پوری قوت سے گھٹنا موڑ کر اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان مارا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھٹکا دے کر ٹائیگر کو اپنے سر پر سے اٹھا کر سامنے فرش پر دے مارا۔

اتنی دیر میں فرانسس ریوالور اٹھا لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر ٹائیگر نے اسے گولی چلانے کی مہلت ہی نہ دی۔ اور نیچے گرتے ہی وہ چکنی مچھلی کی طرح تیزی سے پھسلا اور کسی بھاری چٹان کی طرح فرانسس کی ٹانگوں سے ٹکرایا۔

اور فرانسس کے جھٹکا کھا کر نیچے گرتے کے دوران اس نے اس کے ہاتھ میں سے نکلتا ہوا ریوالور جھپٹ لیا۔ اسی لمحے شارٹی اور روبرٹ اس

پر آپڑے۔ مگر ٹائیگر نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر دوسرے لمحے دو دھماکوں کے ساتھ ہی دو چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور ٹائیگر کے ریوالور سے نکلنے والی گولیوں نے شارلٹ اور رابرٹ دونوں کو ڈھیر کر دیا تھا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پر زوردار ضرب پڑی اور ریوالور ٹائیگر کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔

یہ لات فرانسس نے ماری تھی۔ ٹائیگر نے پلٹ کر اپنے پر آتے ہوئے فرانسس کی کمر پکڑنی چاہی۔ مگر فرانسس نے تیزی سے طرح دے کر وار بچایا۔ اور اس کا مکہ پوری قوت سے ٹائیگر کے سینے پر پڑا۔ اور ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس سینے میں ہی رک گیا ہو۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے جسم کو زور سے جھٹکا دیا۔ اور اس بار وہ فرانسس کا دوسرا مکہ بچا لینے میں کامیاب ہو گیا۔

اور اس نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنے اوپر جھکے ہوئے فرانسس کی گردن میں ڈالیں اور پھر وہ تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔

دوسری کروٹ سے کھٹک کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ فرانسس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار سٹین گن بردار سیکورٹی افسران تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ہاشم رضا چیف سیکورٹی آفیسر آگے تھا۔

"خبردار" ـــــ ہاشم رضا نے چیختے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹائیگر نے پلٹ کر دیکھا اور کمرے میں انتھونی کو نہ پا کر وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ انتھونی نہ جانے کس وقت کمرے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"آپ نے بڑی دیر لگا دی آتے آتے"۔ ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں سیکورٹی چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ـــــ آپ ـــــ مسٹر وقار ـــــ مگر آپ کا چہرہ"۔ ہاشم رضا نے چونکتے ہوئے کہا۔

وہ اجنبی چہرہ دیکھ کر شاید یہی سمجھا تھا کہ ٹائیگر بھی مجرموں میں سے ہے۔

"میرے چہرے کو چھوڑیں ـــــ چوتھا مجرم اور ان کا سرغنہ غائب ہے اسے تلاش کریں"۔ ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"چوتھا ـــــ مگر ہم تو باہر سے آئے ہیں۔ باہر تو کوئی نہیں ہے"۔ ہاشم رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ـــــ پھر وہ اسی کوارٹر میں چھپ گیا ہو گا"۔ ٹائیگر نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اسے تلاش کرو ـــــ آس پاس دیکھو"۔ سیکورٹی چیف نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ اور ہاشم رضا تیزی سے میز پر پڑے فون کی طرف لپکا جس کا رسیور نیچے لٹک رہا تھا۔ اس نے رسیور پکڑا اور کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ سیکورٹی"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہاشم رضا بول رہا ہوں ـــــ سارے سنٹر میں سیکورٹی کو ایمرجنسی بنیادوں پر الرٹ کر دو ـــــ ایک خطرناک مجرم کوارٹر نمبر تین سو تیرہ

سے فرار ہوا ہے۔ کسی بھی مشکوک آدمی کو گرفتار کر لیا جائے یا گولی مار دی جائے
ہاشم رضا نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔
اسی لمحے اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔
کوارٹر اور اس کے ارد گرد تو کوئی مشکوک آدمی نہیں ہے سر" ان میں سے ایک نے کہا۔
" ارد گرد پھیل جاؤ ——— ہر کوارٹر کی تلاشی لو۔ اسے ہر قیمت پر پکڑا جانا چاہیئے "
ہاشم رضا نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے واپس مڑتے چلے گئے۔
" یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ ہاشم رضا نے حیرت بھرے لہجے میں فرش پر پڑے ہوئے فرانسس، رشارڈ اور رد برٹ کی لاشوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
" گٹر کے ذریعے سے " ——— ٹائیگر نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
" گٹر کے ذریعے ——— وہ کیسے " ——— ہاشم رضا کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔
" میں نے بیڈ کے نیچے آکسیجن کے سلنڈر دیکھے ہیں ——— کیا اس گٹر کا کوئی دہانہ اسٹور میں بھی ہے " ٹائیگر نے کہا۔
" ہاں ہے ——— ہاشم رضا نے جواب دیا۔
" تو پھر یہ لوگ ٹرکوں میں کسی طرح چھپ کر اسٹور میں پہنچے ہیں اور وہاں سے گیس ماسک لگا کر وہ گٹر میں اتر کر اس کوارٹر میں پہنچے ہیں۔

انہوں نے مجھے بیہوش کر کے باندھ لیا تھا۔ مگر جب تمہارا فون آیا تو ان میں سے ایک آدمی نے پیچھے سے آکر میرا منہ دبا لیا اور میں نے اسی موقع سے فائدہ اٹھایا اور جھٹکا دے کر اسے پیچھے اچھال دیا۔ اس کے بعد قلابازی کھا کر کرسی الٹ گئی تو جھٹکے کی وجہ سے رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور میں ان میں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر ظاہر ہے یہاں جنگ تو ہونی تھی ——— اگر آپ چند لمحے پہلے پہنچ جاتے تو یہ سرغنہ نکل جانے میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔"
ٹائیگر نے مختصر لفظوں میں بات کو دہراتے ہوئے کہا۔
" میں کافی دور تھا جب فون پر تمہاری خطرہ چیخنے کی آواز سنائی دی بہرحال یہ آدمی یہاں سے نکل نہیں سکتا۔ لازماً پکڑا جائے گا۔ بے فکر رہو " ہاشم رضا نے قدرے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔
" انہوں نے میرا میک اپ صاف کر دیا ہے۔ ورنہ میں بھی اس کی تلاش میں نکلتا۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے مشکوک آدمی سمجھ کر تمہارے آدمی گولی مار دیں "
ٹائیگر نے کہا۔
" ہاں ——— یہ ٹھیک ہے ——— اس آدمی کے پکڑے جانے تک تم یہیں ٹھہرو۔ میں خود باہر جاتا ہوں۔ جب یہ آدمی پکڑا جائے گا۔ تو میں تمہیں خود آکر اپنے ساتھ لے جاؤں گا " ہاشم رضا نے کہا اور پھر سر ہلاتا ہوا وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
ٹائیگر ——— ہاشم رضا کے جانے کے بعد فرش پر پڑی ہوئی لاشوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس نے ان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے ان کے اندرونی لباس کی خفیہ

جیبوں سے سامان برآمد کیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں

ان لوگوں کے پاس انتہائی جدید ترین مگر انتہائی طاقتور اور خوفناک وائرلیس کنٹرولڈ بم موجود تھے۔

اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ سرغنے کے پاس بھی ایسے ہی بم موجود ہوں گے وہ فوری طور پر اس کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے فون کی طرف لپکا۔ اور سیکورٹی آفس کے نمبر گھمانے لگا۔

اس کی انگلیاں بجلی کی سی تیزی سے چل رہی تھیں۔

بالٹر نے عمران کی موت کی تصدیق کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی لیکن اسے کہیں سے بھی عمران کے متعلق کوئی خبر نہ مل سکی۔

اس نے عمران کے فلیٹ کی نگرانی کی لیکن عمران کو فلیٹ سے لیجایا جا چکا تھا۔ فلیٹ میں عمران کا باورچی موجود تھا۔ اور بالٹر عمران کے دوست کے روپ میں اس سے بھی پوچھ گچھ کر چکا تھا لیکن اس نے سلیمان کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی یہ محسوس کر لیا تھا۔ کہ عمران کو شدید بخار اور غشی کی حالت میں فلیٹ سے لے جایا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی۔

اس نے تمام ہسپتال چھان مارے لیکن یوں محسوس ہوتا تھا، جیسے عمران کا وجود اچانک ہی غائب ہو گیا ہو۔ کسی طرف سے کوئی خبر نہیں مل رہی تھی۔

اسے یہ تو یقین تھا کہ عمران کسی صورت زندہ نہیں بچ سکتا لیکن پھر

اس کی موت کا اعلان کیوں نہیں کیا گیا۔

اس بارے میں اسے شدید حیرت تھی۔ ادھر چیف باس بار بار اس سے فائنل رپورٹ طلب کر رہا تھا۔ مگر اسے فائنل رپورٹ دینے کے لئے کہیں سے مصدقہ خبر ہی نہیں مل رہی تھی۔

آج بھی وہ اسی سلسلے میں چیف باس کے طلب کرنے پر اس کے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔

چیف باس اس کی مخصوص صلاحیتوں کی وجہ سے اس سے عام ممبر جیسا سلوک نہ کرتا تھا۔ اس لئے بائم بڑے اطمینان سے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے چیف باس کے چہرے پر سرخی کی ہلکی سی تہہ چڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ پر بڑا جبر کر کے اپنے غصے کو روکے ہوئے ہو۔

"آخر عمران کہاں چلا گیا بائم ——— مجھے ہر لمحے اس سے خطرہ رہتا ہے"۔ چیف باس نے مرہلاتے ہوئے بائم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ——— عمران کی طرف سے خطرے والا تو ایک فیصد بھی امکان باقی نہیں رہ سکتا ——— اس نے بہرحال مرنا تو ہے ہی بلکہ اب تک تو اسے مرے ہوئے بھی دو روز گزر چکے ہوں گے۔ لیکن یہ لوگ نہ جانے کس مصلحت کے تحت اس کی موت کا اعلان نہیں کر رہے۔ یوں لگتا جیسے اسے خاموشی سے کہیں دفن کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہر شخص خاموش ہو گیا ہے۔ جیسے عمران نامی کوئی شخص کبھی اس دنیا میں وجود ہی نہ رکھتا ہو" ——— بائم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بائم ——— تمہاری صلاحیتیں اپنی جگہ بجا لیکن عمران ایک ایسی شخصیت ہے جس کی لاش سے بھی مجرموں کو خطرے کا امکان رہتا ہے اس لئے اس کی موت کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔ اس کے بغیر کسی صورت بھی مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا"۔ چیف باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس ——— آپ یوں سمجھئے کہ اس کی موت کی تصدیق ہو چکی ہے آپ اپنا مشن جاری رکھئے۔ کسی بھی وقت تصدیق ہو جائے گی۔ آخر وہ لوگ کب تک اس کی موت کو چھپائیں گے"۔ بائم نے جواب دیا۔

اب ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ بائم کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور باس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ——— مخصوص نمبر پر ایک کال آئی ہے۔ بولنے والا اپنی شناخت نہیں کرا رہا تھا۔ لیکن چونکہ اس نے ایچ۔ ایف کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے مجبوراً مجھے اس سے بات کرنی پڑی۔ اس کا لہجہ چونکہ بائم سے ملتا تھا اس لئے میں نے چیکنگ کے لئے پوچھا کہ کیا وہ بائم بول رہا ہے تو اس نے فوراً ہی تسلیم کر لیا کہ وہ بائم ہے اور چیف باس سے بات کر کے علی عمران کی موت کے بارے میں رپورٹ دینا چاہتا ہے ——— چونکہ میں چاہتا تھا کہ اس سے بات چیت کا سلسلہ جاری رہے تاکہ میں اس کے فون کی لوکیشن معلوم کر سکوں۔ اس لئے میں نے آپ سے بات کرانے کی حامی بھر لی ہے۔ آپ اس سے چند لمحے بات کریں تاکہ میں اس کی لوکیشن چیک کر سکوں"۔ دوسری

طرف سے کسی نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا ـــــ ٹھیک ہے لیکن کیا ایسا تو نہیں ہو جائے گا کہ اس طرح وہ بھی اس مخصوص نمبر کی لوکیشن چیک کر رہا ہو۔ کیونکہ ڈائرکٹری میں بھی تو یہ نمبر نہیں ہے"۔ چیف باس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ کو علم ہے باس کہ راجر کچے کام نہیں کرتا۔ میں نے اس فون نمبر کو قائم کرنے سے پہلے اس کا بندوبست کر لیا تھا۔ کوئی اگر اسے چیک بھی کرے تو اسے گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کا ہی پتہ چلے گا جسے ہم نے پہلے ہی فرضی نام سے خرید کر خالی چھوڑا ہوا ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں آپ بے فکر رہیں" ـــــ راجر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور چیف باس نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ راجر کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔

مشینری کے سلسلے میں راجر سے زیادہ ذہین سائنسدان شاید ہی اس دنیا میں موجود ہو۔

"ٹھیک ہے ـــــ بات کراؤ" ـــــ چیف باس نے جواب دیا۔

اور ساتھ ہی کلک کی ہلکی سی آواز رسیور میں آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ سلسلہ مل گیا ہے۔ اس نے میز پر پڑا ہوا رومال اٹھا کر مائیک پر رکھا اور بگڑے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

"یس باٹم ـــــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ چیف باس نے بات کرتے وقت سامنے بیٹھے ہوئے باٹم کو آنکھ سے اشارہ کر دیا جو اپنا نام سن کر چونک پڑا تھا۔

"چیف باس ـــــ علی عمران ختم ہو گیا ہے لیکن ابھی سرکاری طور

پر اس کو اوپن نہیں کیا جا رہا۔ مخصوص لیبارٹری میں اس کی لاش کو چیک کیا جا رہا ہے۔ بہرحال میں نے بڑی بھاگ دوڑ کے بعد اس کی موت کی تصدیق کر لی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ـــــ گڈ شو ـــــ یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اب تم واپس جانے کے لئے آزاد ہو" ـــــ چیف باس نے لہجے کو دانستہ پرمسرت بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ـــــ ویسے میری ضرورت مزید اگر پڑ سکتی ہو تو میں رک جاتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ مزید کوئی ضرورت نہیں ہو گی"۔ چیف باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

وہ دراصل جلد از جلد اس گفتگو کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

"اوکے باس" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے جواب دیا اور چیف باس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

اور پھر اس نے پھرتی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا نمبر دبا دیا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"راجر کو کہو مجھے فوراً رپورٹ کرے" ـــــ چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون تھا جو اپنے آپ کو باٹم کہہ رہا تھا۔" باٹم نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"جو بھی تھا، یقیناً ہمارے لئے خطرناک آدمی ہے۔ جسے نہ صرف اس

ملک میں ہماری تنظیم کی موجودگی کا علم ہے بلکہ وہ اس کا کوڈ ایچ۔ ایٹ بھی جانتا ہے۔ اور یہ انتہائی مخصوص نمبر بھی اس کے علم میں ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی علم ہے کہ عمران کی موت کا تعلق باشم سے ہے اور باشم کا تعلق ایچ ایٹ سے ہے۔" چیف باس نے بے اختیار رومال سے پسینہ پونچھتے ہوئے جواب دیا۔

" ایسا کون شخص ہو سکتا ہے" ——— باشم کے لہجے میں مزید حیرت ابھر آئی۔

" کیا تم علی عمران کا لہجہ پہچانتے ہو" ——— چیف باس نے اچانک پوچھا۔

" جی ہاں ——— اچھی طرح ——— میں نے کئی روز اس کی نگرانی کی ہے۔" باشم نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ چیف باس مزید کچھ کہتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور چیف باس نے رسیور اٹھا لیا۔

" راجر بول رہا ہوں جناب ——— میں نے ٹیلیفون کی لوکیشن کا پتہ چلا لیا ہے۔ یہ ٹیلیفون گراہم ہل روڈ کی عمارت نمبر چوبیس میں نصب ہے۔ میں نے اس عمارت کو بھی مزید چیک کیا ہے۔ اس عمارت میں براہ راست ٹیلی فون نہیں ہے بلکہ اس کے باوجود ایک پبلک فون بوتھ موجود ہے۔ کال اسی پبلک فون بوتھ سے کی گئی ہے۔" راجر نے کہا۔

" اوہ ——— اس کا مطلب ہے بولنے والا پہلے سے ہی اس سلسلہ میں محتاط تھا۔" چیف باس نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

" جی ہاں ——— معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ——— لیکن سوال یہ ہے کہ آخر تھا یہ کون اور اسے اس مخصوص نمبر کا علم کیسے ہوا۔" راجر نے کہا۔

" یہ بات بعد میں سوچیں گے ——— تم ایسا کرو کہ فوری طور پر کوہاہم سے کہو کہ وہ اپنے آدمی لے کر گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کو گھیر لیں۔ ہو سکتا ہے ہماری طرح اس آدمی نے بھی لوکیشن چیک کی ہو۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر یقیناً" گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کو چیک کرے گا۔ وہاں جو بھی پہنچے اسے زندہ یا مردہ ہر حالت میں ہیڈ کوارٹر نمبر تھری میں پہنچا دیا جائے۔ اور ان کی سخت ترین نگرانی کی جائے۔" چیف باس نے کہا۔

" بہت بہتر جناب ——— میں ابھی آرڈرز بھجواتا ہوں۔" راجر نے کہا۔

" تم نے فون ٹیپ تو کیا ہو گا۔" چیف باس نے پوچھا۔

" جی ہاں۔ کیا ہے۔" راجر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" آرڈرز بھجوا کر ٹیپ سمیت میرے پاس آجاؤ۔" چیف باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار تھے۔

" آپ کا خیال ہے کہ یہ بولنے والا خود عمران تھا۔" باشم نے پوچھا۔

" ہاں ——— میرا خیال یہی ہے ——— کیونکہ اس ملک میں وہی ایسا خطرناک آدمی ہو سکتا ہے جو اس حد تک پہنچ جائے۔" چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" چیف باس ——— آپ یقین کریں کہ عمران کو میں نے نیلیا فیور کا جرثومہ منتقل کر دیا ہے اور اسے بخار کے بعد غشی بھی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اس کے بعد اس کا زندہ بچ جانا ناممکن ہے۔ قیامت تو آ سکتی ہے لیکن نیلیا فیور کا علاج نہیں ہو سکتا۔" باشم نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ہاشم لیکن دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی ہو سکتا ہے کسی اتفاق کی وجہ سے اس کا علاج ڈھونڈ لیا گیا ہو یا ابھی میں کوئی ایسی شخصیت موجود ہو جو اس کا علاج جانتی ہو جس نے اس پر ریسرچ کی ہو اور جسے تم نہ جانتے ہو۔" چیف باس نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے، جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس دنیا میں صرف ایک آدمی ایسا ہے جس نے پرائیویٹ طور پر فیلیا فیوزر پر ریسرچ کی تھی اور وہ ماریطینہ کا ڈاکٹر آلیو ہے۔ بس اس کے سوا اور تو کسی کو اس کے متعلق علم بھی نہیں ہے۔ اور وہ ایک گمنام سا آدمی ہے۔ اس نے اپنی اس ریسرچ کا کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ مجھے بھی بس اتفاق سے اس کے متعلق علم ہوا تھا۔ علاج جاننا تو اس کے بس کا روگ بھی نہیں اور اگر ہو بھی سہی تو اس کا یہاں کیا کام۔" ہاشم نے کہا۔

"بہرحال ابھی پتہ چل جائے گا ——— ٹیپ آ رہا ہے تم اسے سن لو اور غور کر کے مجھے بتاؤ کہ کیا واقعی یہ علی عمران کی آواز ہے یا نہیں۔" چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کیسٹ ریکارڈ تھا۔

"آؤ راجر ——— بیٹھ جاؤ ——— کہ باہم کو آرڈرز دے دیئے ہیں۔" چیف باس نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کا لہجہ بے حد دوستانہ تھا کیونکہ وہ راجر کی صلاحیتوں کا مداح تھا۔ اور اسے ہائی فائی کا دماغ کہا کرتا تھا۔ اور ویسے بھی راجر ہائی فائی ہیڈکوارٹر کا انچارج تھا۔ اور اس کی سائنسی صلاحیتوں کی وجہ سے آج تک دنیا کی کوئی تنظیم ہائی فائی کے ہیڈکوارٹرز کا سراغ نہ لگا سکی تھی۔

"جی ہاں ——— وہ مشن پر چلا گیا ہوگا۔" راجر نے ٹیپ ریکارڈر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس میں اس آدمی کی آواز کا ٹیپ ہے۔" چیف باس نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— کیا سناؤں" ——— راجر نے جواب دیا۔

"ہاں ——— ہاشم کو سناؤ۔" چیف باس نے کہا۔

اور راجر نے ریکارڈ کا بٹن آن کر دیا۔ اور کمرے میں عمران کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ علی عمران کی موت کی اطلاع دے رہا تھا۔ ہاشم بڑے غور سے آواز سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ شکنوں کا جال پھیلتا جا رہا تھا۔

جب بات ختم ہو گئی تو راجر نے ریکارڈر آف کر دیا۔

"لہجہ اور آواز تو تقریباً عمران سے ملتی ہے ——— لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے۔" ہاشم نے الجھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی تصدیق بھی ہو جاتی ہے ——— میں نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے اس کا فوٹو اور آواز کا ٹیپ منگوایا ہوا ہے۔ مجھے عمران کے متعلق تفصیل معلومات بھی ملی تھیں۔"

چیف باس نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر ڈائل کیا۔

"یس ——— اسٹور ہاؤس۔" دوسری طرف سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

"کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے جو ٹیپ ملا تھا وہ اسٹور میں ہے۔"

چیف باس نے کہا۔

"یس باس ـــــ موجود ہے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"وہ میرے کمرے میں بھجوا دو"۔ چیف باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان ہاتھ میں ایک پیکٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں پیکٹ لا کر باس کے سامنے میز پر رکھا اور خود تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"اسے سنواؤ" ـــــ چیف باس نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور راجر نے سر ہلاتے ہوئے پیکٹ اٹھایا۔ اسے کھول کر اس میں سے کیسٹ باہر نکالا اور پھر ریکارڈر میں سے پہلا کیسٹ نکال کر اس نے ریکارڈر میں آنے والا کیسٹ لگایا۔ اسے گھما کر ایڈجسٹ کیا اور اس کے بعد ریکارڈر کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے کمرے میں عمران کی آواز گونجنے لگی۔ وہ کسی سے بات چیت میں مصروف تھا۔ تقریباً دو منٹ تک اس کی گفتگو چلتی رہی اور ختم ہونے پر راجر نے ہاتھ بڑھا کر ریکارڈر روک دیا۔

"یہ تو واقعی علی عمران کی آواز ہے باس۔ لیکن مجھے پھر بھی یقین نہیں آ رہا"۔

باٹم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں سخت حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ علی عمران نہ صرف زندہ ہے بلکہ وہ ایکسٹو کی راہ پر بھی لگ چکا ہے"۔ چیف باس نے انتہائی تشویش زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"باس ـــــ انتھونی مشن پر پہنچ تو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے ہم جلد ہی مشن مکمل کر لیں۔ پھر ہم خاموشی سے نکل چلیں گے"۔ راجر نے کہا۔

"ہاں ـــــ اب تمام توقعات انتھونی سے وابستہ ہیں۔ وہ انتہائی ذہین اور دلیر آدمی ہے ـــــ وہ ضرور کامیاب لوٹے گا۔ لیکن اب ہمیں کسی صورت سیکرٹ سروس سے بے خبر نہیں رہ سکتے"۔ چیف باس نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"چیف باس ـــــ میں نے سیکرٹ سروس کو قبضے میں کرنے کے لئے ایک چکر چلایا ہوا ہے۔ اگر داؤ لگ گیا تو بات بن جائے گی"۔ راجر نے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں"۔ چیف باس نے سیکرٹ سروس کے بارے میں سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ سوئٹزر لینڈ میں ایک بار مجھے ایک آدمی ملا تھا اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کی منگیتر جولیانا فٹز واٹر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرگرم کارکن ہے۔ اس نے مجھے اس کا پتہ بھی بتایا تھا تاکہ اگر میں کبھی پاکیشیا جاؤں تو اس کے پاس مہمان ٹھہروں ـــــ وہ پتہ میری ذاتی ڈائری میں لکھا ہوا پڑا تھا۔ اتفاق سے ڈائری دیکھتے ہوئے وہ پتہ سامنے آیا تو میں چونک پڑا اور مجھے اس آدمی کی بات یاد آ گئی۔ حالانکہ میں کافی عرصہ گزر جانے کی وجہ سے اسے بھول چکا تھا۔ میں نے پتہ کرایا تو واقعی اس فلیٹ میں ایک غیر ملکی لڑکی جولیانا نامی رہتی تھی۔

چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی۔ اس پر میں نے یہاں کے دارالحکومت

راجو اور مارٹن ہائر کئے تاکہ وہ اس جولیا کو اغوا کر کے مجھے اطلاع دیں ان میں سے ایک شخص جولیا کو جانتا تھا۔ اس نے بتایا کہ لڑکی بے حد خطرناک ہے اور وہ اسے عام لڑکی کے انداز میں اغوا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ میں نے انہیں دو روز کا وقت دیا ہے ــــــ لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی"

راجر نے تفصیل سے بیان دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ راجر یہ تم نے کیا حماقت کی ہے ــــ اگر تمہیں سیکرٹ سروس کے کسی رکن کا علم ہو گیا تھا۔ تو تمہیں تنظیم کے آدمیوں کو اس کام پر لگانا چاہیئے تھا۔ ہمارے پاس اس وقت کافی کارکن موجود ہیں۔ بدمعاشوں کے قابو میں اگر سیکرٹ سروس کے ارکان آجائیں تو پھر تو سارے مسئلے نہ حل ہو چکے ہوتے"

چیف باس نے غصے سے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری باس ــــ دراصل میں تو اپنے ایف کو براہ راست سیکرٹ سروس سے ملوث نہ کرنا چاہتا تھا" راجر نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تمہارا آئیڈیا تو درست تھا لیکن اب دیکھو سیکرٹ سروس ایچ ایف کی راہ لگ چکی ہے ــــ اس لئے اب ان بدمعاشوں کو راہ سے ہٹا دو۔ ہمیں فوراً اس لڑکی جولیا کو اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کر لی چاہئیں۔ تاکہ ہم علی عمران اور سیکرٹ سروس پر کوئی کاری ضرب لگا سکیں۔

چیف باس نے کہا۔

"بہتر جناب ــــ میں ابھی ان بدمعاشوں سے بات کرتا ہوں اور انہیں روک دیتا ہوں" ــــ راجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکا لیا۔ رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر گھمائے

"یس ــــ جمنی کلب" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کرخت سی آواز ابھری۔

"راجو اور مارٹن دونوں میں سے جو بھی موجود ہو، بات کراؤ۔ میں پامر بول رہا ہوں"۔ راجر نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"دونوں ہی موجود ہیں ــــ میں بلاتا ہوں"

دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کسی کی زور سے مارٹن کو پکارنے کی آواز سنائی دی۔

ابھی آ رہا ہے جناب ــــ ہولڈ کریں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

"یس ــــ مارٹن سپیکنگ" ــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مارٹن ــــ راجو کہاں ہے" ــــ راجر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی موجود ہے ــــ کیوں"۔ مارٹن نے پوچھا۔

"میرا کام ہو گیا ہے یا نہیں"۔ راجر نے مبہم سے لہجے میں پوچھا۔

"ابھی نہیں ہوا۔ البتہ جلد ہو جائے گا" ــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"پھر ایسا کرو کہ تم دونوں مجھے مل لو۔ میں نے اس کام کے بارے میں تفصیلی گفتگو کرنی ہے اور ایک نیا کام بھی دینا ہے۔ نئے کام کا بھاری معاوضہ پیشگی ادا کروں گا"۔ راجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— کہاں ملیں"۔ مارٹن نے پوچھا۔

"گراسس کلب سے ملحقہ کوٹھی میں آجاؤ ——— وہاں دربان سے میرا نام لینا کہ ہم نے مسٹر پاپر سے ملنا ہے۔ وہ تمہیں اندر لے آئے گا۔ لیکن تم نے جلدی آنا ہے۔ کام انتہائی ضروری اور ایمرجنسی نوعیت کا ہے ——— اور ساتھ یہ بھی خیال رہے کہ رازداری شرط ہے"۔ راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب"——— مارٹن نے اس بار مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ——— آدھے گھنٹے بعد پہنچ جانا ——— میں انتظار کروں گا ——— گڈ بائی"——— راجر نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا بات ہوئی راجر"——— چیف باس نے گفتگو ختم ہوتے ہی پوچھا۔

"باس ——— یہ مارٹن وہ نہیں ہے جس سے پہلے میں نے گفتگو کی تھی۔ اس کا لہجہ اور تھا جبکہ اس کا لہجہ اور ہے۔ گو اس نے اس کے لہجے کی نقل کرنے کی کوشش ضرور کی ہے لیکن بہر حال واضح فرق موجود تھا۔ اس لئے میں نے انہیں ہیڈ کوارٹر نمبر تھری میں بلا لیا ہے تاکہ وہاں صحیح پتہ کیا جا سکے کہ اصل چکر کیا ہے"——— راجر نے کہا۔

"اوہ ——— اگر یہ بات ہے تو پھر سمجھو کہ یہ بھی سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے ——— ان بدمعاشوں کا حملہ ناکام رہا ہوگا یا وہ مارے گئے ہوں گے اور سیکرٹ سروس والوں نے کلیو حاصل کرنے کے لیے ان کا روپ دھار لیا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو یہ ہمارے لئے بہت اچھا رہے گا۔ ہم ان سے مزید کلیو حاصل کر سکتے ہیں۔ تم ہیڈ کوارٹر تھری کو مطلع کر دو کہ وہ پوری احتیاط سے ان پر ہاتھ ڈالیں۔ اور خاص طور پر ان کے تعاقب کا خاص خیال

رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ سیکرٹ سروس والے ان کی نگرانی کر رہے ہوں اور اس طرح وہ ہمارے ہیڈ کوارٹر پر ہی ریڈ کر دیں"۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"او کے سر ——— پھر مجھے اجازت دیں۔ جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں اطلاع کر دوں گا"۔ راجر نے کہا۔

"ہاں ——— اور اگر کوبا ہم کی طرف سے گلستان کالونی والی کوٹھی کے سلسلے میں کوئی اطلاع ملے تو مجھے ضرور مطلع کرنا ——— وہ علی عمران انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ میں اس سے خود نمٹنا چاہتا ہوں"۔ چیف باس نے کہا۔

"بہتر سر"——— راجر نے کہا اور ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اور سنو راجر"——— چیف باس نے اچانک کچھ یاد کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"——— راجر نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"انتھونی کی طرف سے جیسے ہی اطلاع ملے مجھے فوراً مطلع کیا جائے۔ وہ سب سے اہم کام ہے"۔ چیف باس نے کہا۔

"یس باس"۔ راجر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم بھی فی الحال آرام کرو باٹم ——— ہیڈ کوارٹر سے باہر نہ جانا۔ ورنہ وہ علی عمران تم پر ہاتھ ڈال دے گا"——— چیف نے سامنے بیٹھے ہوئے باٹم سے کہا اور باٹم اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویسے مجھے حیرت ہے باس ....." باٹم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے

کہا۔

" تم فی الحال اپنی حیرت کو اپنے پاس ہی رکھو۔ مجھے اور بھی کام نمٹانے ہیں" چیف باس نے تلخ لہجے میں کہا
اور باتھم خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

انتھونی نے صورت حال کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ اب معاملہ اس کے کنٹرول سے باہر ہو گیا ہے اور ٹائیگر اس کے ساتھیوں سے لڑنے میں مصروف ہے تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا۔ وہ دوڑ کر برآمدے میں پہنچا، اس نے دروازہ کھلنے اور چند مسلح افراد کے اندر آتے دیکھا، وہ جھپٹ کر ساتھ والے دروازے میں گھس گیا۔ اور دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔
آنے والے پانچ چھ افراد تھے۔ جنہوں نے سیکورٹی کی یونیفارم پہن رکھی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔
وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے اس کمرے کی طرف دوڑتے چلے گئے

جدھر سے انتھونی نکلا تھا۔
آخری آدمی کے اندر جاتے ہی انتھونی برق رفتاری سے باہر نکلا اور پھر محتاط انداز میں دوڑتا ہوا صحن پار کر کے کوارٹر سے باہر نکل آیا۔
باہر آتے ہی وہ تیزی سے ایک گلی میں گھستا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اسی طرح مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ کوارٹروں کی کالونی سے نکل کر ایک دوسری کالونی میں آ گیا جہاں بڑے بڑے بنگلے نما مکان بنے ہوئے تھے۔
ایک بنگلہ اسے تاریک نظر آیا تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس کی چھوٹی چھوٹی باڑ پھلانگتا ہوا اندر گھستا چلا گیا۔
بنگلے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس کی روشنیاں بھی گل تھیں انتھونی کو فوری طور پر چھپنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی جگہ دکھائی نہ دی اور وہ تیزی سے ایک کمرے میں گھستا چلا گیا۔
یہ لائبریری تھی۔ جس میں بڑی بڑی الماریوں میں کتابیں بھری ہوئی تھیں ایک طرف بڑی رائٹنگ ٹیبل پڑی تھی۔ جس پر چند فائلیں بڑے سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں۔ خوبصورت سا ٹیبل لیمپ بھی موجود تھا۔
انتھونی نے ان فائلوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ پنسل ٹارچ کی مدد سے وہ بڑی آسانی سے اپنا کام کر رہا تھا۔ لیکن یہ فائلیں اس کی سمجھ میں ہی نہ آئیں۔ کیونکہ وہ کسی نامانوس سی اشاراتی زبان میں لکھی گئی تھیں۔
انتھونی نے میز کی درازوں کی تلاشی لی لیکن وہاں سے کچھ بھی نہ نکلا تو اس کی توجہ کتابوں کی طرف ہو گئی۔ کتابیں سائنس کے مضمون پر تھیں۔
ابھی وہ کتابوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک باہر کار کے ٹائر چیخنے اور

پھر کار رکنے اور کار کا گیٹ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

انتھونی چوکنا ہوگیا۔ اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک بڑی سی الماری کے پیچھے اسے چھپنے کی جگہ نظر آگئی۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے چھپتا چلا گیا۔

اب قدموں کی آواز اندر آتی سنائی دے رہی تھی، اور پھر چٹ کی آواز سے اس کوٹھی کی بتیاں جل اٹھیں۔ شاید مین سوئچ آن کیا گیا تھا۔

کار کے ٹائر ایک بار پھر چرچرائے تھے۔ وہ شاید گھوم کر واپس جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شکنوں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ جیسے وہ کسی خاص پریشانی کا شکار ہو۔

اس نے کوٹ اتار کر بڑی لاپرواہی سے ایک کرسی پر پھینکا اور رائٹنگ ٹیبل کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس نے میز کی ٹاپ کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو ٹاپ کے اندر سے ایک دراز سی نکلتی چلی آئی۔ اس نے دراز میں سے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا ٹیلی فون اٹھا کر باہر میز پر رکھ دیا۔ اس فون کے ساتھ کوئی تار منسلک نہیں تھی۔ یہ وائرلیس کی لہروں پر کام کرتا تھا۔ فون کے ڈائل پر نمبروں کی بجائے شعبوں کے کوڈ درج تھے۔

اس نے رسیور اٹھا کر ایک ابھرا ہوا ٹکڑا دبا دیا۔

"ڈاکٹر غوری سپیکنگ ——— میں کوٹھی پر موجود ہوں ——— کوئی ایمرجنسی ہو تو مجھے فوراً مطلع کر دینا۔"

کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر کرسی سے اٹھ کر کتابوں والی الماری کی

طرف بڑھنے لگا۔

اس نے ایک کتاب نکالی اور واپس کرسی پر بیٹھ کر اس نے کتاب کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہوگیا۔

انتھونی جو ایک الماری کے پیچھے چھپا کھڑا تھا۔ ڈاکٹر غوری کا نام سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ قسمت اس کا ساتھ دے رہی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ سنٹر کا انچارج ڈاکٹر غوری ہی ہے۔ اور اب قدرت نے خود بخود اسے سنٹر کے اہم ترین آدمی سے ٹکرا دیا تھا۔

ڈاکٹر غوری دروازے کی طرف پشت کئے کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ انتھونی خاموشی سے الماری کے پیچھے سے نکلا اور دبے قدموں ڈاکٹر غوری کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر غوری کو اس کی آمد کا احساس تک نہ ہوا۔ ڈاکٹر غوری کے سر پر پہنچ کر انتھونی نے ہاتھ اٹھایا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔

اس کا مکہ پوری قوت سے ڈاکٹر غوری کی کنپٹی پر پڑا۔ پٹاخہ چھوٹنے کی سی آواز پیدا ہوئی اور ڈاکٹر غوری کراہتا ہوا کرسی سمیت مخالف سمت میں فرش پر جا گرا۔

اس کا جسم نیچے گرتے ہی ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ مخصوص جگہ پر لگنے ہوئے ایک پُر قوت مکے نے اس کے دماغ پر اندھیرے پھیلا دیئے تھے۔

ڈاکٹر غوری کے نیچے گرتے ہی انتھونی تیزی سے جھپٹا اور پھر اس نے بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر غوری کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا۔ کرسی سیدھی کی

اور دوسرے لمحے وہ کمرے کے کونے میں موجود باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ باتھ روم کا دروازہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔

باتھ روم میں داخل ہو کر اس نے ڈاکٹر غوری کو ایک طرف لٹایا اور پھر خود باہر نکل آیا۔ باہر آ کر اس نے سب سے پہلے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ اور پھر میز پر سے وائرلیس فون اٹھا کر وہ واپس باتھ روم میں آ گیا۔

اس نے فون تیزی سے ایک طرف رکھا اور پھر اس نے تیزی سے اپنا اوپر والا لباس اتار دیا۔ جو اس نے کوارٹر کی الماری سے نکال کر پہنا تھا۔ اس کے بعد اس نے بڑی پھرتی سے ڈاکٹر غوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر غوری کا لباس اتار کر اس نے اپنے چست لباس کے اوپر پہنا۔ ڈاکٹر غوری چونکہ قد و قامت میں تقریباً اس کے برابر تھا اس لئے لباس اسے فٹ آ گیا۔

پھر اس نے اپنے لباس کی جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکالا اور اس میں سے مختلف قسم کی ٹیوبیں نکال کر اس نے باتھ روم کے آئینے کی مدد سے اپنے چہرے پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اس نے بالوں، چہرے، ہاتھوں اور پیروں کا رنگ ڈاکٹر غوری جیسا کر لیا۔ چہرے کے خدوخال بھی ڈاکٹر غوری جیسے ہوتے چلے گئے۔ اور دس منٹ مزید بعد وہ بالکل ڈاکٹر غوری جیسے حلیئے میں آ چکا تھا۔ جب اس نے پوری طرح اطمینان کر لیا تو اس نے کمرے سے رسی لا کر ڈاکٹر

غوری کے ہاتھ اور پیر بڑی مہارت سے باندھ دیئے۔ منہ میں رومال ڈال کر اس نے دوسرا رومال اچھی طرح اس کے منہ پر باندھ دیا۔

پھر اس نے ڈاکٹر غوری کو اٹھا کر ایک کونے میں ڈال دیا۔ اور خود وائرلیس ٹیلیفون اٹھائے باتھ روم سے باہر نکل آیا۔ اس نے باہر سے اس کا لاک لگا دیا۔ اور خود تیزی سے اس رائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ میز کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹیلیفون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

انہوں نے فون میز پہ رکھا اور پھر اس کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ ڈاکٹر غوری سپیکنگ" ـــــ انہوں نے ڈاکٹر غوری کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاشم بول رہا ہوں جناب ـــــ ایک انتہائی اہم مسئلہ پیش آ گیا ہے ـــــ چار غیر ملکی ایجنٹ سپلائی ٹرکوں کے ذریعے کالونی سنٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ اسٹور کے نیچے سے گزرنے والے گٹر کے ذریعے کالونی میں پہنچ گئے۔ جہاں ایکسٹو کا بھیجا ہوا آدمی رہتا ہے انہوں نے وہاں وقار کو قابو میں کر لیا ـــــ ادھر میں نے وقار کو فون کیا تو وہ چیخ کر ہمیں خطرے سے آگاہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہمارے پہنچنے تک وہ تین افراد کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر چوتھا مجرم فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور باوجود تلاش کے وہ کہیں بھی نہیں ملا۔ ہم نے سنٹر کا کونہ کونہ چھان مارا ہے لیکن مجرم کا کہیں پتہ بھی نہیں چل رہا۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ فضا میں تحلیل ہو گیا ہو"۔

دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجرم اندر آئے اور غائب ہو جائے۔ وہ جادو تو نہیں جانتا تھا۔ ضرور کہیں نہ کہیں چھپا ہوا ہو گا۔" انتھونی نے سخت اور انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔ اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ لیبارٹری کی رہائشی کالونی کا ایک ایک کوارٹر اور ایک ایک کوٹھی کی تلاشی لیں۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ آپ کو اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم کر لوں کہ آپ اپنی کوٹھی میں موجود ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ مجرم آپ کی کوٹھی خالی دیکھ کر اس میں چھپ گیا ہو۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس وقت وہ مجرم فرار ہوا ہے۔" انتھونی نے پوچھا۔

"تقریباً پون گھنٹہ ہوا ہے۔" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں تو یہاں ایک گھنٹے سے موجود ہوں ——— یہاں تو کوئی نہیں آیا۔" انتھونی نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— آپ بہرحال محتاط رہیں جیسے ہی مجرم پکڑا گیا، میں آپ کو فون کر دوں گا۔" ہاشم رضا نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن میرے ذہن میں ایک اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے مجرم انتہائی ذہین اور دیدہ دلیر معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایم ایچ وی کا فارمولا لے اڑے تو پھر ہم کہیں کے بھی نہ رہیں گے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ فارمولا اسپیشل سٹور سے نکال کر میں اسے مجرم کے پکڑے جانے تک وزارت سائنس کے اسپیشل سٹور میں جمع کرا دوں تاکہ کم از کم اس طرف سے تو اطمینان رہے۔" انتھونی نے کہا۔

"سر ——— میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مجرم چاہے

کتنا ہی ذہین اور دلیر کیوں نہ ہو وہ اسپیشل سٹور تک نہیں پہنچ سکتا۔" ہاشم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے لیکن تم خود سوچو، لیبارٹری میں داخل ہونا بھی تو ناممکن تھا۔ لیکن وہ نہ صرف داخل ہو گئے بلکہ ایک غائب بھی ہے۔" انتھونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" ہاشم رضا نے اپنی کوتاہی سامنے آتے ہی ہتھیار ڈال دیئے۔

"ایسا ہی مناسب رہے گا ——— کم از کم مجھے اطمینان رہے گا۔" انتھونی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے ذہن میں وہ معلومات گھوم رہی تھیں جو یہاں کے سائنسدان سبطین نے انہیں مہیا کی تھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ کام اس طرح ہو کہ کسی کو شک بھی نہ پڑ سکے اور وہ فارمولا لیکر لیبارٹری سے بھی باہر نکل جائے۔

اسے دراصل خطرہ اس سیکرٹ سروس کے آدمی وقار سے تھا۔ جس نے چند لمحوں میں ہی ساری گیم پلٹ دی تھی۔ یہ تو انتھونی کی قسمت تھی کہ وہ نہ صرف بروقت وہاں سے نکل آیا بلکہ اتفاق سے ڈاکٹر سٹوری کی کوٹھی میں آ پہنچا۔

بہرحال چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے فیصلہ کن انداز سے کندھے جھٹکے اور پھر رسیور اٹھا لیا۔ اور ڈائل پر موجود شبنوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی نظریں اسپیشل سوڈر کے الفاظ پر جم گئیں۔ اس نے طویل سانس لیتے ہوئے وہ خانہ دبا دیا۔

"یس ـــــ سلیم الزماں سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر غوری سپیکنگ" ـــــ انھوں نے بھی لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ فرمایئے" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر سلیم الزماں ـــــ فارمولا ایم ایچ ڈی کی فائل لے کر فوراً میری کوٹھی پہنچ جایئے" انھوں نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایم ایچ ڈی ـــــ مگر سر" ـــــ دوسری طرف سے سلیم الزماں کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ کی بوکھلاہٹ درست ہے۔ مگر چند غیر ملکی مجرم لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس لئے یہ فائل خطرے میں ہے۔ اور یہ فائل میں نے فوری طور پر وزارت سائنس کے اسپیشل سٹور میں داخل کرنی ہے تاکہ کم از کم اس کی طرف سے اطمینان رہے۔" انھوں نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ یس سر ـــــ یس سر ـــــ پھر ٹھیک ہے سر" سلیم الزماں نے مجرموں کا نام سنتے ہی نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"آپ خود یہ فائل لے کر میرے پاس پہنچ جائیں ـــــ میں انتظار کر رہا ہوں" انھوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ میں رسید بھی لیتا آؤں گا تاکہ آپ سائن بھی کر دیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بالکل" ـــــ انھوں نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ جو فائل سنٹر سے نکالنی ناممکن نظر آ رہی تھی۔

وہ کتنی آسانی سے اس کے ہاتھ میں آ رہی تھی۔ لیکن اب مسئلہ تھا فوری طور پر ڈاکٹر غوری کے دستخطوں کا۔

اس نے رسیور رکھ کر تیزی سے ایک بار پھر میز کی درازیں کھولنی شروع کیں اور ان میں موجود کاغذات نکال کر دیکھنے لگا۔ اور پھر ایک کاغذ پر نظر پڑتے ہی وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

اس پر ڈاکٹر غوری کے دستخط موجود تھے۔ اس نے جیب سے قلم نکالا اور ایک سفید کاغذ پر تیزی سے دستخطوں کی مشق کرنی شروع کر دی۔

چند ہی لمحوں میں وہ ڈاکٹر غوری کے دستخطوں کے ہو بہو دستخط کرنے پر قادر ہو گیا۔ پھر اس نے دستخطوں والا کاغذ مروڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینکا اور ریوالور اٹھا کر اس نے دراز کا خانہ دبا دیا۔

"ڈاکٹر غوری سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی ڈاکٹر غوری نے تیزی سے کہا۔

"یس سر ـــــ" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میری کوٹھی پر کار بھیج دو ـــــ اور ڈرائیور سے کہو وہ گیٹ پاس لیکر آئے۔ مگر زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک کار پہنچ جانی چاہیئے" انھوں نے کہا۔

"بہتر سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور انھوں نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

باتھ روم کا دروازہ کھولتے ہی وہ چونک پڑا۔ اس نے ڈاکٹر غوری کو دروازے کے قریب دیکھا۔ ڈاکٹر غوری ہوش میں آ کر لڑھکتا ہوا دروازے

تک آگیا تھا۔ انتھونی نے لپک کر ایک کونے میں موجود ٹوائلٹ برش اٹھ
اور اس کا لکڑی کا دستہ پوری قوت سے ڈاکٹر غوری کے سر پہ مار دیا۔
ڈاکٹر غوری کا جسم بری طرح تڑپا مگر انتھونی نے اس وقت تک ہاتھ
روکا جب تک ڈاکٹر غوری بے ہوش نہیں ہو گیا۔
جب انتھونی کو یقین ہو گیا کہ اب ڈاکٹر غوری کم از کم دو گھنٹوں سے
قبل ہوش میں نہ آسکے گا تو اس نے اسے گھسیٹ کر ایک بار پھر اسی کو
میں ڈال دیا۔ اور ایک ڈبہ سا اٹھا کر اس کے اوپر اس طرح رکھا کہ درواز
کھولنے پر سرسری نظروں میں اسے چیک نہ کیا جا سکے۔ اور پھر دروازہ بن
کر کے اسے لاک کرتا ہوا وہ باہر آگیا۔
اسی لمحے ایک کار گیٹ پر رکتی نظر آئی۔ دوسرے لمحے ڈرائیور باہر نکا
اور تیزی سے اندر گھستا چلا آیا۔
انتھونی سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر غوری کا خاص ڈرائیور ہے۔
"آگئے تم ——— گیٹ پاس لے آئے"۔ انتھونی نے ل
دروازے پر ہی روکتے ہوئے کہا۔
"یس سر ——— گیٹ پر بھی اطلاع کر دی گئی ہے"۔ ڈرائیور نے
سلام کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے ——— وہیں کار میں بیٹھو"۔ انتھونی نے کہا اور ڈرا
سلام کر کے واپس مڑا اور کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
چند لمحوں بعد ہی ایک اور کار آ کر رکی اور اس میں سے ایک ادھیڑ ع
آدمی ہاتھ میں ایک بیگ سنبھالے باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لائبریری کی طر
بڑھتا چلا آیا۔

انتھونی واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کھڑکی میں سے اس آدمی کو آتا
دیکھ چکا تھا۔ اور سمجھ گیا کہ یہ اسپیشل سٹور کا انچارج سلیم الزماں ہو گا۔
"آئیے سلیم صاحب ——— میں آپ کا انتظار کر رہا تھا"۔ سلیم الزماں
کے اندر آتے ہی انتھونی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"تھینک یو سر ——— آپ تو جانتے ہی ہیں اسپیشل سٹور سے فائل
نکالنے کے لیے کتنے مراحل طے کرنے پڑتے ہیں"۔ سلیم الزماں نے
ندامت بھرے لہجے میں کہا۔
اور پھر بیگ میں سے فائل نکال کر انتھونی کے سامنے رکھ دی۔
انتھونی نے سر ہلاتے ہوئے بڑے مطمئن بھرے انداز میں فائل کو کھول
کر چیک کیا اور پھر اسے دوبارہ بند کر دیا۔
"اس رسید پر دستخط کر دیجیے" ——— سلیم الزماں نے ایک پتلی
سی کاپی بیگ سے نکال کر کھولی اور اسے انتھونی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔
انتھونی نے کاپی کے چند پچھلے صفحے الٹائے جیسے کاپی چیک کر رہا ہو۔ مگر
نہیں وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وصولی کے دستخط کہاں کئے جاتے ہیں۔
اور پھر جیب سے قلم نکالا اور ایک شانے میں بڑے بااعتماد انداز میں ڈاکٹر
غوری کے دستخط کر دیئے۔
سلیم الزماں نے ایک لمحے کے لئے غور سے دستخطوں کو دیکھا اور پھر مسکراتے
ہوئے کاپی بند کر کے واپس بیگ میں ڈال دی اور انتھونی نے اطمینان کا سانس لیا۔
اسے شک نہیں پڑا۔
"مجھے اجازت سر ——— ویسے میں نے سیکورٹی چیف ہاشم رضا صاحب سے
بات کی تھی۔ انہوں نے بھی آپ کی بات کی تائید کی تھی"۔ سلیم الزماں نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— انتھونی نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا اور سلیم الزماں تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر کوٹھی کے باہر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب اس کی کار روانہ ہو گئی تو انتھونی نے فائل اٹھائی اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے باہر آتے دیکھ کر ڈرائیور نے آگے بڑھ کر تیزی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ اور انتھونی فائل سمیت کار میں بیٹھ گیا۔

ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار بیک کر کے گیٹ سے باہر نکالی اور مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

انتھونی کا دل پوری مسرت سے اچھل رہا تھا۔ جیسے اس نے ہفت اقلیم کا خزانہ حاصل کر لیا ہو۔ وہ بار بار بڑی پیاری نظروں سے فائل کو دیکھ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار مین گیٹ پر پہنچ گئی۔ اور پھر گیٹ پاس چیک ہونے کے بعد کار کو باہر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ اور کار آخری گیٹ کراس کر کے بیرونی سڑک پر آ گئی۔

"کہاں چلنا ہے جناب" ——— ڈرائیور نے بغیر مڑے مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

"پہلے چلو ——— میں خود بتا دوں گا۔" انتھونی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ سڑک سیدھی شہر والی سڑک سے جا ملے گی اور کہیں بھی وہ ڈرائیور سمیت کار سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ اب اسے اطمینان تھا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اس سے فائل واپس نہیں لے سکتی۔

عمران کی کار زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے عرصے میں دانش منزل اور گلدین کالونی کا درمیانی فاصلہ طے کرتی ہوئی گلدین کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ گئی۔

کوٹھی نمبر بارہ چونکہ کالونی کے آغاز میں ہی تھی۔ اس لئے عمران نے کار چوک کے قریب ہی ایک کیفے کے سامنے روک دی اور پھر وہ اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا، کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اسے دور سے کوٹھی نمبر بارہ نظر آ گئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جس کا پھاٹک بند تھا۔ وہ جیسے ہی اس کوٹھی کے سامنے پہنچا، جولیا اور تنویر ایک طرف سے نکل کر اس کی طرف بڑھنے لگے۔ ریڈی میڈ میک اپ میں چونکہ وہ عمران کو اکثر دیکھتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ اسے پہچان چکے تھے۔ عمران کے قریب آ کر وہ یوں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ جیسے عمران ان کے لئے اجنبی ہو۔

"کوٹھی کی پشت پر تم دونوں جاؤ۔ میں اندر جاؤں گا۔ جب میں ریڈ کاشن دوں تو اندر آجانا"۔ عمران نے چلتے ہوئے کہا۔

اور جولیا اور تنویر بغیر سر ہلائے اسی طرح چلتے ہوئے دائیں طرف مڑتے چلے گئے۔ وہ ایک تنگ سی گلی میں سے ہوتے ہوئے کوٹھی کی پشت پر جا رہے تھے۔ عمران اسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا۔

کافی دور آگے جانے کے بعد وہ اچانک رکا اور پھر اس نے یوں چونک کر جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں جیسے وہ کسی اہم چیز کو تلاش کر رہا ہو۔ پھر اس نے یوں کندھے جھٹکائے جیسے اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہو۔

اور پھر بڑبڑاتا ہوا وہ واپس مڑا۔ وہ یہ سب حرکتیں اس لئے کر رہا تھا کہ اگر اس کی نگرانی کی جا رہی ہو تو اسے واپس پلٹتا دیکھ کر مشکوک نہ ہو جائیں اور یہی سمجھیں کہ وہ کوئی اہم چیز ساتھ لانی بھول گیا ہے۔ اس لئے واپس جا رہا ہے۔

ویسے اسے اب تک کوئی آدمی مشکوک نظر نہ آیا تھا۔ بہر حال احتیاط کا دامن وہ کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہتا تھا۔

واپس مڑتے ہوئے وہ اس سائیڈ پر چلنے لگا۔ جس سائیڈ پر کوٹھی نمبر بارہ موجود تھی۔ کوٹھی نمبر بارہ کے قریب پہنچ کر وہ ایک بار پھر رکا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس نے کوئی چیز جیب سے نکالی اور پھر ہاتھ کو اس انداز میں حرکت دی کہ جیسے منہ پر بیٹھی ہوئی مکھی اڑا رہا ہو۔

مگر اس کے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی گیند نکل کر اڑتی ہوئی کوٹھی کے اندر جا گری۔ اور عمران آگے بڑھنے لگا۔ ابھی اس نے دو تین قدم اٹھائے

تھے کہ کوٹھی کے اندر سے ہلکا سا دھما کا سنائی دیا۔

عمران اسی طرح اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہ چھوٹا سا بم اس لئے اندر پھینکا تھا کہ اس بم کی وجہ سے کوئی نہ کوئی پھاٹک سے باہر آئے گا۔ وہ کافی دور تک آ گیا مگر اسے ایسا احساس نہ ہوا کہ وہ پھاٹک کھلا ہو۔

اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر میں بم پھٹے اور کوئی باہر نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے مڑتا چلا گیا اور پھر واپس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی کی دیوار کے قریب رک کر اس نے اچک کر چھوٹی دیوار سے اندر دیکھا۔ اسے کوٹھی خالی محسوس ہوئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو نہ پا کر اس نے جمپ لگایا اور چھوٹی دیوار پر چڑھتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران حیرت بھرے انداز میں کوٹھی کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ کوٹھی خالی کیوں ہے جبکہ فون نہ صرف یہاں نصب ہے بلکہ یہاں سے جواب بھی دیا گیا تھا۔ مگر کوٹھی کی ظاہری حالت بتاتی تھی کہ وہ کافی عرصے سے بند پڑی ہوئی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا بلیک زیرو سے چیکنگ میں غلطی ہو گئی ہے۔ مگر اتنی بڑی غلطی کی توقع وہ بلیک زیرو سے نہ کر سکتا تھا۔

وہ تیزی سے اندرونی کمروں کی طرف بڑھا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اسی دروازے میں داخل ہوا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے لاشعوری طور پر غوطہ لگایا اور پھر گھوم کر اس کا ہاتھ پوری قوت سے

اپنے اوپر آتے ہوئے ایک بازو سے ٹکرایا اور کمرے میں کراہ سی گونجی۔

دروازے کی اوٹ سے ایک آدمی نے اس پر حملہ کر دیا تھا مگر عمران کی چھٹی حس نے عین وقت پر اسے بچا لیا تھا۔ بازو کو روکتے ہوئے عمران نے پوری قوت سے اس آدمی کے پیٹ میں گھٹنا مارا اور وہ آدمی ڈکراتا ہوا پلٹ کر فرش پر جا گرا۔ مگر نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے عمران کی پنڈلیوں سے ٹکرائیں اور عمران اس اچانک حملے کی وجہ سے لڑکھڑاتا ہوا نیچے گرا۔

مگر نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور یہی قلابازی اس کی جان بچا گئی۔ کیونکہ عین اس جگہ جہاں چند لمحے اس کا پیٹ تھا گولی فرش سے ٹکرائی۔

عمران قلابازی کھاتے ہی تیزی سے گھوما اور پھر یوں اچھل کر فرش سے اٹھتے ہوئے حملہ آور کے جسم سے ٹکرایا جیسے توپ سے گولہ نکلتا ہے۔ اور وہ آدمی چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلتے ہی اچانک باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران جھپٹ کر دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اور وہ پوری طرح محتاط تھا۔

دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے والا آدمی ابھی تک فرش پر گیند کی طرح سمٹ کر پڑا ہوا تھا۔ شاید اس کا سر دیوار سے اس قوت سے ٹکرایا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئی یہ دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں تھیں۔ پھر ایک سٹین گن کی نال دروازے

کے اندر آتی دکھائی دی۔ عمران خاموش کھڑا تھا۔

جب نال اندر آئی تو عمران نے پوری قوت سے نال پکڑ کر اسے اندر کی طرف جھٹکا دیا۔ اور سٹین گن بردار آدمی سٹین گن سمیت اچھل کر اندر آ گرا مگر صرف ایک لمحے کے لئے عمران کی نظریں فرش پر پڑے ہوئے بیہوش آدمی سے ہٹی تھیں اور وہی لمحہ اس کے لئے سخت ثابت ہوا۔

وہ شخص شاید جان بوجھ کر اپنے آپ کو بیہوش ظاہر کر رہا تھا کیونکہ جیسے ہی عمران سٹین گن بردار کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ شخص اچھل کر عمران پر آ گرا۔

عمران نے جھٹکا دے کر اسے دور گرانا چاہا مگر اس کے جھٹکا دینے سے قبل ہی وہ شخص چیختا ہوا مردہ چھپکلی کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ سٹین گن بردار نے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کر دیا تھا۔

مگر عین اسی لمحے فرش پر پڑا ہوا پہلا آدمی عمران سے آ ٹکرایا تھا۔ اور نتیجہ یہ کہ ریوالور سے نکلنے والی گولی کا شکار عمران کی بجائے وہی ہو گیا۔ ریوالور بردار نے دوسرا فائر کرنا چاہا مگر عمران نہ صرف بجلی کی سی تیزی سے جھکا بلکہ اس نے جھک کر ہاتھ لمبے کر کے اس کی دونوں ٹانگیں بھی کھینچ لیں۔

مگر عمران کے لئے یہاں جھکنا فائدہ مند ثابت ہوا وہاں نقصان دہ بھی کیونکہ ریوالور بردار کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے اسے آگے کو بڑھنا پڑا۔ اور اس طرح اس کا سر دروازے کی اوٹ سے نکل آیا تھا۔

اور دوسرا آدمی جو باہر ہی رکا ہوا تھا شاید اسی انتظار میں تھا چنانچہ اس کا داؤ چل گیا اور عمران کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔

عمران منہ کے بل فرش پر گرا۔ اس نے تیزی سے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس پر سالم

ماؤنٹ ایورسٹ گر گیا ہو۔ اسے ایک لمحے کے لئے بے پناہ وزن کے نیچے دبنے کا احساس ہوا اور پھر اس کا ذہن ہر قسم کے احساس سے عاری ہوتا چلا گیا۔

ٹائیگر کافی دیر تک کوارٹر میں بیٹھا ہاشم رضا کی طرف سے کال کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن جب کافی دیر تک ہاشم رضا کی طرف سے کوئی کال نہ ملی تو وہ بے چین ہو کر کوارٹر سے نکلا اور پھر اس نے سپیشل کارڈ اپنے کوٹ کے کالر پر پن سے لٹکا دیا تاکہ دور سے نظر آ سکے۔

کالونی سے نکل کر وہ سیکورٹی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیکورٹی ہیڈ کوارٹر میں سوائے مقامی دفتر کے انچارج کے ایک آدمی بھی موجود نہ تھا۔ شاید پوری سیکورٹی فورس مجرم کی تلاش میں مصروف تھی۔

انچارج سے گو پہلے تعارف تھا لیکن ٹائیگر اس وقت وقار کی بجائے اپنی اصل شکل میں تھا۔ اس لئے جیسے ہی ٹائیگر اندر داخل ہوا وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"ٹھہرو ــــــ میں وقار ہوں۔ میک اپ میں ہوں" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر شاید انچارج نے اس کی آواز پہچاننے کے ساتھ ساتھ اس کے کالر پہ لٹکا ہوا کارڈ پہچان لیا تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ نارمل ہو گیا تھا۔

"اوہ ــــــ وقار صاحب آپ کو ان حالات میں میک اپ کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟" انچارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مجرموں نے مجھے اس میک اپ میں دیکھ لیا تھا اس لئے بدلنا پڑا۔ تم بتاؤ سیکورٹی چیف صاحب کہاں ہیں اور مجرم کے بارے میں کیا رپورٹ ہے" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجرم کی تلاش بڑے پیمانے پر جاری ہے۔ چپے چپے کی تلاشی لی جا رہی ہے لیکن نجانے مجرم کہاں چلا گیا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس مجرم کے خوف کی وجہ سے تو ڈاکٹر غوری سپر سیکرٹ فائل بھی لیبارٹری سے نکال کر وزارت سائنس کے اسپیشل سٹور میں جمع کرانے کے لئے جا رہے ہیں" انچارج نے تفصیلی معلومات مہیا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــــ کونسی فائل" ٹائیگر فائل کا ذکر سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔

"اسپیشل سٹور میں موجود ایم۔ ایچ۔ ڈی فائل۔ وہ بے حد اہم فائل ہے اس پر آجکل کام ہو رہا ہے اور میرے خیال میں مجرم اسی کو حاصل کرنے کے لئے اندر داخل ہوئے ہیں" انچارج نے جواب دیا۔

"اوہ ــــــ کہاں ہیں ڈاکٹر غوری" ٹائیگر یہ سنتے ہی اچھل کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"کیوں ——— کیا ہوا ——— کیا ہوا" انچارج ٹائیگر کی حالت دیکھتے ہوئے بوکھلا اٹھا۔

"یہ فائل باہر نہیں جا سکتی ——— ڈاکٹر غوری کو روکو۔" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر غوری کو کیسے روکا جا سکتا ہے، وہ انچارج ہے۔ وہ اپنے مسائل بہتر سمجھ سکتا ہے"۔ انچارج نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"احمق آدمی ——— جلدی کرو ——— یہ بھی تو ہو سکتا ہے مجرم ڈاکٹر غوری کے روپ میں فائل لے کر باہر جا رہا ہو"۔ ٹائیگر نے میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اوہ۔ واقعی ..... " انچارج نے پہلی بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔

"تم فون چھوڑو ——— میرے ساتھ ڈاکٹر غوری کے پاس چلو۔ جلدی۔ ٹائیگر نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو ——— وہ کوٹھی پر موجود ہیں"۔ انچارج نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے تیزی سے عمارت سے باہر نکلے اور پھر کار دوڑاتے چلے گئے۔ مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ بڑے بنگلوں کی قطار میں پہنچ گئے۔

اور پھر انچارج ایک کوٹھی میں داخل ہوا۔

"یہی کوٹھی ہے" ——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں ——— یہی ہے"۔ انچارج نے ہانپتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے قدم بڑھائے اور اس سے آگے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

اسی لمحے اسے کمرے کے اندر سے ٹھاہ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے اس طرف مڑ گیا۔ یہ لائبریری تھی۔ اس کے ایک دروازے کے اندر سے کوئی زور زور سے دروازے کو دھکا لگا رہا تھا۔

انچارج بھی وہیں آ گیا۔ ٹائیگر نے لاک کی مخصوص کی کو گھمایا۔ اور پھر دروازے کو اندر دھکیلا اور دوسرے لمحے اس کا رنگ فق ہو گیا۔

کیونکہ اندر ایک آدمی جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور منہ پر بھی رومال بندھا ہوا تھا، فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہی دروازے کو پیروں سے کھٹکھٹا رہا تھا۔

"ارے ——— یہ تو ڈاکٹر غوری ہیں"۔ انچارج نے چیختے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے تیزی سے ڈاکٹر غوری کو گھسیٹا۔

"ارے پتہ کرو ——— مجرم ان کے روپ میں نکل نہ جائے۔ اسے گیٹ پر روکو ——— ہر قیمت پر روکو"۔

ٹائیگر نے چیخ کر انچارج سے کہا۔ اور بات انچارج کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ دوڑتا ہوا میز پر پڑے ہوئے مخصوص وائرلیس فون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جبکہ ٹائیگر نے تیزی سے ڈاکٹر غوری کے منہ پہ بندھا ہوا رومال کھولا اور پھر منہ کے اندر دبے ہوئے رومال نکال دیئے۔ ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے ان کے بازو اور ٹانگیں بھی کھول دیں۔

وہ گیٹ سے نکل گیا ہے"۔ انچارج نے فون کا رسیور رکھ کر چیختے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"اوہ ـــــ کاش مجھے چند لمحے پہلے پتہ چل جاتا۔ اب اسے کیسے پکڑا جا سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ـــــ کون نکل گیا وہ مجرم"۔ ڈاکٹر غوری نے کہا۔

"وہ آپ کے میک اپ میں ایم۔ اے بی ڈی کی فائل ساتھ لے گیا ہے جناب"۔ انچارج نے کہا۔

"کک ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ اوہ ـــــ اسے روکو۔ ہم تباہ ہو جائیں گے۔" ڈاکٹر غوری نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر جناب ـــــ وہ ابھی ابھی آپ کے ڈرائیور کے ساتھ کار میں بیٹھ کر نکل گیا ہے ـــــ اب اسے کیسے روکیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر ـــــ لیبارٹری کا ہیلی کاپٹر ہے"۔ اچانک ڈاکٹر غوری نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کہاں ہے ـــــ پلیز جلدی کریں"۔ ٹائیگر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ڈاکٹر غوری کا بازو پکڑے باہر کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ فائل کا سن کر ڈاکٹر غوری کے اپنے ہوش اڑ گئے تھے۔ اس لئے وہ بھی اس کے ساتھ بھاگتا ہوا کوٹھی سے باہر آیا۔ اور پھر ایئر پیڈ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

ٹائیگر اور انچارج اس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہے تھے۔ جو بھی انہیں اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھتا، حیرت سے بت بنا رہ جاتا۔ مگر وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر بھاگتے چلے گئے۔ اور چند لمحوں ہی میں ایئر پیڈ کی عمارت پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"پائیلٹ ـــــ پائیلٹ کو بلاؤ"۔ ـــــ ڈاکٹر غوری نے ہانپتے ہوئے انچارج سے کہا۔

اور انچارج دوڑتا ہوا ساتھ ہی بڑی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مگر ٹائیگر نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر پائیلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اسے بیٹھتا دیکھ کر ڈاکٹر غوری بھی اچھل کر کار پر سوار ہو گیا۔

اور پھر جب تک انچارج کمرے سے باہر آتا ٹائیگر ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ابھی وہ اڑا ہی تھا کہ اچانک اس میں نصب ٹرانسمیٹر سے تیز آواز ابھری۔

"ہیلو ـــــ کون ہے ـــــ کون اڑا ہے ـــــ اتارو۔ اسے اتارو"۔ ـــــ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت اور تیز تھا۔

"میں ڈاکٹر غوری بول رہا ہوں ـــــ میں ہیلی کاپٹر لے جا رہا ہوں"۔ ڈاکٹر غوری نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"مم ـــــ مگر ڈاکٹر صاحب ـــــ آپ تو پہلے ہی کار کے ذریعے باہر جا چکے ہیں"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"وہ مجرم تھا میرے میک اپ میں"۔ ـــــ ڈاکٹر غوری نے کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ہیلی کاپٹر اب خاصی بلندی پر پہنچ چکا تھا اور پھر ٹائیگر نے اسے لیبارٹری کے باہر کی طرف موڑ دیا۔

چند ہی لمحوں بعد ہیلی کاپٹر لیبارٹری سے باہر جانے والی سڑک کے اوپر اڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

ڈاکٹر غوری نے سائیڈ پر لٹکی ہوئی اور دور بین کھک سے نکال کر آنکھوں سے لگائی اور غور سے نیچے سڑک کو دیکھنے لگا۔

وہ چونکہ اپنی کار کو پہچانتے تھے۔ اس لیے انہوں نے ٹائیگر کے کہے بغیر ہی چیکنگ شروع کر دی۔

چند ہی لمحوں بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سڑک شہر والی سڑک سے جا ملتی تھی۔ یہ سڑک ایک لمبا چکر کاٹ کر شہر کے اندر جاتی تھی۔ اس لیے ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو اسی طرف بڑھانا شروع کر دیا۔

مگر سڑک پر ڈاکٹر غوری کو اپنی کار کہیں نظر نہ آئی۔ جب سڑک شہر کے اندرونی حصے کی طرف مڑی تو ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو ذرا نیچا کیا اور پھر وہ شہر کے اوپر پرواز کرنے لگا۔

اندرون شہر چونکہ سڑکوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اس لیے وہ نیچی پرواز کر کے ہر سڑک چیک کرنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ اچانک ڈاکٹر غوری چیخ پڑے۔

"وہ میری کار ——— وہ جا رہی ہے"۔ ان کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

اور ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو اور نیچے کر لیا۔ اور پھر وہ سڑک سے ذرا بلندی پر اڑنے لگے۔

چند ہی لمحوں میں ڈاکٹر غوری کی نشاندہی پر ٹائیگر نے کار کو چیک کر لیا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو اس انداز میں نیچے کیا جیسے وہ اسے

کار کی چھت پر اتار دے گا۔

مگر اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے رکی اور پھر اس میں سے ایک آدمی باہر نکل کر تیزی سے بھاگتا ہوا سامنے والی گلی میں دوڑتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو وہیں سڑک کے قریب ہی اتارا اور دوسرے لمحے اس نے چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا اس گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کی وجہ سے وہاں لوگ اکٹھے ہو گئے تھے لیکن ٹائیگر کسی کی پرواہ کیے بغیر اس مجرم کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ جو پاکیشیا کی اہم ترین فائل نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

گلی میں گھستے ہی ٹائیگر بھاگتا ہوا دوسری سڑک پر پہنچا اور پھر اس نے مجرم کو سامنے والی بلڈنگ میں گھستے دیکھ لیا۔ اس لیے وہ بے تحاشا انداز میں سڑک کراس کرتا ہوا اس بلڈنگ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

کئی کاروں کے ٹائر چیخے۔ ہارن اور سیٹیاں بجیں مگر ٹائیگر کو کسی بات کا ہوش تک نہ تھا۔

دوسرے لمحے وہ اس بلڈنگ میں گھستا چلا گیا اور بلڈنگ میں گھستے ہی اسے اس کا دوسری طرف کا کھلا دروازہ نظر آ گیا اور وہ اس دروازے پر پہنچا تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اس طرف تو وسیع و عریض رہائشی کالونی ماڈل ٹاؤن پھیلی ہوئی تھی۔ جس میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی کوٹھیوں کا لمبا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

ٹائیگر وہاں دروازے میں کھڑا غور سے دیکھتا رہا۔ لیکن اسے مجرم کہیں نظر نہ آیا۔ وہ شاید کسی گلی یا کوٹھی میں گھس گیا تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھتا

چلا گیا۔
دوسرے لمحے اس نے ایک مالی کو سڑک کے کنارے باغیچے میں کام کرتے ہوئے دیکھ لیا۔
ٹائیگر بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔
"بابا ——— تم نے اس بلڈنگ سے بھاگ کر کسی آدمی کو آتے دیکھا ہے۔ اس نے چیک کوٹ پہن رکھا تھا"۔ ٹائیگر نے مالی سے پوچھا۔
"ہاں۔ وہ سامنے والی گلی میں گھسا ہے"۔ مالی نے جواب دیا۔
اور ٹائیگر تیزی سے دوڑتا ہوا اس گلی کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ گلی میں گھس کر وہ ابھی تھوڑی ہی دور آگے بڑھا تھا کہ اچانک اس کو پشت پر زور سے دھکا پڑا۔ اور وہ اچھل کر منہ کے بل گرا۔
اور پھر نیچے گرنے کے بعد اسے اٹھنا نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ پے در پے اس کے سر پر قیامتیں ٹوٹنی شروع ہو گئیں۔ اور چند لمحوں بعد حواس اس کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے کی ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ پیروں کو کرسی کے پیروں سے باندھا گیا تھا۔
عمران نے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن مجرموں نے اس بار اس کے ساتھ ایک عجیب حرکت کی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں آٹومیٹک کلپ ہتھکڑی پڑی ہوئی تھی۔
اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اب وہ ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے انداز میں کرسیوں پر جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اسی کے سے انداز میں بیٹھے تھے۔
وہ سارے ہی ہوش میں تھے۔ ہال میں ان کے علاوہ دو مسلح افراد موجود تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں اور وہ دروازے

کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

"ارے بھائی ——— ہاتھ پیر تو باندھ دیئے۔ مگر منہ تو کھلا ہوا ہے کچھ کھلواؤ پلواؤ تو سہی ——— کیا کنجوسوں کی طرح خاموش کھڑے ہو۔ یہاں پیٹ میں مگر مچھ ہنڈرڈ میٹر ریس لگا رہے ہیں" عمران نے سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو ——— چیف باس ابھی یہاں آنے والے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری زبان ہلنے سے پہلے ہی خاموش کر دی جائے" ایک نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہلنے سے پہلے تو زبان خاموش ہی رہتی ہے یار ——— کیوں مجھے چکر دے رہے ہو۔ کوئی اور بات کرو ——— ابھی میرا دماغ بالکل ہی خالی نہیں ہوا۔ اس میں ابھی کچھ مغز باقی موجود ہے"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ ہال کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا سا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

اس کے پیچھے دو افراد تھے جن میں سے ایک کو عمران نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ ہاشم ہے۔ وہی ہاشم جس کا فوٹو اس کی فائل میں موجود تھا۔

"دیکھو ——— اور اچھی طرح پہچانو ——— تم تو کہہ رہے تھے کہ اس کا زندہ بچ جانا ناممکن ہے"

ادھیڑ عمر آدمی نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ہاشم حیرت زدہ انداز میں عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں شدید حیرت کی

جھلکیاں نمایاں تھیں۔ وہ عمران سے دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

"تم واقعی عمران ہو" ——— ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی عمران نہیں ——— علی عمران" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مگر تم زندہ کیسے بچ گئے" ——— ہاشم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر فرنٹ ——— اوہ سوری ——— تم تو ہاشم ہو ——— فرنٹ تو نیک لوگ ہوتے ہیں۔ تم جیسے لوگ تو واقعی ہاشم ہوتے ہیں۔ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقت ور ہوتا ہے" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تم میرا نام جانتے ہو" ——— ہاشم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اگر مجھے فیلیا بخار کا جرثومہ منتقل ہونے سے پہلے تم پر ذرا سا بھی شک پڑ جاتا تو تم اس وقت زمین کے ہاشم میں موجود ہوتے" عمران نے جواب دیا۔

"تو تمہیں معلوم تھا کہ فیلیا بخار کا جرثومہ تم میں انجیکٹ ہو چکا ہے۔ پھر بھی تم زندہ ہو ——— مجھے یقین نہیں آ رہا" ہاشم نے کہا۔

"تمہارے یقین کے لئے خدا نے ڈاکٹر آلیور کو وہاں بھیج دیا تھا اور تمہیں شاید علم نہیں کہ ڈاکٹر آلیور تمہارے اس فیلیا بخار کا حتمی علاج دریافت کر چکا ہے اس کا ایک ثبوت میری زندگی ہے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ——— پھر مجھے ڈاکٹر آلیور سے بھی نمٹنا ہو گا۔

ہاشم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"چیف باس ——— آئی ایم ویری سوری ——— مجھے یہ اندازہ بھی نہ تھا کہ وہ ڈاکٹر آلیور بھی یہاں پہنچ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ

علاج بھی دریافت کر چکا ہے ورنہ میں اس پر کوئی دوسرا نسخہ آزماتا۔ ہاشم نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر ندامت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نسخہ تو ناکام رہا ہاشم ——— لیکن اب جو نسخہ میں اس پر آزماؤں گا وہ کسی صورت بھی ناکام نہیں رہ سکتا۔"

چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا عمران کے قریب آ کر رک گیا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"تو تم ہو وہ علی عمران ——— جس سے دنیا بھر کے مجرم کانپتے ہیں۔"

چیف باس نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

"میں انسان ہوں، بمباری کے بعد چلنے والی ہوا نہیں کہ سب کانپنے لگ جائیں۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ تمہاری شکل دیکھنے کے بعد میں خود کانپ رہا ہوں" ——— عمران نے اپنے جسم پر لرزہ طاری کرتے ہوئے کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ——— ہائی فائی کے چیف باس سے کون نہیں کانپتا۔ تم تو مجھے احمق سے اور بے ضرر سے نوجوان نظر آتے ہو۔" چیف باس نے بڑے فاخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہائی فائی کا تیار کردہ ڈسکو ڈانس واقعی ایسا ہے کہ آدمی کانپ اٹھتا ہے مسٹر چیف باس آف ہائی فائی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔" چیف باس نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی عود کر آئی تھی۔

"اچھا ——— تو یہ کانپنا وہ پتنگ والی کانپ سے بنا ہوا ہے۔ پھر تو واقعی

اڑنے والا کام ہو گیا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا موت کو سامنے دیکھ کر تم اپنے حواس کھو بیٹھے ہو۔ اتنے ہی بزدل تھے تو ہائی فائی کے مقابلے پر نہ آنا تھا۔" چیف باس نے کہا۔

"حکیم تو لوگوں کے علاج کے لئے مطلب کھولتے ہیں مگر مجھے مجرموں کو سمجھانے کے لئے مطلب کھولنا پڑے گا۔ بھائی چیف باس صاحب۔ ہمارے ہاں جو پتنگ بنائی جاتی ہے اس میں جو پتلی پتلی لکڑیاں لگتی ہیں انہیں کانپ کہا جاتا ہے۔ اور پتنگ تم جانتے ہو، اڑنے اڑانے کے کام آتی ہے۔" عمران نے اپنی سابقہ بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سٹین گن مجھے دو ——— میں ابھی اسے موت کا مطلب سمجھا دیتا ہوں۔" چیف باس نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن تیزی سے بڑھ کر چیف باس کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"دیکھو علی عمران ——— مجھے تم لوگوں سے کچھ پوچھنا نہیں ہے اس لئے میں وقت کیوں ضائع کروں۔"

چیف باس نے سٹین گن کی نال عمران کے سینے کی طرف کرتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ تمہیں کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ پوچھنے کے لئے بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً سبطین نے جو معلومات تمہیں مہیا کی ہیں۔ کیا وہ بالکل درست ہیں۔" عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور چیف باس عمران کی بات سن کر یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

کیا مطلب ——— کیا وہ معلومات غلط تھیں"۔ چیف باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سٹین گن کی نال نیچے کر لی تھی۔

"مجھے کیا معلوم ——— جب ظاہر ہے تم نے کچھ پوچھا ہی نہیں تو پھر میں کیا بتاؤں" ——— عمران نے جواب دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ چیف باس کچھ کہتا۔ اچانک کونے میں پڑا ہوا ٹیلیفون بج اٹھا۔

چیف باس نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا جیسے اسے حیرت ہو رہی تھی کہ یہاں کس نے فون کیا ہے۔ اور پھر وہ سر جھٹکتا ہوا فون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے رسیور اٹھایا۔

"یس ——— چیف باس فرام ٹارچنگ روم"۔ چیف باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ——— میں انتھونی بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر نمبر ٹو سے۔ ایم ایچ ڈی کی فائل میرے پاس موجود ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— تم نے فارمولا کی فائل حاصل کر لی اور تم ہیڈ کوارٹر میں پہنچ بھی گئے"۔ چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

اسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ اتنی جلدی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"یس باس ——— علی عمران کا ایک خصوصی آدمی بھی یہاں موجود ہے وہ میرے پیچھے آیا تھا ——— میں نے اسے بیہوش کر دیا ہے"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تم فوراً یہاں فبرتھری میں پہنچ جاؤ۔ اس آدمی کو بھی ساتھ لیتے آؤ ——— عمران اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی اسوقت بندھے ہوئے میرے سامنے موجود ہیں۔ تم یہاں آؤ اور اس کامیابی کے جشن میں تم خود اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مارو"۔ چیف باس نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

"اوکے باس ——— میں دس منٹ کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

اور چیف باس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ جب رسیور رکھ کر وہ واپس پلٹا تو اس کا چہرہ مسرت سے جگمگا رہا تھا۔

"اب بولو ——— علی عمران ——— تم مجھے کس اور راستے پر لگانا چاہتے تھے ——— مگر ہائی فائی کامیاب ہو گئی ——— ایم ایچ ڈی کی فائل اس وقت ہمارے قبضے میں ہے اور تمہارا آدمی بھی"۔ چیف باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عقلمند آدمی ہاتھ میں شکار آنے سے پہلے خوشیاں نہیں منایا کرتے پہلے اسے آ تو لینے دو ——— پھر پتہ چل جائے گا کہ کیا یہ فائل اصلی ہے یا نقلی"۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"راجر ——— جاؤ اور انتھونی کو فوراً یہاں لے کر آؤ ——— عمران کے آدمی کو بھی یہاں لے آؤ ——— میں ان سب کی روحیں اکٹھی ہی عالم بالا کو بھیجنا چاہتا ہوں"۔ چیف باس نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے باٹم کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور راجر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چیف باس ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ شاید اسب فائل کے انتظار میں تھا۔ بے چینی اس کے ایک ایک عضو سے ٹپک رہی تھی۔

ادھر عمران کا ذہن آندھیوں کی زد میں تھا۔ بظاہر وہ مطمئن بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ لیکن اب اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کس خطرناک پوزیشن میں پھنس گیا ہے۔

مجرموں نے سب سے بڑی ستم ظریفی یہ کی تھی کہ اس کے ہاتھوں میں لوہے کی کلپ ہتھکڑی پہنا دی تھی۔ اس لئے اب وہ ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اب بہرحال فائل کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے اسے اپنے آپ کو سنبھالنا تھا ورنہ فائل کے ساتھ ساتھ موت بھی سر پہ کھڑی تھی۔ لیکن کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

اور یہی ترکیب سوچتے سوچتے دس منٹ گزر گئے۔ اور عمران دروازہ کھلنے پر چونک پڑا۔

دروازہ کھلتے ہی چیف باس اچھل کر کرسی سے ——— کھڑا ہو گیا۔ دروازے میں سے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت کی سرخی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل دبی ہوئی تھی۔ جبکہ اس کے پیچھے راجر اندر داخل ہوا۔ راجر کے کندھے پر ٹائیگر لدا ہوا تھا۔

راجر نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کو عمران کے ساتھ ہی فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر باس کی طرف مڑا۔ جو انتھونی کے ہاتھ سے فائل لے کر اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

"گڈ شو انتھونی ——— گڈ شو ——— تم نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیسے اتنی جلدی اسے اڑا لائے۔" چیف باس نے انتھونی کی پشت کو تھپکتے ہوئے کہا۔

اور انتھونی نے مختصر الفاظ میں سنٹر میں داخل ہونے، وہاں ٹائیگر سے ٹکراؤ، تین ساتھیوں کے مارے جانے اور خود وہاں سے نکل کر ڈاکٹر عوزی کی کوٹھی میں پہنچنے کے اور بعد کی کہانی سنانی شروع کر دی۔

اسی لمحے عمران کو اپنی پشت پر کسی حرکت کا احساس ہوا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھا تو فرش پر پڑے ہوئے ٹائیگر کا ایک ہاتھ کرسی کی پشت سے اٹھ کر اس کے پچھلے ہاتھوں سے ٹکرا رہا تھا۔ وہ شاید عمران کے ہاتھ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر جب اس کا ہاتھ لوہے کی ہتھکڑی سے ٹکرایا تو اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ کمرے میں موجود ہر شخص انتھونی کی دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی میں مگن تھا۔ اس لئے کسی کا خیال ٹائیگر اور عمران کی طرف نہ گیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کا ہاتھ ایک بار پھر بلند ہوا۔ اور اس بار عمران نے چھوٹے سائیلنسر لگے ریوالور کی جھلک دیکھی۔

یہ چھوٹے ریوالور حال ہی میں ایکریمیا نے ایجاد کئے تھے اس کا سائیلنسر اتنا چھوٹا تھا کہ محسوس بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن اتنا جدید ترین تھا کہ ہلکی سی آواز سنائی دیتی تھی۔

دوسرے لمحے دبی ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور عمران کو دونوں ہاتھ آزاد ہوتے محسوس ہوئے۔ دوسرے لمحے عمران نے ٹائیگر کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔ اب وہ مطمئن تھا۔

" دیکھو ——— یہ ہے وہ تمہاری فائل جسے تم نے سات پردوں میں چھپا کر رکھا تھا۔" چیف باس نے اچانک آگے بڑھ کر عمران کی ناک کے سامنے فائل لہراتے ہوئے کہا۔

" اچھا ——— دکھاؤ تو۔ اصل ہے "۔ عمران نے اچانک ہاتھ آگے بڑھایا اور چیف باس کے ہاتھ سے فائل لے لی۔

اس کا انداز اتنا نیچرل تھا جیسے وہ یہاں بیٹھا ہی اس فائل کو دیکھنے کے لئے ہو۔

چیف باس چند لمحے تو حیرت سے سن کھڑا رہا۔ جیسے کوئی عجیب بات تو واقع ہو گئی ہو لیکن اس کا احساس شعوری طور پر نہ ہو رہا ہو۔

اور اسی لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا۔ عمران نے فائل تو ساتھ پڑے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔ اور دوسرے ہی لمحے چیف باس کو کھینچا اور اپنے سامنے کر لیا۔

اس کا ایک بازو پوری قوت سے چیف باس کی گردن پر جم گیا۔ جبکہ دوسرے بازو سے اس نے ریوالور کا رخ راجر اور دیگر مسلح افراد کی طرف کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

" خبردار ——— اگر کسی نے ذرا سی بھی حرکت کی تو ڈھیر کر دوں گا۔"

عمران کا لہجہ چیختا ہوا سا تھا۔

اور عمران کی آواز بلند ہوتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے کمرے میں بم پھٹا ہو۔

مسلح افراد نے تیزی سے سٹین گنیں سیدھی کرنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور سے ٹھک ٹھک کی آوازیں نکلیں اور دونوں

مسلح افراد اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرے۔

سٹین گنیں ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھیں۔ راجر، باٹم اور انتھونی حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑے یہ عجیب سی سچویشن دیکھ رہے تھے۔ اسی لمحے راجر کا ہاتھ حرکت میں آنے لگا مگر دوسرے لمحے وہ چیخ مار کر الٹ گیا۔

اس بار زوردار دھماکہ ہوا تھا۔ یہ گولی ٹائیگر نے چلائی تھی۔ اس نے چیف باس کے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور کھینچ لیا تھا۔ فائل وہ پہلے ہی بلیٹ میں اڑس چکا تھا۔

" تم یہاں سے نکل نہیں سکتے " ——— اچانک چیف باس نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور زور سے اپنے جسم کو جھٹکا دے کر علیحدہ ہونے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اپنے بازو کو جھٹکا دے کر اسے دبانے کی کوشش کی۔ مگر شاید عمران کی جسمانی کمزوری ابھی پوری طرح دور نہ ہوئی تھی یا پھر چیف باس کے جسم میں گینڈے جیسی طاقت تھی کہ اس کے زوردار جھٹکے سے عمران کرسی سمیت اس کے سر سے اوپر اٹھتا ہوا انتھونی اور باٹم کے سامنے جا گرا۔

البتہ اس زوردار جھٹکے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اس کے پیر جو کرسی کے پائے سے رسی کی مدد سے بندھے ہوئے تھے آزاد ہو گئے۔

اس کے نیچے گرتے ہی انتھونی اور باٹم نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران نیچے گرتے ہی کسی لچکیلی گیند کی طرح اچھلا اور پھر وہ اپنے اوپر گرتے ہوئے باٹم اور انتھونی دونوں کو اچھال کر کھڑا ہو گیا۔

باٹم اور انتھونی کے پاس ریوالور نہ تھے اس لئے وہ دونوں خود ہی

عمران پر کود رہے تھے۔

ادھر چیف باس کے عمران کو گراتے ہی ٹائیگر نے پوری قوت سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا دستہ چیف باس کے سر پہ مارنا چاہا تھا۔ مگر چیف باس تیزی سے نہ صرف اپنا سر بچا گیا بلکہ اس نے اتنی تیزی سے ٹائیگر کے پیٹ میں ٹکر ماری کہ ٹائیگر اچھل کر دو قدم پیچھے پشت کے بل زمین پر جا گرا۔

اس کی بیلٹ میں اڑسی ہوئی فائل بھی بیلٹ سے نکل کر فرش پر گر گئی۔

اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑتا ہوا ہال کے دور دراز حصے میں جا گرا۔

فائل کو دیکھتے ہی چیف باس کسی بھوکے عقاب کی طرح فائل پر جھپٹا مگر اسی لمحے ٹائیگر پیروں کے بل اچھلا اور اس نے پوری قوت سے چیف باس کی گردن کی پشت پر دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے پنچ لگایا اور چیف باس منہ کے بل فرش سے جا ٹکرایا۔

ادھر انتھونی نے عمران کے اچھلتے ہی تیزی سے بائیں طرف ہٹ کر لات چلائی۔ اس کے انداز میں اتنی پھرتی اور تیزی تھی کہ عمران اس اچانک وار سے نہ بچ سکا اور انتھونی کی لات گھومتی ہوئی پوری قوت سے اس کی پسلیوں سے ٹکرائی اور عمران کے منہ سے کراہ سی نکل گئی۔

عمران کراہتا ہوا بائیں طرف کو جھکا۔ اسی لمحے انتھونی نے بائیں پہلو پر دائیں لات مارنے کی کوشش کی لیکن اب عمران سنبھل گیا تھا۔

اس نے ہائی جمپ لگایا اور پھر گھومتا ہوا وہ ہاتھوں کے بل زمین پر گرا۔ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اپنے اوپر حملہ کرنے کے لئے اچھلتے ہوئے باٹم سے ٹکرائیں۔ اور باٹم ضرب کھا کر اچھلا اور دوسرے لمحے وہ

انتھونی کے جسم سے جا ٹکرایا۔ جو ایک بار پھر عمران پہ حملہ کرنے کے لئے اچھل چکا تھا۔

ان دونوں کے گرتے ہی عمران اچھل کر اس جگہ پہ پہنچا جہاں ایک مسلح آدمی کے ہاتھ سے مشین گن گر کر پڑی ہوئی تھی۔

اور پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونجی اور انتھونی اور باٹم دونوں گولیوں کی بارش میں پراک اینڈ رول ڈانس کرتے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

ادھر چیف باس اور ٹائیگر ابھی تک ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے ٹائیگر نے دونوں ٹانگیں چیف باس کی گردن کے گرد کینچی کے انداز میں پھنسائی ہوئی تھیں اور تیزی سے فرش پہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا چلا جا رہا تھا اور جس لمحے انتھونی اور باٹم گولیوں کا نشانہ بنے اسی لمحے چیف باس کا داؤ ٹائیگر پہ چل گیا۔

اور اس نے پوری قوت سے ٹائیگر کی دونوں پنڈلیوں پر پوری قوت سے ہتھیلیوں کی ضرب لگائی اور ٹائیگر کی ٹانگوں کی گرفت خود بخود ختم ہو گئی۔ اسی لمحے چیف باس نے چھلانگ لگائی اور جولیا کی کرسی کی پشت پر آ گیا۔ اس نے جولیا کی گردن دونوں ہاتھوں میں جکڑ لی۔

"خبردار ——— اگر مجھے کچھ کہا تو میں اس لڑکی کی گردن توڑ ڈالوں گا۔" چیف باس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں زخمی چیتے کی سی غراہٹ تھی۔

جولیا کے حلق سے مدھم مدھم سی چیخیں نکلنے لگیں۔ کیونکہ چیف باس نے اس کی گردن کو پوری قوت سے دبایا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ کی ذرا سی حرکت سے جولیا کی نازک سی گردن ٹوٹ سکتی تھی۔

"ہتھیار پھینک دو ـــــــ اور اس دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ـــــــ جلدی کرو" چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

اب عمران اور ٹائیگر دونوں بے بس ہو چکے تھے کیونکہ بہرحال جولیا کی جان خطرے میں تھی۔

"ہتھیار پھینک دو بھائی"

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور خود مشین گن پھینکنے کے لئے نیچے جھکا۔

مگر دوسرے لمحے جیسے بجلی سی چمکی ہو۔ عمران نیچے جھکتے ہی پوری قوت سے اچھلا اور پلک جھپکنے میں وہ جولیا اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے چیف باس سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔

جولیا چونکہ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لئے جولیا کے سر کے پیچھے کھڑے ہوئے باس کے منہ پر عمران کی ٹکر پورے زور سے پڑی اور چیف باس چیختا ہوا پیچھے گرا۔

جولیا کرسی سمیت اس کے اوپر اور عمران ان دونوں کے اوپر گرا۔ ناک پر پڑنے والی خوفناک ٹکر کی وجہ سے جولیا کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے چیف باس کے ہاتھ خود بخود ڈھیلے پڑتے گئے۔ اس لئے چیف باس اس کی گردن نہ توڑ سکا۔

نیچے گرتے ہی عمران نے قلابازی کھائی اور ساتھ ہی اس نے لات کی ضرب سے جولیا کی کرسی کو بائیں طرف لڑھکا دیا۔

اب چیف باس پڑا ہوا فضا میں یوں ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے اندھا آدمی اپنے سر پر پڑنے والی متوقع لاٹھی کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ناک

پر پڑنے والی ٹکر نے اس کے حواس مختل کر دیئے تھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر اٹھتا۔ عمران ایک بار پھر فضا میں اچھلا اور اس کے دونوں پیر جڑے ہوئے انداز میں پوری قوت سے نیچے پڑے ہوئے باس کے سینے پر پڑے۔

چیف باس کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکلی اور اس کی ناک اور منہ سے ـــــــ خون ابلنے لگا۔ اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

عمران ضرب لگا کر ایک طرف جا گرا۔ چیف باس چند لمحے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپتا رہا۔ اور پھر اس کا جسم ساکت پڑتا چلا گیا۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ ٹائیگر نے فائل اٹھالی تھی۔

"یہ مجھے دے دو اور تم انہیں آزاد کراؤ" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے فائل لے کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھی اور خود کونے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جبکہ ٹائیگر نے سائلنسر لگے ریوالور کو کونے سے اٹھا کر سیکرٹ سروس کے ممبران کی ہتھکڑیاں توڑنی شروع کر دیں۔

عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے نمبر گھمائے۔ فون کا رسیور اٹھا کر فون سے نکلنے والی آواز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ فون ڈائریکٹ ہے۔

"ایکسٹو" ـــــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب" ـــــــ عمران نے بڑے عاجزانہ سے

لہجے میں کہا۔

اس کا انداز اس طالب علم جیسا تھا جس نے ہوم ورک نہ کیا ہو اور ظالم استاد کے سامنے اسے پیش کر دیا ہو۔

" عمران صاحب ــــ آپ کہاں ہیں ــــ غضب ہو چکا ہے۔ ایم ایچ وی کی فائل مجرم لے اڑے ہیں۔ ٹائیگر بھی غائب ہے " دوسری طرف سے بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا۔

" جناب ــــ اگر آپ سپیشل بونس دینے کا اعلان فرمائیں تو میں فائل حاضر کر سکتا ہوں ــــ یقین کیجئے ــــ آپ جو تنخواہ عنایت فرماتے ہیں وہ آجکل کی مہنگائی میں اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہو گئی ہے۔ اور زیرہ بھی نقلی ــــ اصلی ہوتا تو چلو اونٹ کو بھی زیر کر لاتا۔"

عمران نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ــــ تو آپ مشن مکمل کر چکے ہیں۔ کہاں سے بول رہے ہیں "

بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ٹائیگر تم شاید یہاں آتے ہوئے بے ہوش ہی تھے ــــ کہاں ہیں ہم "

عمران نے ریسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے ٹائیگر سے مڑ کر پوچھا۔

" جی ہاں ــــ یہ دن یونٹ کالونی کی سرخ رنگ کی بڑی سی کوٹھی ہے نمبر تو میں نہیں دیکھ سکا اور جناب باہر خاصے افراد موجود ہیں " ٹائیگر نے مسکراتے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے تمام تفاصیل بلیک زیرو کو منتقل کرتے ہوئے کہا۔

" جناب ــــ ہم ان کے ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں پناہ گزین ہیں اگر آپ چاہیں تو ہم .... " عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ــــ میں سمجھ گیا وہاں ایک ہی سرخ رنگ کی کوٹھی ہے میں ابھی پہنچ رہا ہوں " دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔

" غضب کا کنجوس آدمی ہے بونس کی بات پھر گول کر گیا۔ " عمران کے لہجے میں مایوسی تھی۔

" میں دروازہ اندر سے لاک کر دوں۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو شک ہو جائے اور وہ اندر آجائیں " ٹائیگر نے کہا۔

" یار کیا غضب کرتے ہو۔ ایک محترمہ اندر موجود ہیں اور دروازہ بند ہونے کے بعد تو کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی ہی نہ رہے گی۔ "

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے عمران تیزی سے جھکا۔ ورنہ قریب کھڑی جولیا کا تھپڑ اس کے گال پر ہی پڑتا۔

" ارے ارے ــــ میں بیمار کمزور سا آدمی ہوں۔ جولیا فیور سے بڑی مشکل سے بچا ہوں۔ تم پھر مجھے کوبرا کا شوربا پلواؤ گی " ــــ عمران نے زی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ ادھر ٹائیگر نے دروازہ اندر سے ل کر دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر سے بے تحاشہ گولیاں چلنے اور دوڑتے ہوئے بوں کی آوازیں سنائی دیں۔

" لو بھئی پولیس آپہنچی اور کر و اندر سے دروازے بند " عمران نے ہے ہوئے لہجے میں کہا۔

چند لمحوں بعد ماحول میں خاموشی سی پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے دروازے زور زور سے ضربیں پڑنے لگیں۔

"کون ہے بھائی" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔

"عمران ——— دروازہ کھولو" ——— باہر سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران دروازہ کھولتا۔ صفدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

اور پھر نقاب پہنے ایکسٹو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن تھی۔ اس کے ساتھ چند مسلح فوجی آفیسر تھے۔

"کہاں ہے وہ فائل" ——— ایکسٹو نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فف ——— فائل ——— کون سی فائل جناب" ——— عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ انداز ایسا تھا جیسے وہ فائل کا لفظ پہلی بار سن رہا ہو

"اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہے جناب"۔ جولیا تیزی سے بول پڑی۔

"اسی لیے تو بزرگوں نے کہا ہے کہ عورتوں کو کوئی بات نہ بتائی جائے۔ ان کا پیٹ ہلکا ہوتا ہے اور جولیا کا تو مستقل ہی ہلکا ہے۔ غیر شادی شدہ جو ہیں"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— فائل نکالو"۔ ایکسٹو نے بھرپور غصے سے کہا اور عمران نے سہمے ہوئے سے انداز میں جیب سے فائل نکالی اور ایکسٹو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جج ——— جناب ——— وہ بونس" ——— عمران کا لہجہ فدویانہ سا تھا

"شٹ اپ" ——— ایکسٹو نے فائل چھینتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر فائل پکڑے وہ جولیا سے مخاطب ہو کر بولا۔

"مس جولیا ——— یہاں کی مکمل تلاشی لے کر مجھے رپورٹ دینا"۔

ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا فوجی افسروں سمیت کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جیسے عمران کی اس کی نظروں میں کوئی وقعت ہی نہ ہو۔

"اس کو کہتے ہیں نیکی کر اور ذلیل ہو"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے علاوہ باقی لوگ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک اور شاہکار ناول
آپریشن سینڈوچ
مصنف مظہر کلیم ایم اے
انتہائی لرزہ خیز اور اعصاب شکن واقعات سے بھرپور۔
آپریشن سینڈوچ عمران کے ملک کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایک ہولناک بین الاقوامی سازش۔
ایک ایسی سازش جو ہر لحاظ سے مکمل اور جامع تھی اور اس سازش کے مقابلہ میں عمران بھی بے بس ہو کر رہ گیا۔
سازش کامیاب ہو گئی اور عمران کے ملک پر تباہیاں ٹوٹ پڑیں۔
کیا عمران واقعی بے بسی سے مجرموں کا منہ دیکھتا رہا ——— یا ——— ؟
اسرار و سراغرسانی، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک لافانی شاہکار
شائع ہو گیا ہے
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان